

# Ik Ajnabi Apna Howa

By Amreen Riaz

Novelistan- Urdu Novels Library

جو نیچو قادر بلوچ کا خاص بندہ اگر اُس کا بازو اُسکی طاقت کہا جائے تو بھی غلط نہ ہوگا۔ قادر بلوچ کے ہر جائز ناجائز کام کو نظر میں رکھتا تھا اور قادر بلوچ جو نیچو پر مکمل اعتماد کرتا تھا۔ صرف چھ ماہ میں ہی وہ اس قدر قادر بلوچ کے قریب آ گیا تھا کہ قادر بلوچ کے سگے بیٹے بھی اپنے باپ سے ملنے کے لئے اُسکی اجازت لیتے تھے اس وجہ سے وہ بہت سارے لوگوں کی آنکھ میں کھٹکھٹھنے لگا تھا کہ سب اس سے حسد اور جلن محسوس کرتے تھے جو نہ صرف نڈر، بہادر، چُست و چالاک تھا بلکہ اُسکی شخصیت میں ایک رعب اور دبدبہ تھا سب ہی اُس سے بات کرتے ہوئے ڈرتے تھے جو نگاہ ہی اُٹھاتا اور اگلا بندہ کانپ کے رہ جاتا۔ کم پڑھا لکھا ہونے کے باوجود بھی وہ بلا کا زہین تھا کہ اگلے بندے کی شکل سے ہی وہ اُس کے بارے میں اندازہ لگا لیتا تھا۔ رب نے اُسے زہانت کے ساتھ ساتھ وجاہت سے بھی بے شمار نوازا تھا جو بھی اُس پر پہلی نظر ڈالتا ایک پل کو نگاہ اُس کے چہرے پر ساکن ہو جاتی تھی۔ چھ فیٹ سے نکلتا قد، چوڑا سینہ، گندمی رنگ، گرے آنکھیں جن میں اگلے بندے کو نگل لینے کی صلاحیت موجود تھی، سیاہی مائل ہونٹ جن میں سگریٹ ہمہ وقت رہتی تھی، ستواں ناک اور ہلکی ہلکی داڑھی اور بڑی مونچھوں میں وہ بلا کا حسین اور مردانہ وجاہت کا منہ بولتا ثبوت تھا۔

"جو نیچو۔۔۔۔۔"

وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا اپنی گاڑی کی طرف بڑھا تھا کہ ایک نسوانی آواز پر نہ صرف رُکا تھا بلکہ پلٹ کر بھی دیکھا تھا جہاں نتاشا خان اپنی تمام خوبصورتی سمیت کھڑی اسے آنکھوں کے راستے دل میں

"آج پانچ دن بعد میری آنکھیں تیرا دیدار کر رہی ہیں اور اپنی پیاس بُجھا رہی ہیں پر تم ہو کے پھر

"بھی بناسلام اور حال چال کے ہی چل دیئے۔۔۔۔۔"

"جو نیچو کے پاس اتنا فالو وقت نہیں ہوتا کہ ہر کسی کی عیادت کرتا پھرے اور ویسے بھی اپنی چال

دُرس ت سمت رکھو تو حال اچھا ہی رہے گا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ "جو نیجہ کے سپاٹ انداز پر وہ گہرا سانس بھرتے ہوئے دلکشی سے مُسکرائی۔

"جو نیچو کو دیکھ کر کوئی چال کیسے دُرست رکھ سکتا ہے حال تو پھر بے حال ہو جاتا

..

”نفس کو اتنا بے قابو بھی نہیں کرنا چاہیے کہ آپ کو حال سے بے حال کر

دے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ "وہ کہتے ہوئے جانے لگا مگر نتاشا اُس کے سامنے آتے اُسکا راستہ روک گئی۔

”نفس کو اتنا بھی قابو نہیں کرنا چاہیئے کہ ایک خوبصورت دوشیزہ آپ کو اپنا آپ سو نپنے کے لئے مری جا رہی اور آپ یوں نظر انداز کر کے آگے بڑھ جائے چلو زیادہ نہ سہی ایک رات تو اپنی قربت سے ہم فقیروں کو نواز کے ہماری جھولی بھر سکتے ہیں نہ

آپـــ "نتاشانہ صرف پہناوے سے بے باک دکھتی تھی بلکہ وہ

بولنے کی حد تک بے باک تھی اور جو نیچو کو اُسکی اس بے باکی سے شدید نفرت تھی۔

[illegible]

"تو حلال کر کے کھا لو۔ اگر پتہ ہوتا کہ تجھ سے پالا پڑنا ہے تو خود کو تیرے لئے بچا کے رکھتی جیسے چھ ماہ سے کسی کو اپنے نزدیک نہیں آنے دیا قادر بلوچ کو بھی نہیں اب صرف تمہاری حسرت ہے پر مجھے لگتا کہ تمہارے کچھ لمحے چُرانے کے لئے مجھے قادر بلوچ کی سفارش ڈلوانی پڑے گی۔-----" مناشہ نے اپنے بالوں کو ایک ادا سے پیچھے کیا تھا اور جو نیجو کے لبوں پر ایک طنزیہ مُسکراہٹ اپنی چھب دکھلا کر غائب ہو گئی۔

[illegible]



پرجو نیچونے غور کرتے ہوئے کبیر امجد کی طرف دیکھا تھا اور پھر مُسکرا دیا جیسے کسی بچے کی بات پر مُسکرایا جاتا ہے۔

"یہ بات بھی تو مریم شاہ کے لئے ہی خطرے کی باعث بنے گی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

[illegible]

ہوئے جو نیچو اُنکو بیڈ پر بیٹھاتا اُن کے ساتھ ٹک کر نرمی سے بولا۔

"آپ کو فکر مند ہونے کی کوئی ضرورت نہیں، مریم شاہ جیسے آدمی سے مقابلہ کرنے کے لئے قادر بلوچ جیسے آدمی کے ساتھ کی ضرورت تھی۔ اپنی جان پر کھیل کر قادر بلوچ کی دودفعہ نہ صرف اُسکے دشمنوں سے جان بچائی ہے بلکہ اُس کچھ ایسے کام بھی کروائے جو کوئی مائی کالا ل نہیں کر سکتا تھا، کیوں بس مریم شاہ سے بدلہ لینے کے لئے مجھے اُس جیسے ہی کسی بندے اور ویسی ہی طاقت کی ضرورت تھی۔"

"پر ہم انصاف کے لئے عدالت سے رجوع بھی تو کر سکتے تھے نہ پر تم کیوں اس راہ پر چل رہے ہو جہاں جان کو بھی ہر وقت خطرہ رہے۔۔۔۔۔۔۔"

[illegible]

"ہماری دُعاؤں تمہارے ساتھ ہیں بیٹے۔۔۔۔۔"

کبیر امجد نے اُسکے کندھے پر ہاتھ رکھا تھا تو وہ سر ہلا کر کھڑا ہو گیا۔

"دودنوں کے لئے جارہا ہوں۔ چوکیدار اور گن مین گیٹ پر موجود ہیں اور آپ لوگ گھر سے باہر نہیں نکلیں گئے دوسرا کوئی بھی ایمر جنسی ہو تو مجھے کال کر دیجیے گا، چلتا ہوں  
اب-----" وہ دونوں سے اجازت لیتا باہر کی جانب چل دیا۔

[illegible][illegible]

تھی۔

"مریام شاہ آفس میں نہیں ہے کہاں ہیں۔۔۔۔۔"

"اگر ٹائم کی طرف ایک نظر ڈال لیتے تو تمہیں مجھ سے پوچھنے کی ضرورت نہ

پڑتی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ "علینہ نے دل جلانے والی مسکراہٹ اُسکی طرف اُچھالی اور دوبارہ اپنے کام

میں لگ گئی۔ اُسامہ نے حسب معمول ایک گھوری سے اُسے نوازہ اور ہاتھ پر بندھی اپنی واپس کی

طرف دیکھا جہاں شام کے سات بج رہے تھے اور اس ٹائم مریام شاہ اپنے پرائیویٹ روم میں ہوتا

تھا جہاں کسی کو جانے کی اجازت تک نہ تھی۔

"مجھے بہت ضروری بات کرنی ہے اُن سے، اُن سے بولو کہ اُسامہ ملنا چاہتا ہے۔۔۔۔۔"

"مجھے اپنی جان تم سے زیادہ عزیز ہے اس لئے مجھ سے ایسی توقع مت رکھنا، ویسے بھی ایک گھنٹہ

**"ویٹ کر لو وہ آفس میں آجائیں تو بات کر لینا۔۔۔۔۔"**

[illegible]

شاہ کے آفس کی طرف بڑھ گیا۔ علینہ کندھے اُچکاتی اپنے کام کی طرف متوجہ ہوئی۔

اُسامہ کو بیٹھے ایک گھنٹہ ہوا تھا کہ پرائیوٹ روم کا دروازہ کھلے گا اور خاکی پینٹ اور گرے شرٹ

پہنے اپنی مردانہ وجاہت لئے مریم شاہ آفس میں داخل ہوا تھا۔ اُسامہ اسے دیکھ کر اپنی جگہ سے

کھڑا ہوا۔

[illegible]



اشارہ کیا تھا۔

[illegible][illegible]

"سنا ہے جو نیجو کسی بہت ہی خاص کام سے کراچی آیا اور وہ کام کا ہونا قادر بلوچ کے لئے بہت

[illegible][illegible][illegible]

[illegible]

"اتنے تو کام کرنے والے لوگ ہیں اس حویلی میں، نو مالک ہیں اور پچاس ملازم ہیں پھر بھی آپ کیوں تائی ماں کے کام کرتی ہیں مجھے اچھا نہیں لگتا، آپ بس ہر ٹائم میرے پاس رہا کریں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

"ہاں پر نسیمیں بی بی ہم دونوں کو یوں ہاتھ پہ ہاتھ دھرے بیٹھے دیکھ نہیں سکتیں یوں سمجھو کہ دو وقت کا کھانے کے لئے کسی ایک کو تو انکی چاکری کرنے پڑے گی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

"تو آپ بیٹھیں میں آپ کے حصے کا کام کرونگی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔" پر خہ پر جوش انداز میں اُٹھی مگر صندل بوانے سرنفی میں ہلایا۔

[illegible]



"سچ ہی تو ہے بُوا، میں اور آپ بارہ سالوں سے اس حویلی میں قیدیوں جیسی زندگی گزار رہے کبھی ہم نے اس حویلی کی چار دیواری سے باہر کی دُنیا کو نہیں دیکھا، میں جو مالکوں میں شامل ہوں مگر نوکروں سے بدتر زندگی گزار رہی ہوں ہمیشہ مجھے تائی کی دونوں بیٹیوں کا اُترن پہننے کو ملا ہے اور آج تک ہم اپنی مرضی سے نہ کہیں بیٹھ سکے ہیں اور نہ کسی چیز کو ہاتھ لگا سکیں ہیں کیوں میں بھی تو وجاہت بلوچ کی بیٹی اور اس جائیداد کی برابر کی شراکت دار ہوں نہ تو میرے ساتھ ایسا سلوک کیوں؟-----" بارہ سالوں سے پوچھے جانے والا سوال پھر سے ہوا تھا اور ہمیشہ کی طرح بُوا کے پاس ان سوالوں کے جواب ہوتے ہوئے بھی چُپ کے علاوہ کوئی جواب نہ تھا۔

"دُعا کرو وہ آجائے تاکہ تمہاری ہر تکلیف ختم ہو جائے-----"

"نہیں آئے گا بُوا وہ، اگر آنا ہوتا تو اب تک آچکا ہوتا اُسے سب پتہ ہے کہ کیا ہو رہا میرے ساتھ پھر بھی وہ دیر کر رہا ہے-----" اب کہ وہ چڑگی تھی اُس کے نام سے جو واحد اُمید کی دُور تھی اُسکی اندھیری زندگی میں روشنی لانے کی پر اُسکا کوئی آتا پتہ نہیں تھا۔

"اُسے آنا تو پڑے گا، وہ بھی جانتا ہے تیرا اس زندان میں زیادہ رُکنا کسی خطرے سے خالی نہیں-----"

"کیا پتہ میں اُسے یاد بھی نہ ہوں آخر وہ تب صرف پندرہ سال کا تھا، ایک پندرہ سال کے لڑکے کا ایک دس سال کی لڑکی سے کیا وعدہ کیا یاد رہے گا-----"

"یاد رہے گا کیا بلکہ اُسے یاد ہو گا کیونکہ تم دونوں کا اُس وعدے سے ہٹ کر بھی تو ایک رشتہ ہے جو اُسے ضرور تم تک لائے گا۔۔۔۔۔" صندل بوا کے لہجے میں یقین بول رہا تھا جو اسے بھی اُمید کی نئی کرنیں تھما گیا۔

"

"سائیں، راٹھور ملنے آیا آپ سے۔۔۔۔۔" قادر بلوچ اپنے کمرے کی طرف بڑھ رہا تھا کہ گُھمن کی آواز پر رُکا اور پھر اپنے آفس میں آیا جہاں راٹھور بیٹھا سگریٹ کے لمبے لمبے کش لے رہا تھا۔ قادر بلوچ نے گُھمن کو وہی دروازے پر ہی رُکنے کا اشارہ کیا اور خود اندر چلا گیا مگر جانے سے پہلے دروازہ اچھی طرح بند کرنا نہیں بھولا تھا۔

"یہی تو تمہاری ادا پسند ہے بلوچ، تم حفاظت بہت کرتے ہو خاص انسانوں کی۔۔۔۔۔" راٹھور نے مُسکراتے ہوئے کہا اور مُنہ پر لگا ماسک اُتار کر ٹیبل پر رکھ دیا جبکہ قادر بلوچ نے پھرتی سے لائٹ آف کر دی تھی کہ ٹیبل پر پڑے لیمپ کی روشنی میں صرف اُسکی ٹانگیں اور ہلتا پاؤں ہی نظر آ رہا تھا۔

"احتیاط لازم ہے راٹھور کیونکہ تمہارا منظر عام پر آنے کا مطلب کہ ہم تینوں کا دی اینڈ، وہ کھیل جو بارہ سالوں سے رچایا ہوا اُسکا بھی بھیانک انجام۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

"اُسکی تم فکر مت کرو بس ایک، ایک دُشمن کا کام تمام ہو جائے تو باقی کے چھوٹے موٹے تو میرے

بائیں ہاتھ کا کھیل ہیں۔۔۔۔۔۔۔ "راٹھور نے سگریٹ کا لمبا سا کش لیا۔

"وہ ایک ہی سوپر بھاڑی ہے راٹھور، غلطی تو ہم سے ہو گئی بارہ سال پہلے اگر ہم عقل کا استعمال کر

لیتے تو اب یہ دشمن ہمارا جینا حرام نہ کرتا، پر سمجھ مجھے یہ نہیں آرہی کہ یہ اتنے سال تھا

"\_\_\_\_\_ کہاں؟"

"اب یہ سوچنا کہ وہ اتنے سال تھا کہاں فضول ہے بلکہ اب تو یہ سوچنا چاہیے کہ اسے کس طرح

وہاں بھیجنا ہے جہاں آج سے بارہ سال پہلے اُس کے ماں باپ کو بھیجا تھا۔۔۔۔۔" راٹھور کی بات

پر باہر کھڑا گھسن چو نکا تھا اُس نے دروازے کے سوراخ سے راٹھور کو دیکھنے کی کوشش بار بار کی

تھی مگر وہ ہر بار ہی ناکام ہوا تھا کیونکہ وہ اندھیرے میں بیٹھے تھا اور اُسکا صرف پاؤں ہی نظر آ رہا تھا

جو مسلسل چل رہا تھا۔

"اور یہ سب کیسے ہوگا، تم جانتے نہیں مریم شاہ کو، ہر بازی وہ ہم پر الٹ دیتا ہے اُسے مات دینے

جاتے ہے تو خود مار کھا کے آجاتے ہیں۔۔۔۔۔" بلوچ کے چہرے پر غصہ دیکھ کر راٹھور مسکرایا

پھر اٹھ کر ٹیبل سے گلاس پکڑ کر اُسکی طرف بڑھایا۔

”تمہیں اس ٹائم اسکی زیادہ ضرورت ہے بلوچ کیونکہ ہمیشہ سے تم مریم شاہ کے جیتنے پر بوکھلا

جاتے ہو بلکہ تمہارا دماغ بھی کام کرنا چھوڑ دیتا ہے۔۔۔۔۔"

"کہنا کیا چاہتے ہو تم۔۔۔۔۔"

"وہی جو تم نظر انداز کر رہے ہو بلکہ بھول رہے ہو کہ مریم شاہ کی کمزوری تو ہمارے ہاتھ میں ہے

اور وہ پتہ ہمیں تب استمال کرنا ہے جب مریم شاہ کو قابو میں کرنا ناگزیر ہو جائے گا، تم سمجھ رہے  
ہو نہ۔۔۔۔۔ "راٹھور کی بات کا مطلب سمجھتے ہوئے بلوچ سر اثبات میں سر ہلاتا ہنستا تھا اور پھر  
ہنستا ہی چلا گیا جس کا ساتھ راٹھور نے بھی دیا تھا اور باہر کھڑا گھسن اپنا موبائل ہاتھ میں لئے ایک  
طرف ہو گیا۔

"یہ جو نیچو کیسا آدمی ہے، کہیں تم غلط تو نہیں کر رہے اس پر اتنا اعتماد کر کے کہ اُسے وہ کام سونپ دیا جو ہمارے لئے خطرے کا باعث بھی بن سکتا ہے۔۔۔۔۔۔" راٹھور کی بات میں چُھپے ڈر کو سمجھتے ہوئے بلوچ نے سر نفی میں ہلادیا۔

"میں نے ہر طرف سے پرکھا ہے اُسے وہ ہمارے کام کا آدمی ہے سب سے خاص بات اُسکی یہ کہ وہ مریم شاہ کا ڈسا ہوا ہے اور جو مریم شاہ کا دشمن وہ ہمارا دوست۔۔۔۔۔"

"پھر بھی اُس پر نظر رکھو، اور ایک بات چاہے جتنا بھی اعتماد کرو پر اُسے میرے یا حاکم کے بارے کچھ نہیں بتاؤ گئے، جو نیجو کو بس مریم شاہ کے خلاف استعمال کرو، سمجھ رہے ہونہ میری بات۔۔۔۔ وہ اُٹھ کر چہرے پر ماسک چڑھانے لگا۔

"ہاں سمجھ گیا ہوں تم اُسکی فکر نہ کرو میں احتیاط کرونگا، حاکم کب پاکستان آئے گا۔۔۔۔۔" بلوچ بھی اُٹھ کھڑا ہوا۔

"کیوں، حاکم سے کیا کام تمہیں۔۔۔۔۔" وہ اب ہاتھوں پر دستانے پہن رہا تھا۔



"حاکم کی منظورِ نظر ہے میرے پاس اور اب وہ بائیس سال کی ہونے والی ہے تو اس سے پہلے کہ اُس پر کسی اور کی نظر پڑے اور حاکم کو ناگوار گزرے تو اچھا نہیں وہ اپنی امانت لے جائے۔۔۔۔۔"

"اگلے ماہ آرہا ہے وہ، پھر دعوت پہ بلا کے پیش کر دینا خوش ہو جائے گا۔۔۔۔۔" وہ کہتا ہوا پیچھے کے دروازے سے باہر نکلا اور وہی کھڑی اپنی گاڑی میں بیٹھ گیا۔

"حاکم اگلے ماہ آرہا ہے۔۔۔۔۔۔۔" تبھی دوسری طرف مریم شاہ کو یہ میسج رسید ہوا تھا جسے دیکھ کر مریم شاہ کے چہرے پر سوچ کی لکیریں صاف نظر آرہی تھیں۔

"

جو نیچو نے سارا سامان اپنی نگرانی میں لوڈ کروایا اور سلطان کو سارا سمجھا کر وہاں سے جانے لگا کہ موبائل کی بپ پر دیکھا جہاں بلوچ کی کال تھی۔ اُس نے یس کا بٹن پُش کر کے کان سے لگایا۔

"کام ہو گیا جو نیچو۔۔۔۔۔۔۔" بلوچ کی تشویش زدہ آواز اُس کے کانوں میں پڑی۔

"یہی سمجھے کہ ہو گیا، جس طرح لکڑی کے اندر اُس سفید پاؤڈر کو پرویا ہے نہ کوئی مائی کالال بھی اس تک نہیں جاسکے گا چاہے جتنی بھی چیکنگ ہو۔۔۔۔۔۔۔"

"بہت زبردست جو نیچو، بس اب یہ آرمی کی چوکی سے گزر جائے تو سمجھو سارا خطرہ ختم۔۔۔۔۔"

"اُسکی بھی فکر نہ کریں، اُسکا حل بھی ہے میرے پاس، اب میں فون رکھتا ہوں۔۔۔۔۔" کہتے

ہوئے اس نے کال بند کر کے موبائل جیب میں رکھا اور سگریٹ کا کش لیتے ہوئے سلطان کو پیچھے آنے کا اشارہ کیا اور خود اپنی گاڑی میں بیٹھ کر گاڑی اُس فارم سے نکال کر روڈ پر ڈال دی تبھی اُس نے ایک زوردار دھماکے کی آواز سنی پھرتی سے وہ گاڑی سے اتر کر فارم کی طرف دیکھا جہاں آگ کے بڑے بڑے شعلے دکھائی دے رہے تھے وہ بھاگ کر قریب آیا اور ششدر رہ گیا وہ دھماکہ ٹرک میں ہوا تھا اور سب جل کر راکھ ہو گیا تھا اُس نے سلطان کی فکر میں آگے بڑھنا چاہا مگر آگ کے اتنے شعلے نکل رہے تھے جو ہر چیز کو اپنی لپیٹ میں لے چکے تھے کہ آگ فارم کی بنی لکڑی کی چھت کو بھی اپنی لپیٹ لینے لگی۔ تبھی فارم کی پچھلی دیوار سے لیاقت اور شمشاد بھاگتے ہوئے آئے تھے جو نیچو نے دیکھا جو گھبرائے ہوئے تھے۔

[illegible]

"ہاں سائیں کا تو بہت بڑا نقصان ہو گیا، پانچ کروڑ کا نقصان وہ معاف نہیں کریں گئے، پر یہ سب ہوا کیسے اور کیا کس نے۔۔۔۔۔۔"

"میں نے کیا ہے سب۔۔۔۔۔۔" ایک مُسکراتی آواز پر تینوں پلٹے اور نظریں بلیک چجارو سے ٹیک لگائے ایک شخص پر ٹک گئیں۔

"مریام شاہ۔۔۔۔۔" جو نیچو کے لبوں سے سرگوشی کی طرح یہ نام ادا ہوا جو لیاقت اور شمشاد کو بھی حیرت زدہ کر گیا۔ اُن دونوں نے کافی عرصے سے اُس کا نام تو سنا ہوا تھا مگر دیکھنے کا اتفاق آج پہلی

دفعہ ہوا تھا جو بلیک جینز اور وائٹ شرٹ میں ملبوس کافی مُسکراتے ہوئے انکے ایکسپریشن نوٹ کر رہا تھا۔

"کیسے ہو جو نیجو میرے خاص آدمی۔۔۔۔۔" وہ طنزیہ لہجے میں جو نیجو کی طرف دیکھتے ہوئے بولا جس کا چہرہ سپاٹ ہو چکا تھا۔

"مجھے پتہ تھا اتنا گھٹیا طریقہ تمہارا ہی ہو سکتا ہے مریام شاہ۔۔۔۔۔"

"ارے میں تو بھول ہی گیا تھا تم تو میری رگ رگ سے جانتے ہو آخر پانچ سال تم نے میرے ساتھ کام کیا، میرے طریقے تو تم جانتے ہو وہاں چوٹ دیتا ہوا جہاں دوسرے کا علاج کروانا مشکل ہو جائے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔" اب کہ وہ جیبوں میں ہاتھ پھنسائے انکے قریب آیا تھا۔

"پرافسوس جو نیجو تم سے یہ اُمید نہ تھی، تم کب سے اس کالے دھندے میں پڑ گئے جس چیز کو تم خود چھوٹا گناہ سمجھتے تھے آج اُس کے جل جانے پر افسوس کر رہے ہو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

"افسوس تو مجھے تم پر آرہا ہے مریام شاہ کہ تم کب سے پیٹ پیچھے وار کرنا شروع ہو گئے، تمہاری نظر میں تو یہ بزدلی تھی نہ، کہ سچ میں بُزدل ہو گئے ہو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔" جو نیجو کی بات میں جو کاٹ تھی مریام شاہ کی آنکھوں سے ایک آگ نکلی تھی مگر اگلے ہی لمحے وہ ہنس دیا تھا۔ لیاقت اور شمشاد جو اسکے غصے سے ڈر گئے تھے اب حیرت سے اسے ہنستا دیکھ رہے تھے۔

"اچھا لگا تمہارے لہجے میں چھپی فکر دیکھ کر، پر وہ کیا ہے نہ اگر جو نیجو مجھ سے بدلہ لینے کے لئے بلوچ جیسے آدمی کے ساتھ ہاتھ ملا سکتا ہے اُس کے ہر ناجائز کام کو اپنا فرض سمجھ کے کر سکتا ہے تو

مجھے بھی تو تمہارے لئے اپنی سطح سے کچھ نیچے آنا تھا نہ، یہی سمجھو سانپ کو مارنے کے لئے اس کے بل تک رینگ کر جانا ہے، ابھی کے لئے بس اتنا پھر ملاقات ہو گی کسی اچھی جگہ۔۔۔۔۔۔" وہ مسکراتا ہوا بلیک گلاسز آنکھوں پر چڑھا کر اپنی گاڑی کی طرف چل دیا کہ پھر رُکا اور پلٹ کر جو نیچو کو دیکھا جو کہ نفرت زدہ آنکھوں سے اسے گھور رہا تھا۔

"بلوچ کو میرا سلام کہنا، یقیناً اُسے میرا یہ تحفہ بہت پسند آئے گا۔۔۔۔۔" وہ دل جلا دینے والی مسکراہٹ جو نیچو کی طرف اچھالتا

اپنی گاڑی میں بیٹھا اور گاڑی فرائے بھرتی وہاں سے نکلی تھی۔

"تم دونوں اس آگ کو بجھانے کی کوشش کرو میں بلوچ سے ملنے جا رہا ہوں۔۔۔۔۔" جو نیچو نے ان دونوں سے کہا پھر انکے سر ہلانے پر گاڑی کی برف بڑھا۔

!!

"ایک اور ناکامی ایک اور ہار اُس مریم شاہ کے ہاتھوں۔۔۔۔۔" قادر بلوچ نے ہاتھ میں پکڑا اپنے پسندیدہ مشروب کا گلاس اتنی زور سے سامنے دیوار پر مارا تھا کہ گلاس چکنا چُور ہو کر زمین بوس ہو گیا۔ اُس کے طیش اور ولولے سے پاس کھڑے گھمن اور نتاشا بھی کانپ کر رہ گئی مگر جو نیچو ہنوز پُر سکون تھا کیونکہ اُسے بلوچ کے غصے سے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا بلکہ جو نقصان بلوچ کا ہوا تھا ایک طرف سے اسے خوشی تھی وہ بلوچ کے حرام دھندوں سے نفرت کرتا تھا مگر چپ تھا تو صرف

مریام شاہ سے بدلے کی آگ کی وجہ سے کام اسے افسوس تھا مگر وہ بس سلطان کی موت کا جو بیچارہ بغیر کسی جرم کے اتنی بھیانک سزا پایا گیا تھا۔

[illegible]

"بہت کاری وار کیا اُس مریم شاہ نے، پیٹ پیچھے چھڑا گھونپ دیا پانچ کڑور کا نقصان کر دیا  
میرا۔۔۔۔۔"

"اب لکیر پیٹنے کا کیا فائدہ بلکہ یہ سوچنے کا ٹائم ہے کہ اس نقصان کو کم کیسے کیا جائے۔۔۔۔۔" جو نیچو نے سپاٹ لہجے میں اُسکی بات کاٹی جس پر گھمن اور نتاشا حیران رہ گئے بلوچ جسے آسانی سے انکسور کر گیا اور نہ وہ اپنی بات کاٹنے والے کا پتہ صاف کر دیتا تھا۔

"کوئی طریقہ نہیں جو نیچو اُس نقصان کو پورا کرنے کا، مریم شاہ تو دُھت ہو گا اپنی کامیابی پر جشن منا رہا ہو گا پر میں اُسے زیادہ دیر جشن منانے نہیں دوں گا۔۔۔۔۔" بلوچ کی آنکھوں میں مریم شاہ کو زندہ نکل لینے کی چنگاری دیکھ کر جو نیچو مُسکرایا یہی تو وہ چاہتا تھا۔

"اُسے فلحال اپنی جیت کے نشے میں ہی رہنے دیں کیونکہ جب انسان زیادہ خوش ہوتا ہے تو وہ اُس خوشی کو سنبھال نہیں پاتا پھر کوئی نہ کوئی غلطی ضرور کرتا ہے جو ہمارے لئے فائدہ مند ہو سکتی ہے۔۔۔۔۔" جو نیجو کی بات پر قادر بلوچ نے نہ سمجھی سے اُسکی طرف دیکھا۔

"مریام شاہ جیسا تیز اور چالاک انسان کیسے کوئی غلطی کر سکتا ہے۔۔۔۔۔"

"جب قادر بلوچ جیسا شاطر کھلاڑی مات کھا سکتا ہے تو مریام شاہ کیوں نہیں۔۔۔۔۔" جو نیچو کے لہجے میں کوئی چھنب تھی جو نتاشا نے خاص محسوس کی تھی جبکہ بلوچ اُسکی بات کو اعزاز کے طور پر لیتا مسکرایا۔

"صحیح کہا تم نے، اب تم ہی کوئی راستہ ڈھوؤں گا جو نہ صرف مریام شاہ تک لے کے جائے بلکہ میرے اس نقصان کو پورا تو نہیں پر کم تو ضرور کرے۔۔۔۔۔"

"آپ فکر نہ کریں، کل تک کا ٹائم دیں بس، چلتا ہوں اب میں۔۔۔۔۔" وہ کہہ کر اٹھا اور لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہاں سے چل دیا۔

"

---

"

وہ اس وقت کافی شاپ میں بیٹھا ایس پی عارف کا انتظار کر رہا تھا جو ابھی تک نہیں آئے تھے وہ اپنی واپس کی طرف دیکھتا پھر دروازے کی طرف دیکھنے لگا جہاں وہ وائٹ شلوار سوٹ میں چلے آ رہے تھے۔

"جو بندہ وقت کا پابند نہیں وہ اپنا کام کیسے ایمانداری سے کر سکتا ہے۔۔۔۔۔" وہ بڑبڑایا

"معاف کیجیے گا تھوڑا لیٹ ہو گیا، تمہیں تو پتہ کراچی کی ٹریفک۔۔۔۔۔" ایس پی عارف نے اپنے دیر سے آنے کی توجہ یہ پیش کی اور پھر اسکی طرف غور سے دیکھا جو بلیک جینز پر بیلو شرٹ پہنے

آنکھوں پر گلاسز چڑھائے آرام سے کافی پی رہا تھا۔  
"مجھے پہچاننے کی کوشش کر رہے ہو۔۔۔" وہ مسکرایا۔  
"نہیں بلکہ سمجھ نہیں پارہا کہ آج تک میں نے تمہیں دیکھا نہیں پھر تم مجھ پر ہی اعتماد کر کے اس کیس کے متعلق سارے ثبوت مجھے کیوں دینا چاہتے ہو۔۔۔۔۔" ایس پی عارف رات کو اُس کے فون آنے کے بعد اسی الجھن میں تھا اس لئے اپنی الجھن کا اظہار کرنے سے خود کو روک نہ پایا جبکہ اُس کے لبوں پر ایک پُر سرار سی مسکراہٹ آئی۔  
"تم نے مجھے چاہے آج تک نہ دیکھا ہو پر میں تمہیں اچھی طرح سے جانتا ہوں کہ پچھلے بارہ سالوں سے تم اس کیس پر کام کر رہے ہو مگر کسی بھی ثبوت تک پہنچنے سے پہلے ہی اُس ثبوت کو ختم کر دیا جاتا ہے بس یہی سمجھو کہ میں تمہاری مدد کرنا چاہتا ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"  
"تم کیسے جانتے ہو اُس کیس کے بارے، اور یہ بھی کہ آج سے بارہ سال پہلے کیا ہوا تھا۔۔۔۔۔" ایس پی کے سوال پر وہ محفوظ ہوتا مسکرایا۔  
"تمہارے لئے یہ جاننا زیادہ ضروری نہیں بلکہ تم صرف یہ پوچھو کہ آج سے بارہ سال پہلے جو ہوا تھا وہ کس نے کیا تھا اور کیوں کیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"  
"تو یہی بتادو، میرے خیال میں تم نے مجھے یہی بتانے کے لئے کل کال کر کے یہاں بلایا ہے۔۔۔۔۔" ایس پی عارف نے اپنے آگے پڑی کافی کا ایک گھونٹ بھرا۔  
"وہ بھی بتاؤ نگاہ پہلے تم یہ جان لو کہ کل مریم شاہ نے قادر بلوچ کا پانچ کڑور کا نقصان کیا ہے جس پر

قادر بلوچ بہت تپا ہوا ہے۔۔۔۔۔"

"یہ سب تم مجھے کیوں بتا رہے ہو اس سب کا اُس کیس سے کیا تعلق۔۔۔۔۔"

"میں نے سنا ہے تم بہت ایماندار پولیس والے ہو، ہر کیس کو حل کئے بنا بیٹھتے نہیں ہو تو پھر یہ بھی جان لو کہ قادر بلوچ اور مریم شاہ ایک دوسرے کے بہت بڑے دشمن ہیں اور کیوں ہیں کیا وجہ بنی انکی دشمنی کی کبھی یہ جاننے کی کوشش کی تم نے۔۔۔۔۔" وہ بہت غور سے ایس پی عارف کی طرف دیکھ رہا تھا جو اُسکی بات پر کچھ حیران ہوا۔

"تم کہنا کیا چاہتے ہو۔۔۔۔۔"

"بہت کچھ، ابھی کے لئے بس اتنا ہی تم انکی دشمنی کی اصل وجہ ڈھونڈو تب تک میں ان دونوں کے خلاف تمہیں مکمل ثبوت فراہم کرونگا، چلتا ہوں اب میں۔۔۔۔۔" وہ اُٹھ کھڑا ہوا۔

"تو میں دوبارہ تم سے رابطہ کیسے کرونگا۔۔۔۔۔"

"تم نہیں میں رابطہ کرونگا، جب مجھے مناسب لگے گا اور ایک بات کا خاص خیال رکھنا کسی کو بھی ہماری ملاقات کی خبر نہ ہو۔۔۔" اس نے ہاتھ اُس کے کندھے پر رکھتے ہوئے اُسکے کان کے پیچھے لگی چپ کو مسکراتی نگاہوں سے دیکھا۔

"تمہارا نام کیا ہے تم کون ہو اتنا تو جان سکتا ہوں نہ میں۔۔۔۔۔" وہ جانے لگا کہ ایس پی عارف کی آواز پر مسکرایا اور پلٹ کر اسے دیکھا جو اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑا تھا۔

"میرا نام بھی جان جاؤ گئے ایس پی، فکر نہ کرو اس کیس کو حل کرواگلا کیس تمہیں میرا ہی ملے



گا۔۔۔۔۔" وہ گلاسز آنکھوں سے ہٹا کر شرارت سے دائیں آنکھ دبا کر چلا گیا تو ایس پی عارف  
اُسکی پشت کو گھور کر رہ گیا۔۔

"

وہ کمرے میں مسلسل ادھر سے ادھر چکر لگاتا اضطرابی کیفیت میں گھرا بار بار ہاتھ میں پکڑے  
موبائل کی طرف دیکھ رہا تھا تبھی سیل کی ٹون بجی تو اس نے ان باکس اوپن کیا جہاں Done کا  
میج دیکھ کر وہ مسکرا دیا اور گہرا سانس بھرتا خود کو ریلکسیس کرنے لگا۔ پھر کب سے پڑے کھانے کی  
طرف متوجہ ہوا اور کھانا کھا کر وہ گاڑی کی چابی اور موبائل پکڑتا نیچے آیا جہاں عامرہ خاتون چائے بنا  
کر لا رہی تھی۔

"تم کہیں جا رہے ہو جو نیچو۔۔۔۔۔"

"جی اماں، بلوچ سے ملنے جا رہا ہوں۔۔۔۔۔" وہ اُن کے ہاتھ سے چائے کا کپ پکڑ کر لبوں سے  
لگا گیا۔

"پر آج تو ہفتہ ہے اور ہفتے کو تو وہ اپنی نور حویلی میں ہوتا ہے۔۔۔۔۔" عامرہ خاتون نے کچھ  
حیرانگی سے دیکھا کیونکہ چھ ماہ ہو گئے تھے انکو یہاں آئے ہوئے اور ہفتہ اور اتوار کو قادر بلوچ نور  
حویلی اپنی فیملی کے ساتھ گزارتا تھا جہاں صرف حویلی کے نوکر ہی جاتے تھے وہ بھی جو بہت  
سالوں سے وہاں تھے اتنی پابندی کیوں تھی یہ کوئی بھی نہیں جانتا تھا۔

"جی پر اُس نے مجھے بلوایا ہے، کوئی ضروری کام ہے، آپ دروازہ بند کر کے سو جائیے گا مجھے واپسی میں کافی وقت لگے گا میرے پاس دوسری چابی ہے میں آ جاؤنگا۔۔۔۔۔" چائے کا ایک بڑا سا سپ لیتا وہ اُنکو کہتا وہ باہر کی طرف بڑھا۔

آج پہلی دفعہ وہ نور حویلی کا گیٹ پار کر کے اندر آیا تھا جہاں ہر طرف کھڑے گاڑے اس چیز کا بخوبی احساس دلا گئے تھے کہ قادر بلوچ جیسے بندے کو اتنی ہی سیکورٹی چاہیے کیونکہ جتنے اُسکے دشمن تھے وہ تو جتنا بھی چُھپے کم تھا۔

وہ ایک گاڑی کی راہنمائی میں سیدھا اندر آیا تھا شاید قادر بلوچ کے حکم سے سب آگاہ تھے اس لئے اسے کسی نے بھی روکا نہیں تھا اور کچھ پوچھ گچھ کی تھی۔

"آؤ آؤ جو نیچو۔۔۔۔۔" گاڑا سے ایک دروازے پر چھوڑ کر چلا گیا اس نے اندر قدم رکھے اسکے کانوں میں قادر بلوچ کی آواز پڑی جو کہ نائٹ گاؤں میں ملبوس صوفے پر بیٹھے مشروب سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔

"آؤ بیٹھو یہاں، کیسا لگتا تمہیں میرا یہ غریب خانہ۔۔۔۔۔" اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

"اسے غریب خانہ کہہ کر آپ ہم غریبوں کے ساتھ مذاق کر رہے ہیں۔۔۔۔۔" وہ اسکے سامنے صوفے پر بیٹھ کر گویا ہوا تو بلوچ مسکرایا۔

"فکر نہ کرو میرے ساتھ ہاتھ ملایا ہے تم نے، تمہیں راتوں رات آسمان پر پہنچا

دونگا۔۔۔۔۔" قادر بلوچ کی بات پر وہ تلخی سے مسکرایا۔

"آسمان ہر پہنچے کی زرا خواہش نہیں بلوچ سائیں، بس کسی کو زمین کے اندر تک زندہ گاڑھنا ہے جس میں آپکے ساتھ کی ضرورت ہے۔۔۔۔۔"

"اُسکی تم فکر نہ کرو، مریم شاہ کی طرف تو میرے خود کے بہت حساب نکلتے ہیں۔۔۔۔۔"

"میں بھی یہاں اُس کے حوالے سے ہی بات کرنے آیا ہوں۔۔۔۔۔" وہ اپنے آنے کا مقصد بتانے لگا۔

"ہاں بولو۔۔۔۔۔"

"آپ نے شاید ایک بات نہیں سوچی کہ اُس دن جو ٹرک میں بمب لگایا گیا وہ سب کروایا تو مریم شاہ نے تھا پر مریم شاہ کو اس بات کی خبر کیسے ہوئی کہ ٹرک میں لکڑی کے اندر سفید پاؤڈر کو ملا یا گیا ہے۔۔۔۔۔"

"مطلب۔۔۔۔۔"

"مطلب یہ بلوچ سائیں کہ آپکے بلوچ ہاؤس میں کوئی مریم شاہ کا بندہ چھپا ہوا ہے کسی بھی روپ میں جو ساری اطلاع مریم شاہ کو دے رہا ہے۔۔۔۔۔" جو نیچو کی بات پر قادر بلوچ کے کان کھڑے ہوئے اور بات اُسکی عقل میں آسمانی۔

"تم بالکل ٹھیک کہہ رہے ہو، یہ اُس رات اچانک پروا گرام بنا تھا کہ کل ہر حال میں مال سپلائی کرنا ہے اور وہ فارم شہر سے دُور ہے جہاں تک مریم شاہ اتنی جلدی نہیں پہنچ سکتا تھا اور دوسری بات اُس لکڑی میں پاؤڈر کو ملانا ہے یہ بات تو صرف تمہارے اور میرے درمیان طے ہوئی تھی تو کون

ہے وہ جس نے یہ بات راتوں رات وہاں تک پہنچائی اور اگلی صبح کسی نے اُس ٹرک میں بمب فٹ کر وادیا۔۔۔۔۔۔ "قادر بلوچ کی پُر سوچ نگاہیں اُسکی طرف اُٹھی جو ہولے سے مُسکرا دیا۔

"وہ بندہ آپ کے آس پاس ہی ہے۔۔۔۔۔"

"کون ہے بتاؤ مجھے میں اُس نمک حرام کی جان لے لوں گا جو بلوچ کی آنکھوں میں دھول جھونک رہا ہے۔۔۔۔۔" وہ غصے میں آگیا۔

"ٹیک اٹ ایزی بلوچ سائیں۔۔۔۔" جو نیچونے پُر سکون ہو کر سگریٹ جلائی پھر ایک لمبا سا کش لے کر دُھواں ہوا خارج کیا۔

"مُجھ سے صبر نہیں ہو رہا کون ہے وہ بد بخت جس نے اپنی موت کو آواز دی ہے۔۔۔۔۔"

"نتاشا خان، آپ کی منظور نظر، مریم شاہ کی ڈیل سے یہاں تک آئی۔۔۔۔۔"

"نتاشا۔۔۔۔۔" بلوچ نے بے یقینی سے اُسکی طرف دیکھا جس نے اپنا موبائل اسکی طرف بڑھایا بلوچ نے سکرین کی طرف دیکھا جہاں نتاشا اور مریم شاہ کی تصویر تھی مریم شاہ گاڑی سے ٹیک لگائے کھڑا تھا اور نتاشہ اُسکے سامنے کھڑی مُسکرا رہی تھی بلوچ کی آنکھیں طیش اور غصے کی زیادتی سے پھٹنے کے قریب تھیں۔

"اس حرام زادی کی اتنی جُرت کہ بلوچ کو دھوکہ دے اسے تو موت سے بھی بدتر سزا ملے گی، تم بس صُبح ہونے کا انتظار کرو، آٹھ ماہ سے یہ مجھے اُلو بناتی رہی۔۔۔۔۔۔"

"اور حیرت کی بات کہ آپ بنتے رہے، کبھی شک ہی نہیں ہوا آپ سے، گُستاخی معاف بلوچ

سائیں پر آپ جتنے بھی تیز اور چالاک بنے پر آپ کے اندر کسی کو پہچاننے کی صلاحیت نہیں، میرے نزدیک وہ دُشمن ہی کیا جو اپنے دُشمن کی اصل پہچان نہ رکھتا ہو چاہے وہ کسی بھی روپ میں ہو۔۔۔۔۔" اسکا انداز جلا دینے والا تھا۔

[illegible]

"مجھے یقین ہے تم پر بابا، تمہارا دماغ تو بہت تیز ہے جس کا مجھے بہت فائدہ ہو گا۔۔۔۔۔"

"ہاں بالکل جیسے مریم شاہ کو بہت فائدہ ہوا تھا۔۔۔۔۔" وہ دل ہی دل میں بڑبڑایا بظاہر مُسکرا کر

بولے۔

[illegible]

"اوہ صوری، آپ کا نام کیا ہے۔۔۔۔۔" وہ جلدی سے بولی مگر اسکے سامنے سے ہٹی نہ تھی۔  
 "ایکسیوز می۔۔۔۔۔" جو نیچو کونا گوار گنہرا تھا۔

"آئی ایم امتل بلوچ، بلوچ قادر کی بڑی بیٹی اور آپ۔۔۔۔۔" اُسے شاید زیادہ ہی اسکے بارے میں جاننے کی بے تابی تھی جو اسکے ماتھے پر پڑی ناگوار سلوٹوں کے باوجود پوچھنے لگی تھی۔

"جونجو۔۔۔۔۔"

"اوہ تو آپ ہیں جونجو، بہت سُن رکھا آپ کے بارے آج دیکھنے کا موقع بھی مل گیا۔۔۔۔۔"

وہ پسندیدہ نظروں سے اسے سر سے پاؤں تک دیکھنے لگی۔

"مجھے اب چلنا چاہیے۔۔۔۔۔" وہ وہاں سے ہٹنے لگا۔

"اوکے، بہت اچھا لگا آپ سے مل کر مسٹر جونجو، اُمید ہے بہت جلد پھر ملیں گے۔۔۔۔۔" اُس کے کہنے پر بنادھیان دیئے وہ اپنی گاڑی میں بیٹھا اور گیٹ سے نکلنے سے پہلے اس نے سائیڈ مرر سے دیکھا تھا جو ابھی تک دروازے پر کھڑی اسے دیکھ رہی تھی جونجو کے لبوں کو مُسکراہٹ نے چُھو لیا۔

"

"کیا بات ہے، آج اکیلے میں ہی مُسکرایا جا رہا ہے۔۔۔۔۔" امتل بلوچ جو کب سے ٹیرس پر کھڑی کسی غیر مری نقطے پر نظریں جمائے مُسکرا رہی تھی نمل بلوچ کی آواز پر مڑ کر اُسے دیکھنے لگی جو حیرانگی سے دیکھ رہی تھی۔

"اب میں تمہیں ایسے ہی مُسکراتی ملو گی ہر روز ہر گھڑی۔۔۔۔۔"

"کیوں، ایسا بھی کیا ہاتھ آگیا تمہارے۔۔۔۔۔"

"مجھے تو لگ رہا پوری کائنات میرے ہاتھ میں آگئی ہے، کیا بتاؤں نمل تجھے ساری رات میری آنکھ

نہیں لگی بس وہ ہی رہا آنکھوں کے سامنے۔۔۔۔۔"

"کون۔۔۔۔۔" وہ حیرانگی سے پوچھنے لگی۔

"جونہجو۔۔۔۔۔"

"جونہجو۔۔۔۔۔" نمل چونکی۔

"ہاں جونہجو، جس کے بارے میں چھ ماہ سے سُن رہے تھے پر ماری قسمت کہ اُسے دیکھا نہیں  
کبھی، رات کو دیکھا ہے تو یقین مانو اپنا آپ بھول گیا مجھے، میں اگر کہوں کہ میں نے اپنی زندگی میں  
اُس جیسا شخص نہیں دیکھا تو غلط نہ ہوگا، وہی ہے میرے خوابوں کا شہزادہ ہاں بس وہی ہے جسے دیکھ  
کر مجھے دُنیا مکمل لگی۔۔۔۔۔" امتل بلوچ پر اُس کا تیر چل چکا تھا اس لئے وہ خواب سی کیفیت  
میں بولتی نمل کو حیران کرتی چلی گئی۔

"اگر یہ بات ہے تو اُس کو اب دیکھنا ہی پڑے گا۔۔۔۔۔" نمل کو بھی دلچسپی ہوئی اُس انجانے  
شخص کو دیکھنے کی جس کی ایک ملاقات ہی امتل بلوچ کو گھائل کر گئی۔

"جونہجو۔۔۔۔۔" تبھی امتل بلوچ کی چہکتی آواز نمل کے کانوں میں پڑی تو اس نے اُسکی نظروں  
کے تعاقب میں دیکھا جہاں وہ بلیک شلوار قمیض میں ملبوس گاڑی سے باہر نکلتا ان دونوں کی توجہ کا  
مرکز بن گیا۔



"ارے یار، یہ تو بہت ڈیشننگ ہے بلکل ناولز کے ہیر وز کی طرح۔۔۔۔۔" نمل بھی حقیقتاً  
امپریس ہوئی تھی اُسکی وجاہت سے جبکہ امتل نے زور سے اس کے بازو پر چٹکی لی۔  
"خبردار اگر تم نے اسے ایسی ویسی نظروں سے دیکھا، یہ صرف میرا ہے اور اس پر میرا ہی حق  
ہے۔۔۔۔۔"

"کیا پتہ اُسکی زندگی میں کوئی اور ہو۔۔۔۔۔"

"نہیں۔۔۔۔۔" امتل نے سختی سے اُسکی بات کاٹی۔

"کبھی بھی نہیں، امتل بلوچ کا دل اُس پر آیا ہے اگر کسی اور نے اُسکی طرف دیکھنے کی کوشش بھی  
کی تو میں اُسکی آنکھیں پھوڑ لوں گی۔۔۔۔۔" اُس کے لہجے میں بلا کی سختی تھی۔

"او کے او کے ریلکیس، وہ تمہارا ہی ہے اب جاؤ اُس کے پاس۔۔۔۔۔" نمل اُسکی جنونیت سے  
واقف تھی اس لئے جلدی سے اُسکا دھیان جو نیجو کی سمت کیا جواب اندر بڑھ رہا تھا۔

"شہباز اور ایاز بھاتو حویلی میں نہیں نہ، یونو اُنکو جو نیجو سے کوئی خاص الرجی ہے۔۔۔۔۔" وہ جاتے  
جاتے پلٹی۔

"نہیں وہ دونوں کراچی گئے، بابا سائیں بلوچ ہاؤس ہیں اور اماں سائیں اپنے کمرے میں، فُل  
آزادی ہے جاؤ۔۔۔۔۔" نمل کے اطلاع دینے پر وہ مُسکراتی نیچے آئی جہاں جو نیجو گھمن کے  
پاس کھڑا کچھ سمجھا رہا تھا اسے دیکھ کر وہ گھمن کو اشارہ کرتا اُسکی طرف آیا۔

"کیسی ہیں آپ۔۔۔۔۔" وہ جو اسے اپنی طرف بڑھتے دیکھ کر خوش ہو رہی تھی اس کے بلانے

پر مُسکرائی۔

"اگر کہوں کل رات سے زرا اٹھیک نہیں تو۔۔۔۔۔"

"تو میں یہ کہوں گا کہ آپ کو پہلی فرصت میں ڈاکٹر سے رابطہ کرنا چاہیے۔۔۔۔۔"

"تو اگر میں یہ کہوں کہ اس بیماری کا ڈاکٹر کے پاس علاج نہیں تو۔۔۔۔۔" وہ اسے معنی خیز نظروں سے دیکھتی بولی تو جو نیچو اُسکی بات کا مطلب سمجھتے ہوئے بولا۔

"تو پھر وہ بیماری آپ کی خود ساختہ ہوگی، اپنی ویز مجھے بلوچ سائیں نے حویلی کی سیکورٹی چیک کرنے کا بولا ہے، تو آپ میری راہنمائی کریں گئیں حویلی دیکھانے میں۔۔۔۔۔" جو نیچو کی بات پر وہ خوش ہوئی۔

"شیوروائے ناٹ یہ میرے لئے اعزاز کی بات ہے، آئیے۔۔۔۔۔" وہ اُسے لے کر اندر کی طرف بڑھی۔

"صندل بوا، جو نیچو بہت خاص مہمان ہیں انکی مہمان نوازی بھی خاص طریقے سے ہونی چاہیے، زرا جلدی۔۔۔۔۔۔۔۔۔" وہ ہال سے گزرتی صندل بوا سے بولی جنکی طرف جو نیچو نے کچھ خاص نظروں سے دیکھا تھا۔

"جی چھوٹی بی بی۔۔۔۔۔" صندل بوا جو نیچو پر ایک نظر ڈالتیں کچن کی طرف بڑھ گئیں۔ پھر وہ اسے بڑے فخر سے اپنے ساتھ لئے حویلی دکھانے لگی یہ کوئی چار ایکڑ پر مشتمل ایک کشادہ اور وسیع حویلی تھی مغل طرز کی بنی اس حویلی کے بارہ کمرے نیچے اور بارہ ہی اوپر تھے آگے ایک بڑا سا ہال

جس میں تین لکڑی کے بڑے بڑے دروازے نصب تھے اور پھر ایک لمبی روش اور زرافہ کے قد جتنا بڑا مین گیٹ جس پر تین لوگوں کا پہرہ تھا۔ امتل بلوچ بیس منٹ میں اسے ساری حویلی دکھا چکی تھی سوائے بیک سائیڈ کی طرف سے جس پر جو نیچو بول اُٹھا۔

"ہم نے سب دیکھ لیا مگر حویلی کے بیک سائیڈ پر بنے دور و مز نہیں دیکھے۔۔۔۔"

[illegible]

"او کے اب میں چلتا ہوں۔۔۔۔۔" وہ سپاٹ لہجے میں بولتا لمبے لمبے ڈگ بھرتا اپنی گاڑی کی طرف بڑھ گیا۔ امتل بلوچ اُسے روکتی ہی رہ گئی۔

وہ حویلی کا بڑی گہرائی سے جائزہ لیتا واپس بلوچ ہاؤس آیا جہاں قادر بلوچ اُسے پریشانی اور غصے کے ملے جلے تاثرات لئے ادھر سے ادھر ٹہلتا دکھائی دیا۔

"کیا ہوا بلوچ سائیں۔۔۔۔۔"

"بھاگ گئی وہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

"کون، نتاشا خان۔۔۔۔۔؟ وہ حیران ہوا۔

"ہاں وہی حرام زادی، رات کو ہی نکل گئی یہاں سے، چوکیدار کو بول کے گئی کہ مجھے بلوچ نے حویلی بلایا ہے، راجو بتا رہا تھا کہ ایک کالے رنگ کی گاڑی آئی تھی اُسے لینے جو گیٹ سے کچھ فاصلے پر ہی رُکی تھی۔۔۔۔۔" بلوچ نے اسے تفصیل سے آگاہ کیا۔

"تو اُسکا یہی مطلب مریام شاہ کو پتہ چل گیا تھا ہمارے بارے کہ ہم پر نتاشا کی اصلیت کھل گئی ہے پر سوچنے کی یہ بات، کل رات تو آپکی حویلی میں ہی میں نے سب بتایا تھا آپکو تو وہاں پھر کون جس نے اُسی ٹائم مریام شاہ کو بتادیا اور وہ اُسی وقت نتاشا کو وہاں سے لے

گیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔" جو نیچو نے پُرسوچ انداز میں کہا جس پر بلوچ چونکا۔

"تمہارا مطلب نور حویلی میں بھی اُسکا کوئی بندہ موجود ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

"ہو بھی سکتا ہے اور نہیں بھی، یا پھر اُسے خود شک پڑ گیا ہوگا، یا یہ بھی ہو سکتا کہ جس کام کے لئے اُس نے نتاشا کو یہاں بھیجا ہو وہ مکمل ہو گیا ہو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔" جو نیچو نے اُس کے آگے سوچ کے تمام در رکھے۔

"نہیں اُسکا بس ایک ہی مطلب ہے مجھ سے، اور وہ مطلب نہ تو اُسکا پورا ہوگا اور نہ میں ہونے دوں گا۔۔۔۔۔" بلوچ صوفے پر بیٹھا ساتھ اسے بھی بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

"وہ آپ کو نقصان پہنچانا چاہتا ہے یا آپکی جان لینا چاہتا ہے۔۔۔۔۔" جو نیچو جوانکی دشمنی کی اصل وجہ سے واقف نہ تھا اس لئے پوچھنے لگا جس پر بلوچ کے چہرے پر کمینی سی مسکراہٹ آئی۔

"جان وہ میری تب تک نہیں لے سکتا جب تک اُسکی جان میرے قبضے میں ہے۔۔۔۔۔۔"

"اگر اُسکی جان آپکے قبضے میں ہے تو آپ اُسے اینٹ کا جواب پتھر سے کیوں نہیں دیتے، اُسکے وار اُسکی طرف ہی واپس پلٹنا تو آسان ہے پھر آپ کے لئے۔۔۔۔۔۔"

"ہاں پر مجھے ابھی کسی اچھے وقت کا انتظار ہے، تب تک مجھے لطف لینا ہے اُسکی بے بسی کا اُسکے ترپنے کا۔۔۔۔۔۔" بلوچ کے ہونٹوں پر مکرو مسکراہٹ تھی۔

"ایسی بھی کیا چیز ہے آپ کے پاس جس کے لئے مریم شاہ جیسا بندہ تڑپ رہا۔۔۔۔۔۔" وہ یقیناً حیران ہوا تھا۔

"مریم شاہ کی کمزوری ہے میرے ہاتھ، یہی سمجھو ایک چڑیا ہے میرے پاس میری قید میں جس کے اندر مریم شاہ کی جان بند ہے۔۔۔۔۔۔"

"پھر تو بہت اچھی بات ہے بلوچ سائیں، مجھے اجازت دیں پھر کراچی کے لئے نکلنا ہے۔۔۔۔۔۔" وہ اُٹھ کھڑا ہوا۔

"اب رانا علی سے تم خود ہی ڈیل کر لینا، میں تو بہت تھک گیا ہوں، جاتے ہوئے شمشاد سے کہنا جو لڑکی لایا ہے میرے لئے وہ اور میرا پسندیدہ مشروم دونوں بھیج دے اندر۔۔۔۔۔۔"

"اوکے۔۔۔۔۔۔" وہ اس پر ایک ناگوار نظر ڈالتا باہر نکل گیا۔ اسے قادر بلوچ کے کچھ کاموں اور حرکتوں سے شدید نفرت تھی مگر وہ مجبوری کے تحت خاموش تھا۔

!!

!!

وہ کھانے کی طلب میں ریستورنٹ آیا تھا آڈر لکھوا کر ٹائم گزرنے کو ادھر ادھر دیکھنے لگا تبھی اسکے کانوں میں اپنے پیچھے بیٹھے شخص کی آواز پڑی جو موبائل کان سے لگائے کہہ رہا تھا۔

[illegible]

"کیا نام ہے تمہارا۔۔۔۔۔" ایاز بلوچ کے پوچھنے پر وہ سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگا۔

"میرا نام ایاز بلوچ ہے، ایم این اے قادر بلوچ کا بیٹا۔۔۔۔۔"

"ارے باپ رے، سائیں آپ، مجھ بُلالیتے وہاں آپ کیوں چل کر آئے، میں اب پہچانائی وی پر دیکھا تھا آپ کو، آپ صدر بن گئے ہیں سندھ کی یوتھ ونگ کے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔" وہ خوشی اور حیرت کے ملے جلے تاثرات سے فر فر بولنے لگا۔

"ہاں وہی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔" اپاز بلوچ مُسکرایا۔

"سائیں میرا ہاتھ تو پکڑیں، مجھے لگتا میں خواب دیکھ رہا ہوں، آپ میرے اُگ عام سے آدمی کے سامنے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ آنکھوں کو بار بار ملتا کافی محضکہ خیز لگ رہا تھا۔

"بس جس چیز سے مطلب ہو اُس تک خود ہی جانا پڑتا ہے۔۔۔۔۔"

"کیا مطلب سائیں، میں سمجھا نہیں۔۔۔۔۔"

"سب سمجھاؤنگا، تم میرے ساتھ کھانا شروع کرو۔....." ایاز بلوچ نے کہتے ہوئے اُسکی توجہ کھانے کی طرف دلائی جہاں ویٹر رکھ رہا تھا۔ اُسکی تو آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں کجا کہ اُسکا اسکے ٹیبل تک آنا اب کھانے کی آفر؟

[illegible]

"ارے مرد بنو، اس میں ڈرنے والی کیا بات، کچھ نہیں کیا تم نے، بس مجھے کسی کام والے آدمی کی ضرورت تھی اس لئے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

[illegible]

"ہاں، نام کیا ہے تمہارا اور کیا کرتے ہو تم۔۔۔۔۔" ایاز بلوچ بریانی سے انصاف کرتا پوچھنے لگا۔

"جی جُگن نام ہے میرا پر سارے مجھے جگو کہ نام سے جانتے ہیں میرے محلے والے، انٹر پاس ہوں اور نوکری کوئی ملتی ہی نہیں۔۔۔۔۔"

"اب بے فکر ہو جاؤ، نوکری بھی دوں گا اور ساتھ بہت سارا کیش بھی۔۔۔۔۔"

"کیا سچ میں۔۔۔۔۔" جگو کہ منہ میں پانی بھر آیا۔

"پر مجھے کرنا کیا ہو گا۔۔۔۔۔"

"وہی جو تم اب تک کرتے آئے ہو۔۔۔۔۔" وہ پانی کا گلاس لبوں سے لگاتے ہوئے بولا۔

"اب تک۔۔۔۔۔" وہ اچھنبے سے بولا۔

"ہاں جو تم کر رہے ہو وہی کرنا ہے، جس طرح اب لڑکیوں کو اپنی شکل و صورت سے اپنے جھانسنے

میں کرتے ہو ویسے ہی کرنا ہے۔۔۔۔۔"

"میں سمجھا نہیں سائیں۔۔۔۔۔"

"چلو میرے ساتھ، راستے میں تمہیں سب بتا بھی دوں گا اور سمجھا بھی دوں گا۔۔۔۔۔" وہ نیپکن

سے ہاتھ صاف کرتا اٹھ کھڑا ہوا اور والٹ سے کچھ پیسے نکال کر ٹیبل پر رکھے جن پر جگو بڑی آسانی

سے ہاتھ صاف کر گیا ایاز بلوچ کی آنکھوں سے اسکی یہ حرکت مخفی نہ رہ سکی وہ ہنس دیا۔

"اچھا اب سنو۔۔۔۔۔" وہ اسے اپنے ساتھ گاڑی میں بٹھاتے ہوئے بولا۔

"جو بھی کام میں تمہیں سونپ رہا ہوں اُس میں تمہیں بے حساب پیسہ ملے گا بس اُس سے پہلے

تمہیں مجھ سے وعدہ کرنا ہو گا کہ تم اس کام کو نہایت ایمانداری اور خفیہ طریقے سے کرو گئے، کسی

کو اگر بتانے یا ہم سے فراڈ کرنے کی کوشش کی تو پھر ہمارے ہاتھوں سے تمہارا بچنا ناممکن ہو جائے

گا۔۔۔۔۔" اب کی بار اُسکا لہجہ بے لچک تھا۔



[illegible]

"کافی سمجھدار ہوں تم۔۔۔۔۔" ایاز بلوچ مُسکرایا۔

"تمہیں لڑکیوں کو اپنی محبت کے جھوٹے جاں میں پھنسا کر بس ہم تک لانا ہوگا، اتنی صفائی سے اُن لڑکیوں کو ہم تک لانا کہ اُنکے گھر والوں کو ہمارا کیا تمہارا بھی پتہ نہ چل سکے، سمجھ رہے ہو نہ میری بات۔۔۔۔۔۔"

"جی سائیں، سمجھ گیا یہ تو بہت آسان کام ہے میرے لئے۔۔۔۔۔" اب کی بار وہ بھی مُسکرا دیا۔

"او کے ڈن، اگلا طریقہ تمہیں امجد سکھا دے گا۔۔۔۔۔۔" اُسکی بات پر جگو نے سر اثبات میں ہلا کر اپنی رضا مندی دے دی۔

مریام شاہ اس وقت اپنے پرائیویٹ روم میں بیٹھا تھا جہاں دیوار پر اس نے ایل ای ڈی لگی جس میں وہ جو نیچو اور قادر بلوچ کو دیکھ رہا تھا۔

"وہ آپ کو نقصان پہنچانا چاہتا ہے یا آپ کی جان لینا چاہتا ہے۔۔۔۔۔" جو نیجو پوچھ رہا تھا۔

"جان وہ میری تب تک نہیں لے سکتا جب تک اُسکی جان میرے قبضے میں ہے۔۔۔۔۔" قادر

بلوچ مُسکرا یا تھا۔

"اگر اُسکی جان آپکے قبضے میں ہے تو آپ اُسے اینٹ کا جواب پتھر سے کیوں نہیں دیتے، اُسکے وار اُسکی طرف ہی واپس پلٹنا تو پھر آسان ہے آپ کے لئے۔۔۔۔۔۔" جو نیجو کہہ رہا تھا۔

"ہاں پر مجھے ابھی کسی اچھے وقت کا انتظار ہے تب تک مجھے لُطف لینا ہے اُسکی بے بسی کا، اُسکی تڑپ کا۔۔۔۔۔۔" قادر بلوچ کی بات پر مریم شاہ کی آنکھوں سے نفرت کے ایسے شعلے نکلے کہ اگر قادر بلوچ سکرین کی جگہ حقیقت میں اُسکے سامنے ہوتا تو وہ بھسم ہو جاتا۔

[illegible]

"نتاشا کو سیو جگہ پر پہنچا دیا گیا ہے، وہ بار بار آپ سے ملنے کی ضد کر رہی، وہ آزادی چاہتی ہے، وہ کہتی ہے اُس نے آپ کا کام تو کر دیا اب وہ اس قید سے نکلنا چاہتی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔" اُسامہ نے آگاہ کیا۔

"جو مجھ سے پیسے لے کر میرا کام کر سکتی وہ کسی اور سے لے کر ہمارے خلاف بھی چل سکتی، اُسے

بس اتنا کہو کہ اب اُسکی آزادی اُسکے لئے موت ہی لائے گی کیونکہ قادر بلوچ کے کارندے ڈھونڈ رہے اسے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ "وہ آفس میں رکھی فریج کی طرف بڑھا پانی کی بوتل نکال کر مُنہ سے لگائی۔

"جو کام سونپا تھا تمہیں اُسکا کیا بنا۔۔۔۔۔" پانی پی کر اپنی سیٹ پر بیٹھا۔  
 "ہو گیا۔۔۔۔۔" اُسامہ مُسکرا کر بولا مریام شاہ بھی مُسکرا دیا۔  
 "سُنا ہے حاکم اگلے ماہ آ رہا مطلب کہ ایک ہفتے بعد، تم جانتے ہو نہ اب کیا کرنا ہے ہمیں اور کتنے  
 دنوں میں کرنا ہے۔۔۔۔۔"

"جی اُسکی آپ فکر نہ کریں، جو نیچو کا کیا کرنا ہے اب۔۔۔۔۔۔" اُسکی بات پر وہ زیر لب مُسکرایا۔

"ابھی فحاح تو اُسے اپنا کام کرنے دیتے ہیں، پھر سوچتے ہیں اُسکا کچھ، جو نیچو،،، مریام شاہ کا خاص آدمی۔۔۔۔۔۔" وہ ہنسا اور پھر ہنستا ہی چلا گیا جس کا ساتھ اُسامہ نے بھی دیا تھا۔

!!

[illegible]

مشکل ہے مارتا تو پھر دُور کی بات ہے۔۔۔۔۔ "اُس کے لہجے میں چھلکتی بے بسی پر حاکم حیران ہوا۔

"یہ تم کہہ رہے ہو بلوچ؟، وہ بلوچ جس نے آج سے بارہ سال کیا شاندار گیم پلان کی تھی کہ آج تک پولیس کچھ کر ہی نہیں پائی، تمہاری لئیے اُس وقت کے صوبائی وزیر کو مارنا آسان تھا اور اس انسان کو مارنا مشکل دکھ رہا جو صرف عام سائبرنس میں ہے۔۔۔۔۔۔۔۔"

[illegible]

"اُسکی تم فکر نہ کرو، میرے پاس ایک آدمی ہے، جو چھ سال مریم شاہ کے ساتھ رہ چکا ہے مگر اُسکے  
ڈسنے پر اُس سے نفرت کی اُس انتہا پر ہے جہاں ہر ٹائم اُسکی موت کا طالب ہے۔۔۔۔۔"

"ویری گڈ، یہ بندہ ہمارے کام آسکتا ہے، اگر یہ کچھ کر پائے تو ٹھیک ورنہ آخری پتہ تو ہمارے ہی  
پاس ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔" حاکم کی مُسکراتی آواز بلوچ کے کانوں میں پڑی تو وہ ریلیکس ہوا۔

"ہاں اور ایسا پتہ جس کے استمال سے مریم شاہ گھٹنوں کے بل چل کر آئے

گا، ہا ہا ہا۔۔۔۔۔۔ "دونوں قہقہہ لگا کر ہنس پڑے۔

"تم کب آرہے ہو۔۔۔۔۔" بلوچ نے پوچھا۔

"اگلے اتوار کو، پرتم یارا ٹھور مجھے ملنے نہیں آؤ گئے، میں ہی کوئی جگہ سلیکیٹ کر کے بتاؤنگا، اب فون رکھتا ہوں میں۔۔۔۔۔" کہہ کر اُس نے کال بند کر دی اور بلوچ نے موبائل سائیڈ ٹیبل پر رکھ دیا۔

"جبکہ دوسری طرف انکی گفتگو سُنتا مریام شاہ نے بھی ہیڈ فونز اتار کر ٹیبل پر رکھے اُس کے لبوں پر ایک تلخ سی مُسکراہٹ آئی۔

[illegible]

!!

جونیجو راہداری سے گزرتا ہال میں داخل ہوا جہاں امتل بلوچ کو دیکھ کر اُسکا حلق تک کڑوا ہو گیا۔  
 "جونیجو۔۔۔۔۔" وہ ہمیشہ کی طرح اُسکی طرف لپکی۔

"جی کیسی ہیں آپ۔۔۔۔۔" بظاہر خوشدلی سے پوچھا گیا۔

"آپ آگئے سمجھے بہار آگئی ان کے چہرے پر۔۔۔۔۔" ایک نسوانی آواز پر پلٹا جہاں نمل بلوچ

"مُسکراتے ہوئے آرہی تھی۔ امتل نے اُسکی بات پر اسے گھور اپر جو نیچو نے انکور کیا۔

"اینی ویز مجھے نمل بلوچ کہتے ہیں، آپکی بہت تعریفیں سُنی ہوئی ہیں، پر قریب سے دیکھ کر لگتا ہے کچھ غلط بھی نہیں سُنا۔۔۔۔۔۔۔۔"

"وہ امتل بلوچ کی طرف دیکھ کر مُسکرا کر بولتی جو نیچو کو امتل بلوچ سے بھی زیادہ زہر لگی۔

"دونوں بہنیں ہی کھسکی ہوئی ہیں۔۔۔۔۔۔" وہ بڑبڑایا۔

"جس نے بھی میری تعریفیں آپکے سامنے کی ہیں اُس بندے کا شکریہ ادا کرنا تو اب لازمی ہو گیا ہے، اگر آپکو دوبارہ ملے تو ضرور میری طرف سے ادا کیجیے گا۔۔۔۔۔۔"

"ارے آپ خود ہی اُس بندے کا شکریہ ادا کر لیں آپ کے سامنے ہی تو ہے، میں تب تک چائے منگواتی ہوں۔۔۔۔۔۔" وہ امتل بلوچ کو اشارہ کرتی کچن کی طرف چلی گئی۔

"اوہ تو آپ وہ ہستی ہیں جانے مجھ ناچیز کو اتنا اہم کر دیا۔۔۔۔۔۔" وہ اُسکی طرف پلٹا۔

"اپنی اہمیت اور قدر و قیمت تو ہم سے پوچھیں، کس قدر اہم ہیں آپ ہمارے لئے۔۔۔۔۔۔" وہ بے باک تھی اور جو نیچو کو یہی بے باکی زہر لگتی تھی۔

"مجھے اجازت دیں، سیکورٹی کمرے چیک کرنے ہیں مجھے، پھر ملتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔" وہ جان چھڑاتا سیڑھیوں کی طرف بڑھا۔ امتل بلوچ گہرا سانس بھرتی وہی بیٹھ کر اُسکا انتظار کرنے لگی۔

جو نیچو اوپر کا سارا سیکورٹی سسٹم چیک کرتا ٹیرس کی طرف آیا تبھی اُسکی نگاہ کی گرفت میں ایک ہلکے گلابی رنگ کا آنچل آیا تھا وہ کوئی لڑکی تھی جو اُسکی طرف پُشت کیئے کھڑی تھی۔

دوسری طرف پر خہ نے اپنی پشت پر کسی کی نظروں کا ارتکاز محسوس کرتے ہوئے پلٹ کر دیکھا تھا  
ٹیرس پر اُسے ایک آدمی کھڑا دکھائی دیا مگر وہ اُسکی شکل دیکھنے سے قاصر رہی کیونکہ سورج کی پڑتی  
شعائیں اُس کی آنکھوں کو چندھیار ہیں تھیں اس لئے وہ اُس پر نظر ڈالتی آگے کی طرف بڑھی جہاں  
سے صندل بواکپڑوں کی باسکٹ پکڑے آرہی تھیں۔

"پر خہ، تم یہاں کیا کر رہی ہو۔۔۔۔۔"

"دھوپ لینے آئی ہوں ہماری سائیڈ پر تو دھوپ آتی نہیں۔۔۔۔۔۔۔" وہ اُنکو جواب دیتی کن  
آنکھیوں سے ٹیرس کی طرف دیکھنے لگی جہاں ابھی تک وہ کھڑا اس طرف ہی دیکھ رہا تھا۔  
"بوا یہ کون ہے اوپر۔۔۔۔۔۔۔" صندل بوا سے پوچھنے لگی جنہوں نے اس کے اشارے پر ٹیرس کی  
طرف دیکھا مگر شکل وہ بھی نہ دیکھ پائیں۔

"مجھے تو نظر نہیں آ رہا، شاید جو نیچو ہو گا۔۔۔۔۔۔۔" وہ کہتے ہوئے کپڑے لان کے ایک جانب لگی  
تار پر پھیلائے لگیں۔

"جو نیچو کون۔۔۔۔۔"

"بلوچ سائیں کا بہت خاص آدمی ہے، اُنہوں نے حویلی نہیں بھیجا ہے اسے سب پر نظر رکھنے کو، چلو  
اب اندر ورنہ نسیمیں بی بی تمہیں دیکھ کر پھر واویلا کرنا شروع کر دیں گئیں۔۔۔۔۔۔۔" صندل  
بوا کے کہنے پر وہ سر ہلاتی اُن کے ساتھ چل دی مگر پھر کسی احساس کے تحت اُس نے اوپر کی طرف  
دیکھا تھا جہاں ابھی بھی وہ کھڑا تھا وہ جلدی سے آگے بڑھ گئی۔

"میرے خیال میں اب تمہیں ساری سمجھ آگئی ہے، اب تو کچھ سمجھانے کی ضرورت نہیں۔۔۔۔۔" ایاز بلوچ کے پوچھنے پر اُس نے سر نفی میں ہلایا۔

"مجھے سب سمجھ آگئی ہے سائیں کہ جو بھی لڑکی بھگانی ہے پھر اُسے یہاں تک لے کر آنا ہے۔۔۔۔۔"

"ہاں اور جن چیزوں سے بچنا ہے اُسکا بھی بخوبی علم ہو گیا ہے تمہیں، جتنا اچھے سے کام کرو گئے اتنا زیادہ ملے گا۔۔۔۔۔" اپاز بلوچ نے اُسے لالچ دیا۔

"اُسکی آپ فکر نہ کریں سائیں، آپ کی سوچ سے بھی زیادہ بہتر طریقے سے کرونگا، میں آپ کا مال آپ تک پہنچاؤنگا آپ میرا انعام مجھے دینے کے لئے بس تیار رہیں۔۔۔۔۔۔۔۔"

"ہمیں تم پر بھروسہ ہے جگو، یہ لویہ رہائیڈوانس، باقی کام کے ہونے کے بعد۔۔۔۔۔۔۔۔" ایاز

بلوچ نے ہرے نوٹوں کی کاپی اُس کے سامنے ٹیبل پر رکھی جسے دیکھ کر نہ صرف اُسکے منہ میاں پانی آیا تھا بلکہ آنکھیں بھی خوشی اور بے یقینی سے باہر آنے کو پھیلیں۔

"باپ رے، سائیں، یہ سارے میرے ہیں، سچ میں سائیں۔۔۔۔۔" وہ اُنکو پکڑ کر کسی تبرک کی طرح مُنہ سے لگا کر چومنے لگا۔

"ہاں سب تمہارے ہیں، ابھی تو شروعات ہے جگو بس تم دیکھتے جاؤ کیسے تمہیں زمین سے اٹھا کر



آسمان تک پہنچتا ہوں، راتوں رات کڑور پتی بن جاؤ گئے۔۔۔۔۔" ایاز بلوچ ٹیبل پر اپنے پاؤں رکھتا اس کے منہ سے ٹپکتی لالچ کی رال کو اور کھینچنے لگا۔

"بڑی مہربانی سائیں، اب سے میرا جینا مرنا آپ کے لئے سائیں۔۔۔۔۔" جگو اُس کے قدموں میں بیٹھ کر یاؤں دبانے لگا۔

"تم نے ابھی تک یہ نہیں پوچھا کہ میں اُن لڑکیوں کا کیا کرونگا۔۔۔۔۔" ایاز بلوچ نے مشروب کا گلاس لبوں سے لگایا۔

[illegible]

"بہت سمجھدار آدمی ہو، مجھے پسند آیا تمہارا جواب، بہت آگے تک جاؤ گئے تم۔۔۔۔۔"

"شکریہ سائیں۔۔۔۔۔" وہ خوش ہوا۔

"اچھا اب نکلویہاں سے، باہر گاڑی کھڑی ہے وہ تمہیں تمہارے گھر تک چھوڑ دے گی، کل سے اپنے کام پر لگ جانا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

"جی سائیں، خدا حافظ سائیں۔۔۔۔۔" جگو اُس کے سر ہلانے پر چلا گیا۔ ایاز بلوچ نے موبائل نکالا اور ایک نمبر ڈائل کر کے فون کان سے لگا لیا۔

"ہاں امجد، جگوپر نظر رکھو، کہاں جاتا ہے کس سے ملتا ہے سب، اوکے۔۔۔۔۔" اپنی بات ختم کر کے اُس نے کال بند کر دی۔

"

"

مریام شاہ نور حویلی کی طرف بڑھ رہا تھا کہ کسی نے آکر اُسکا بازو پکڑ کر روکا مریام شاہ نے غصے سے پلٹ کر اُسامہ کی طرف دیکھا۔

"مریام ایک دفعہ پھر سوچ لیں، آپکا وہاں جانا کسی خطرے سے خالی نہیں ہے۔۔۔۔۔۔" اُسامہ نے سمجھانا چاہا۔

"اور مریام شاہ کو خطروں سے کھیلنا خوب آتا ہے یہ بات تم اچھی طرح جانتے ہو اُسامہ۔۔۔۔۔۔"

"پر نور حویلی۔۔۔۔۔۔"

"کیسے خاموش ہونا پسند کرو گئے تم۔۔۔۔۔۔" مریام نے اپنے ہاتھ میں پکڑا پسٹل اُسکی کنپٹی پر رکھا۔

"اوکے جائیں۔۔۔۔۔۔" اُسامہ جانتا تھا اب کوئی بات یا اُسے روکنا مطلب اپنی موت کو خود گلے لگانا۔

"یہاں رُو، ٹائم نوٹ کرو ساڑھے گیارہ، پورے بارہ تم گاڑی سٹارٹ کر دینا، میں آگیا ٹھیک نہ آیا تو بھی، پر تم پیچھے مڑ کر نہیں دیکھو گئے۔۔۔۔۔۔" اُسے ہدایت دیتا وہ نور حویلی کی پیچھلی دیوار کی طرف بڑھا اُس نے دیکھا وہ دیوار تقریباً سات فیٹ کی تھی جس پر وہ آسانی سے چڑھ گیا اس نے ارد گرد نظر دوڑائی جہاں ہر طرف گارڈز کھڑے پہرہ دے رہے تھے اور ساتھ کتے بھی باندھ رکھے

تھے اس نے ایک نظر حویلی کے چاروں طرف لگے کیسروں کی طرف ڈالی پھر گھڑی کی طرف دیکھا جہاں اُس کے چھلانگ لگانے کے ایکو چل ٹائم میں دو سیکنڈ تھے اُن دو سیکنڈ کے گزرتے ہی ایک آدمی حویلی سے نکلا حویلی کے پچھلی طرف پہرہ دینے والے دونوں آدمیوں کو ساتھ لئے چل دیا۔

"گڈ میرے وفادار دوست۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔" مریم شاہ بڑبڑایا اور چھلانگ لگا کر جلدی سے پیچھے بنے ہیڈ کو اڑروں کی طرف بڑھا وہاں بھی کھڑے ایک پہرہ دار کو دیکھ کر رُکا اور پانچ سیکنڈ انتظار کے بعد وہی آدمی دوبارہ نمودار ہوا وہاں کھڑے گارڈ کو ساتھ لئے چل دیا۔ مریم شاہ نے دو کمرے چھوڑ کر تیسرے کمرے کی طرف قدم بڑھائے جہاں سے بلب کی روشنی آرہی تھی وہ کچھ یاد کر کے زیر لب مُسکرایا اور کمرے کی بائیں دیوار پر بنی کھڑکی کو آہستگی سے کھولتا وہ بہت احتیاط سے اُس پر چڑھ گیا اور اگلے لمحے ہی وہ کمرے کے اندر تھا اُس نے ایک نگاہ کمرے میں دوڑائی جہاں ایک طرف لکڑی کی الماری اور ایک میز تھا دوسری طرف درمیان میں رکھیں دو کرسیاں اور دو سنگل بیڈ جن پر دو وجود محو خواب تھے ایک کا سر باہر نکلا ہوا تھا وہ کوئی پچاس سالہ عورت تھی جبکہ ایک وجو کمبل میں دُبکے پڑا ہوا تھا مریم شاہ کے قدم بے اختیار اُس بیڈ کی طرف بڑھے دبے دبے انداز میں اُس بیڈ پر بیٹھتا ہاتھ بڑھا کر کمبل اُس وجود کے چہرے سے ہٹانے لگا اگلے لمحے ہی وہ خوبصورت چہرہ اُسکی آنکھوں کے سامنے تھا سُرخ و سفید رنگت، بڑی بڑی آنکھی جو اس وقت محو خواب تھیں، انگور کے دانوں جیسے رس بھرے گلابی ہونٹ، ملائم گال، ستواں ناک، چمکدار

سُنسری زُلفیں جو چُوٹیا میں باندھی ہوئی تھیں اور بہار سراپا اُسکا دل دھڑکایا مریام شاہ نے آہستہ سے جھکتے ہوئے بڑی عقیدت سے اُسکی روشن پیشانی پر اپنے لب رکھے۔ پر خہ اپنے ماتھے پر پُر شدت لمس محسوس کر کے کسمکشائی پر نیند کی وادیوں میں اس قدر کھوئی ہوئی تھی کہ اُٹھ نہ سکی۔

"صرف چار دن اور میری جان، پھر میں تمہیں یہاں سے لے جاؤنگا اُس وعدے کو پورا کرنے جو بارہ سال پہلے تم سے کیا تھا، اور دیکھو ہر خطرے کا سامنا کر کے تم تک آیا ہوں ایسے ہی ان سب کی آنکھوں میں دُھول جھونک کر تھیں یہاں سے لے بھی جاؤنگا، تمہیں اب کسی قسم کی فکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ مریام شاہ کے ہوتے کوئی تمہارا بال بھی بھیکا نہیں کر سکتا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔" اُسکے کان میں سرگوشی کی پھر وہاں سے آہستگی سے اُٹھا سامنے دیوار پر لگے وال کلاک پر ایک نظر ڈالی دوسری لکڑی کے میز پر جسے اُٹھا کر دیوار کے ساتھ رکھا اور اوپر چڑھ کر کلاک اتار کر اُس کے اندر اپنی جیب سے کیمرہ نکال کر فٹ کر دیا پھر کلاک کو اُسکی جگہ پر رکھ کر میز کو بھی رکھا اور دوبارہ پھر پرخہ کے قریب آیا۔

[illegible]

اُسامہ نے گھڑی کی طرف دیکھا جہاں صرف کچھ ہی سیکنڈ زرہ گئے تھے بارہ بجنے میں اُس نے گاڑی سٹارٹ کی اور فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھول دیا جہاں دو سیکنڈ بعد ہی مریم شاہ آکر بیٹھا تھا سیٹ کی

بیک سے ٹیک لگا کر آنکھیں موند گیا۔ اُسامہ کو پتہ تھا اب یہ کوئی بات نہ کرے گا نہ سُنے گا اس لئے گاڑی ریپورس کر کے روڈ پر ڈال دی۔

!!

"کیسے ہیں آپ ایس پی صاحب۔۔۔۔۔۔" ایس پی عارف شاپنگ کر رہا تھا اچانک اُس کے پیچھے ایک آواز اُبھری وہ چونک کر پلٹا سا منے اُس دن والے لڑکے کو دیکھ کر حیران ہوا۔

"تم۔۔۔۔۔۔"

"ہاں میں، کہا تھا نہ کہ جب ملنا ہو گا میں خود تم سے ملنے آؤں گا۔۔۔۔۔۔" وہ اپنی پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ پھنسا کر بولا۔

"تم مجھ پر نظر رکھ رہے ہو کیا۔۔۔۔" ایس پی عارف اُسکی یہاں اچانک موجودگی سے کچھ خائف نظر آ رہا تھا۔

"ہاں شاید۔۔۔۔۔" وہ کندھے اُچکا گیا۔

"مُجھ پر نظر رکھنے سے کیا حاصل ہو گا تمہیں بہتر ہے جس کیس کے بارے میں اُس دن ثبوت فراہم کرنے کی بات کر رہے تھے وہ دو۔۔۔۔۔" وہ شاپنگ کا ارادہ ترک کرتے اُسکی طرف متوجہ ہوئے۔

"ثبوت بھی دُونگا پہلے جو اُس دن مریم شاہ اور بلوچ کی دشمنی کی اصل وجہ تلاش کرنے کا بولا تھا

اُس کا کیا کیا۔۔۔۔۔۔" وہ مال میں نظریں دوڑانے لگا۔

"وہ مجھے پتہ ہے آج سے بہت سال پہلے ہی اس کے بارے مجھے علم ہو چکا تھا۔۔۔۔۔۔"

"کیا علم ہوا، میں بھی سُننا چاہتا ہوں۔۔۔۔۔۔"

"یہی کہ مریم شاہ کے باپ اور بلوچ کی کسی بزنس ڈیل کی وجہ سے۔۔۔۔۔۔"

"غلط، بالکل بکواس۔۔۔۔۔۔" وہ بات کاٹ گیا تو ایس پی عارف نے کچھ اُلجھن سے دیکھا۔

"تمہیں جس نے بھی یہ جھوٹا سچ بتایا ہے وہ تمہاری بیوقوفی پر ضرور ہنستا ہوگا۔۔۔۔۔۔"

"کہنا کیا چاہتے ہو۔۔۔۔۔۔" ایس پی کو اسکی مُسکراہٹ ناگوار گزری۔

"یہی کہ ایس پی تم دماغ کا بہت کم استعمال کرتے ہو یا پھر تم بلوچ سے اتنے خوفزدہ ہو کہ اُس کے

خلاف جاتے ہوئے ڈرتے ہو۔۔۔۔۔۔" اس کے لہجے میں ایک عجیب سی کاٹ تھی جو ایس پی

عارف کے چہرے کو لال سُرخ کر گئی۔

"بُر امت ماننا، پر تم میرے دیئے گئے پہلے ٹاسک میں بُری طرح ناکام ہوئے ہو، اب دوسرا ٹاسک

یہ ہے کہ تین بندوں کا نام دیتا ہوں انکی ہسٹری نکالو کہیں سے بھی، راٹھور، بلوچ اور

حاکم۔۔۔۔۔۔" اُس کے مُنہ سے نکلنے والے نام ایس پی کو ساکت کر گئے۔

"تم، تم کیسے انکے بارے میں جانتے ہو، کہیں تم اُن کے ہی بندے تو نہیں۔۔۔۔۔۔" وہ اپنی

گھبراہٹ پر قابو پانے لگا۔

"فکر نہ کرو ایسا کچھ نہیں، تم بس انکو تلاش کرو باقی پھر بعد میں، مجھے پورا یقین ہے ایس پی کہ تم ایسا

کر سکتے ہو، آخر کو بارہ سال سے اس کیس پر کام کر رہے ہو۔۔۔۔۔۔"

"چلتا ہوں میں۔۔۔۔۔۔" وہ اسکے پُر سوچ چہرے پر نظر ڈالتا وہ مڈ بھیڑ میں گم ہوتا اسکی آنکھوں  
سے او جھل ہو گیا ایسی پی عارف چاہ کر بھی اسے روک نہ سکا۔

"اسے کیسے پتہ ان لوگوں کا، یہ لوگ تو آج سے بارہ سال پہلے صرف میں نے دیکھے  
تھے۔۔۔۔۔۔" وہ بڑبڑایا

[illegible]

"آپ نے ناشتہ کر لیا بُوا۔۔۔۔۔"

"میں نے آج وہی کچن میں ناشتہ بنا لیا، آج نسیمیں بیگم کے بھائی بھانج اپنے بچوں کے ساتھ آ رہے، بہت کام کچن میں تم اُس طرف مت آنا۔۔۔۔۔" اُنکی بات پر وہ ناشتے سے ہاتھ روک کر اُنکی طرف دیکھنے لگی۔

"پر کیوں، آپ اکیلی اتنا سب کیسے کریں گئیں۔۔۔۔۔"

"تم میری فکر مت کرو، مٹھی ہے نہ میرے ساتھ، دوسرا مجھے نسیمیں بی بی کا بھتیجا ایک آنکھ نہیں بھاتا اُس کی موجودگی میں تمہارا وہاں جانا خطرے سے خالی نہیں۔۔۔۔۔" بُوا کی بات پر مریم شاہ کے کان کھڑے ہوئے تھے اُس نے بڑے غور سے پر خہ کے فق ہوتے رنگ کو دیکھا تھا۔  
"وہ، بُوا مجھے آپکے ساتھ جانا ہے بس۔۔۔۔۔" وہ جلدی سے کھڑی ہو کر انکے قریب آئی۔

"میں کہہ تو رہی ہوں کہ وہاں جانا ٹھیک نہیں۔۔۔۔۔"

"یہاں رہنا بھی ٹھیک نہیں بُوا، پچھلی بار بھی وہ جب آیا تھا تو، تو یہاں کمرے میں آ گیا

اور۔۔۔۔۔"

"اور۔۔۔۔۔" جہاں صندل بوا کے سینے پر ہاتھ ڈکا تھا وہاں مریم شاہ کی گرفت بھی اپنے موبائل پر سخت ہوئی اور ساتھ اُسکی آنکھیں لہورنگ ہوئیں۔

"اور وہ بہت گندی باتیں کرنے لگا پر شکر کہ نمل اُسے لینے آ گئی، مجھے تب سے بہت ڈر لگتا ہے بُوا بہت۔۔۔۔۔" اب کہ اُسکی آنکھوں میں آنسو آ گئے جبکہ مریم شاہ کے پورے وجود میں



افیت کی لہر دوڑ گئی۔

"ڈرنا نہیں بچے میں ہوں نہ، جب تک زندہ ہوں تم پر کسی قسم کی آنج نہیں آنے  
دو گئی۔۔۔۔۔" اُنکا وجود چاہے کمزور تھا مگر اُنکا لہجہ اتنا مضبوط تھا کہ ہمیشہ کی طرح پر خہ کو  
ڈھارس دے گیا وہ اُنکے ساتھ لگ گئی۔

"میں تو اب دن رات دُعا کرتی ہوں کہ مریم پیٹا آجائے اور تمہیں اس زندان سے نکال کر لے  
جائے، میرا کمزور وجود کب تک تمہارا سہارا بنے گا۔۔۔۔۔"

"وہ نہیں آئے گا بوا، وہ بھول چکا ہو گا مجھے میرے اُس وعدے کو، باہر کی دُنیا بہت رنگین ہے کھو چکا  
ہو گا وہ بھی، اب تو میری آنکھیں بھی تھک گئیں ہیں انتظار کر کر کے۔۔۔۔۔" وہ اُن سے الگ  
ہوتی بیڈ پر بیٹھ گئی۔

"مجھے یقین ہے کہ وہ ضرور آئے گا۔۔۔۔۔" اُنکی خوش فہمی پر وہ تلخی سے مُسکرائی۔

"کب آئے گا جب سب کچھ ختم ہو جائے گا، میں کہہ رہی ہوں آپ سے اگر وہ نہ آیا تو میں جان  
دے دو گئی اپنی۔۔۔۔۔" رندھے لہجے میں بولتی دونوں کا دل دہلا گئی۔  
"ایسا نہ بولو بیٹا، وہ آئے گا ضرور آئے گا۔۔۔۔۔" وہ اسکا سر چوم گئیں۔

"میں آ رہا ہوں پر خہ بس آج کا دن اس زندان میں نکال لو، کیسے بھول سکتا ہوں میں تمہیں جان  
کی طرح بستی ہو میرے اندر لہو کی طرح گردش کرتی ہو کیسے بھول سکتا ہوں، بدلہ بعد میں پہلے  
تمہیں سوچتا ہوں، بارہ سال تک تمہارا اور دُکھ کیا ہے کیسے بھول سکتا ہوں کوئی خود کو بھی بھولتا ہے



اُس کمرے کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔

"پر خہ، مائے سوٹی کہاں ہو تم۔۔۔۔۔" وہ کمرے پر نظریں دوڑا کر واش روم کی طرف دیکھنے لگا تبھی پیچھے سے دروازہ بند ہونے کی آواز پر وہ مُسکراتا پیچھے مڑا پر آنے والے کو دیکھ کر وہ ششدر رہ گیا۔

"تم نے مجھے بلایا اور میں آگیا، ویسے مجھے یہ جگہ اتنی اچھی نہیں لگی۔۔۔۔۔" وہ جو کوئی بھی تھا مُسکراتا ہوا دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑا ہو گیا۔ سجاوے کے ساکت وجود میں حرکت ہوئی تو اس نے دروازے کی طرف دوڑ لگائی اور دروازہ کھولنے لگا جبکہ دُوسری طرف وہ مُسکراتا سر نفی میں ہلا کر ہاتھ میں پکڑی تیزابی سپرے اُسکی آنکھوں پر چھڑک دی جس سے وہ تڑپتا وہی گر گیا۔

"میری آنکھیں، بچاؤ میری آنکھیں۔۔۔۔۔" وہ چیخ رہا تھا۔

"مجھے شور نہیں پسند اور تم مسلسل میری پسند کے خلاف جارہے ہو۔۔۔۔۔" وہ کہتا اسکے قریب گھٹنوں کے بل بیٹھا جوتے سے تیز چاقو نکال کر اُسکی زبان پکڑ کر بے دردی سے کاٹ دی وہ جو پہلے ہی اپنی آنکھوں کی وجہ سے تڑپ رہا تھا اب تو درد سے بلبلا کر رہ گیا۔

"تم نے بُری نظروں سے میری عزیز جان ہستی کو دیکھا، اس زبان سے نکالے گندے لفظوں سے اُسے پریشان کیا، اُس کا حق تمہیں کس نے دیا، سزا تو ملنی تھی نہ۔۔۔۔۔۔۔" اُس کے مُنہ سے نکلتے خُون اور اُسکے تڑپتے وجود کو بڑے دُکھ سے دیکھنے لگا۔

"یہ مریم شاہ بھی نہ، بہت ظالم آدمی، دیکھو تو کیسے اُس نے تمہارے لئے یہ سزا منتخب کر لی بنا

تمہاری تکلیف کا سوچے۔۔۔۔۔" وہ اٹھ کھڑا ہوا اور اُسکی طرف دیکھا جس کی آنکھوں سے بھی خون بہنا شروع ہو گیا تھا وہ حال سے بے حال ہوتا سسک رہا تھا۔

"پر میں بہت نرم دل ہوں، تمہیں اس حالت میں دیکھ کر میرا دل دُکھ رہا اس لئے تمہیں اس افیت سے نکالنے کا حل ہے میرے پاس۔۔۔۔۔" کہتے ہوئے اس نے اپنی جیب سے پسٹل نکال کر اُس کے سینے میں چھ کی چھ گولیاں ٹھوک دیں۔

"گڈ بائے۔۔۔۔۔" کہتے ہوئے وہ کمرے سے باہر نکلا جہاں گھمن کھڑا تھا۔

"اسے حویلی کی پچھلی سائیڈ پر پھینک دو اور کمرے میں لگے اُسکے خون کو صاف کر دینا، میں زرا بلوچ سے اُسکے ہونے والے داماد کی تعزیت کر لوں بیچارہ۔۔۔۔۔" اُس کے لبوں پر دل جلا دینے والی مسکراہٹ تھی۔ گھمن مسکراتا اُسکے ہاتھ سے پسٹل لیتا کمرے میں گھس گیا۔

"

"

نور حویلی میں تو جیسے کہرام مچ گیا تھا سجاوِل کی لاش حویلی کی پچھلی سائیڈ سے کسی گارڈ کو ملی تھی۔

"اتنی بے دردی سے قتل۔۔۔۔۔۔۔۔۔" سب کے لبوں پر یہی بات تھی۔ بلوچ تو جیسے آپے سے باہر ہو گیا تھا۔

"نہیں بچے گا مریم شاہ تو میرے ہاتھوں سے، ایسی موت دُونگا پناہ مانگو گئے۔۔۔۔۔۔۔"

"پر بلوچ سائیں بات سوچنے کی ہے کہ سجاوِل دیوار پھلانگ کر باہر گیا تو کیوں گیا؟، کیونکہ سی سی ٹی



"ہاں وہی، مریم شاہ کی بیوی ہے یہ۔۔۔۔۔۔" اُسکی بات پر جو نیچو نے حیران ہوتے ہوئے پر خہ کو دیکھا تھا۔

"مریم شاہ کی بیوی۔۔۔۔۔۔" وہ زیر لب بولا پھر دوسری طرف دیکھنے لگا جہاں بلوچ سے تعزیت کرنے لوگ آرہے تھے۔

"

"بلوچ سائیں باہر کوئی لڑکی آئی، کہتی نمل بی بی سے ملنا انکی دوست ہے، افسوس کرنے آئی۔۔۔۔۔۔" گارڈ کے اطلاع دینے پر بلوچ نے گیٹ کی طرف دیکھا جہاں ایک لڑکی کھڑی تھی۔

"ٹھیک ہے جانے دواسے اندر۔۔۔۔۔۔" اُس کے کہنے پر گارڈ سر ہلا کر چلا گیا۔ وہ لڑکی اندر کی طرف بڑھتی راہداری میں رُکی دوسری طرف سے آتے جو نیچو کو دیکھ کر اُسکی طرف بڑھی۔

"بلوچ سائیں باہر کوئی لڑکی آئی، کہتی نمل بی بی سے ملنا انکی دوست ہے، افسوس کرنے آئی۔۔۔۔۔۔" گارڈ کے اطلاع دینے پر بلوچ نے گیٹ کی طرف دیکھا جہاں ایک لڑکی کھڑی تھی۔

"ٹھیک ہے جانے دواسے اندر۔۔۔۔۔۔" اُس کے کہنے پر گارڈ سر ہلا کر چلا گیا۔ وہ لڑکی اندر کی

طرف جاتی راہداری کی طرف مڑی جہاں سامنے سے جو نیچو آ رہا تھا اُسے دیکھ کر وہ رُکی۔

"ایکسیوزمی مجھے نمل سے ملنا ہے کیا آپ مجھے اُس کے روم تک گائیڈ کر سکتے ہیں۔۔۔۔۔"

"جی شیور۔۔۔۔۔" وہ اُس کے ساتھ چل دیاراستے میں اُنکو امتل بلوچ ملی۔

"ہائے کیسی ہیں آپ امتل۔۔۔۔۔" وہ لڑکی خوش اخلاقی سے بولی تو امتل نے اُسے پہچاننے کی ناکام کوشش کی۔

"صوری پر آپ کون۔۔۔۔۔"

"میں نمل کی دوست ہوں، آپ سے ملاقات تو ہوئی تھی کالج میں۔۔۔۔۔"

"ملاقات۔۔۔۔۔" وہ زہن پر زور دینے لگی جبکہ تب کا خاموش کھڑا جو نیچو بولا۔

"آپ نمل کے کمرے میں جایئے باقی بعد میں۔۔۔۔۔" وہ لڑکی تشکرانہ نگاہوں سے دیکھتی چلی گئی۔

"آپ چائے پلا دیں تو مہربانی ہوگی۔۔۔۔۔" امتل بلوچ سے کہتا وہ اسے بے تحاشہ خوش کر گیا۔

"شیور، میں بس آئی۔۔۔۔۔" وہ مسکراتی ہوئی چائے بنانے چلی گئی۔

جو نیچو وہی راہداری سے گزرتالان میں آیا تبھی اُسے ایک شور سانسائی دیا وہ قادر بلوچ کو دیکھتا ہوا اُنکے ساتھ ہی ہال میں آیا جہاں نسیمیں بیگم پریشان سی دوڑتی آرہی تھیں۔

"نمل کو پتہ نہیں کیا ہوا ہے، بے ہوش ہو گئی ہے، جلدی سے گاڑی نکالیں اُسے ہسپتال لے کر جانا ہے۔۔۔۔۔"

"کیا، کیا ہوا میری بچی کو، گھمن گاڑی نکالو۔۔۔۔۔" قادر بلوچ یکدم پریشان ہوا تھا بھاگ کر نمل کے کمرے میں گیا جہاں وہ بے سدھ پڑی ہوئی تھی اُسے اپنے بازوؤں میں اٹھاتا باہر گاڑی تک لایا۔

"بابا میں بھی ساتھ چلوں۔۔۔۔۔" امتل بلوچ بولی۔

"نہیں تم گھر رہو، پریشان نہ ہو رب سائیں خیر کرے گا، شہباز گھر پر ہی ہے اُسے جا کر اٹھا دو سورہا وہ، میں اور تمہاری ماں جاتے ہیں۔۔۔۔۔" بلوچ کہتا ہوا گاڑی میں بیٹھا دوسری طرف نسیمیں بیگم بھی بیٹھ گئیں تو گھمن نے گاڑی سٹارٹ کر دی اُن کے پیچھے دو حفاظتی گاڑوں کی گاڑیاں بھی رونہ ہو گئیں۔ امتل بلوچ شہباز بلوچ کے کمرے کی طرف بھاگی جبکہ جو نیچو نے نظریں ادھر ادھر دوڑا کر نمل کی دوست کو ڈھونڈنا چاہا جس کو افراتفری میں بالکل فراموش کر دیا گیا تھا۔

"یہ لڑکی کہاں گئی۔۔۔۔۔" وہ اُسکی تلاش میں اندر آیا مگر وہ اسے کہیں دکھائی نہ دی جو نیچو کندھے اُچکاتا وہی ہال میں صوفے پر بیٹھ گیا۔

"بلوچ کی بھتیجی اس پورے شور کے دوران نظر نہیں آئی حالانکہ وہ تھی بھی نمل بلوچ کے روم میں اور نہ صندل بوا۔۔۔۔۔" یکدم اُس کے دماغ میں اُنکا خیال آیا وہ جلدی سے نمل بلوچ کے کمرے کی طرف بڑھا تبھی کسی نے پیچھے سے پورے زور سے اُسکے سر پر وار کیا تھا کہ اگلے ہی پل وہ اپنے سر کو دونوں ہاتھوں سے تھامتا وہی صوفے پر گرا ہوش حواس کھو چکا تھا۔



"

"

"ڈاکٹر کیا ہو امیری بیٹی کو۔۔۔۔۔" بلوچ ڈاکٹر کی طرف بڑھا۔

"بلوچ سائیں آپ کی بیٹی کو کچھ نہیں ہوا، کسی نے اُن پر بے ہوشی کی سپرے کی ہے جس کی وجہ سے

وہ آدھے گھنٹے کے لئے اپنے ہوش و حواس کھو چکیں تھیں اب وہ بالکل ٹھیک ہیں آپ اُنہیں گھر

لے جاسکتے ہیں۔۔۔۔۔" ڈاکٹر اپنی بات ختم کرتا چلا گیا جبکہ بلوچ کی سُئی وہی اٹک گئی۔

"یہ یہ ڈاکٹر کیا کہہ رہا تھا کس نے بے ہوش کیا نمل کو اور کیوں۔۔۔۔۔۔۔" نسیمیں بیگم بھی

حیرانگی سے بولیں۔

"یہی تو مجھے سمجھ نہیں آرہی کہ کس نے یہ حرکت کی اور کیوں کی یہ کام۔۔۔۔۔۔۔" یکدم بلوچ

کی زبان کے ساتھ قدم بھی رُکے تھے۔

"نمل کی دوست، آج سے پہلے تو کبھی نہیں دیکھا تھا اُسے، ہونہ ہو اُسی کا کام ہے۔۔۔۔۔۔۔"

"پر کس لئے، نمل کو بے ہوش کرنے کا فائدہ۔۔۔۔۔" نسیمیں بیگم کے عقل میں شاید ابھی

تک یہ بات سما نہیں رہی تھی دوسری طرف بلوچ کچھ چونکا۔

"ارے بابا یہ تیرے سمجھنے کی باتیں نہیں۔۔۔۔۔۔۔" کہہ کر اُس نے جلدی سے اپنا فون نکالا اور

شہباز بلوچ کا نمبر ڈائل کیا مگر نمبر بند جا رہا تھا پھر امتل بلوچ، جو نیچو حتی کہ گارڈز تک کے نمبرز

ٹرائی کئے مگر سب کا ایک ہی جواب۔

[illegible]

"

اُسکی آنکھ کھلی تو اُسے اپنا سر بھاری سا محسوس ہوا سر کو تھامتی وہ دھیرے سے اُٹھ بیٹھی نہ جانے کیوں اُسے کچھ انجانہ سا احساس ہوا وہ اپنے اطراف میں دیکھتی ششدر سی رہ گئی۔

"یہ یہ کہاں ہوں میں؟-----" پر خہ چونکتی ہوئی اُٹھ بیٹھی وہ اس وقت بیڈ پر موجود تھی وہ کوئی بہت کشادہ کمرہ تھا جس کے ایک طرف بیڈ اور ڈریسنگ ٹیبیل تھا ساتھ ایک دروازہ جو یقیناً واش روم تھا اور ساتھ ایک طرف بنا ڈریسنگ روم جبکہ دوسری طرف کچھ فاصلے پر صوفہ سیٹ رکھا تھا جس کے آگے دیوار پر ایک بڑی سی ایک ای ڈی دیوار میں نصب تھی ساتھ ہی ایک طرف بڑی سی گلاس ونڈو تھی جس کے آگے دو کرسیاں رکھیں تھیں دوسری جانب کمرے کے آگے بنا ٹیس پر خہ اُٹھتے ہوئی اُس ٹیس کی طرف بڑھی جہاں سے باہر کا منظر صاف نظر آرہا تھا یہ سر سبز درختوں کے درمیان بنا ایک بنگلہ تھا جس کے ارد گرد نہ صرف اونچی دیواریں تھیں بلکہ دیواروں پر حفاظتی لیٹرک باڑ بھی لگائی ہوئی تھی بڑا سا مختلف پھولوں اور پودوں سے سجالات اور ایک طرف پورچ جس میں دو تین قیمتی گاڑیاں کھڑیں تھیں پھر سیاہ لمبی روش اور گرے کلر کا بڑا سا گیٹ جس

کے اندر باہر بارودی گارڈز کھڑے تھے۔

[illegible]

"میں کہاں ہوں، کہیں میں اغوا تو نہیں ہو گئی پر حویلی سے کیسے۔۔۔۔۔۔۔۔" اب کے اُسکی آنکھوں میں پانی جمع ہونے لگا تھا تبھی دروازے میں کھٹکا ہوا تھا اور کوئی اندر آیا تھا جسے دیکھ کر اُسکی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔

”

"واہ جگو، دل خوش کر دیا تم نے۔۔۔۔۔" ایاز بلوچ اُس کے ساتھ آئی دو لڑکیوں کو دیکھتا مُسکرا رہا۔

"کہاں تھانہ سائیں، سب اچھا ہی کرونگا۔۔۔۔۔" اُس کے لبوں پر بھی مُسکراہٹ تھی۔ جبکہ وہ دونوں لڑکیاں خوف سے رو پڑی تھیں۔

"یہ تم مجھے کہاں لائے ہو جگو، مجھے جانا ہے یہاں سے۔۔۔۔۔" اُن میں سے ایک بولی۔

"خود تو تم نے بولا تھا ڈار لنگ کے تم میرے ساتھ اس دُنیا سے کہیں دُور جانا چاہتی ہو تو یہ وہی دُنیا

ہے میری رانی۔۔۔۔۔۔۔۔ "وہ کمینگی سے بولتا ایاز بلوچ کو قہقہہ لگانے پر مجبور کر گیا۔

"بہت خوب، بہت بہترین کھلاڑی ہو اس کھیل کے۔۔۔۔۔۔۔۔ "وہ سہرا نے لگا۔

"لے جاؤ انکو۔۔۔۔۔۔۔۔ "ان لڑکیوں کی طرف اشارہ کرتا وہ اپنے آدمی سے بولا جو سر ہلاتا اُن  
روتیں اور چیخیں لڑکیوں کو لے کر چلا گیا۔

"یہ لو باقی کے پیسے۔۔۔۔۔۔۔۔ "ایاز بلوچ نے اُس کے آگے ہرے ہرے نوٹوں کی کاپی رکھی جسے  
وہ متاح حیات کی طرح تھام چکا تھا۔

"اگر ایسے ہی کام کرتے رہو گئے تو راتوں رات عرب پتی بن جاؤ گئے۔۔۔۔۔۔۔۔ "ایاز بلوچ  
نے سکریٹ جلائی۔

"آپ فکر نہ کریں سائیں، آپ جو کہو گئے میں کرونگا۔۔۔۔۔۔۔۔ "

"گڈ، اب تم جاؤ باقی تمہیں کال پہ بتاؤ ونگا۔۔۔۔۔۔۔۔ "ایاز بلوچ کے کہنے پر وہ سلام کرتا چلا گیا۔

"اس پر اب نظر رکھنے کی کوئی ضرورت نہیں کام کا آدمی ہے کیونکہ لاچی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔ "اُس  
نے اپنے پیچھے کھڑے امجد سے کہا جس نے سر ہلایا۔ تبھی اُس کے موبائل کی رنگ ٹون بجی قادر  
بلوچ کا نمبر دیکھ کر اُس نے یس کا بٹن پُش کر کے موبائل کان سے لگایا۔

"جی بابا سائیں۔۔۔۔۔۔۔۔ "دوسری طرف کچھ ایسا کہا گیا تھا کہ وہ چونک کر اپنی سیٹ سے اُٹھا۔

"کیا، ایسا کیسے، جی میں آرہا ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔ "اُس نے فون بند کیا۔

"امجد گاڑی نکالو اور جو مال آج سپلائی کرنا تھا اسے کل تک کینسل کر دو۔۔۔۔۔۔۔۔" امجد سے بولتا باہر کی طرف لپکا۔

! !

"تم۔۔۔" پر خہ اُسے دیکھ کر حیرانگی سے بولی جو مُسکراتی ہوئی اس کے قریب آئی۔  
 "تُم تو نمل کی دوست ہونہ، مجھے یہاں کیسے کیوں لائی ہو۔۔۔۔۔"

"میم میرا نام علینہ ہے، آپکو بُھوک لگی ہے تو کھانا لاؤں، آپ مہربانی کر کے بتادیں کہ آپ کو کھانے میں کیا پسند ہے۔۔۔۔۔" وہ تابع داری سے بولتی اسے حیرت زدہ کر گئی۔

"تُم کون ہو، مجھے یہاں کیوں لائی ہو۔۔۔۔۔"

"میں سرکی پرسنل سیکٹری ہوں، آپکو یہاں سر کے کہنے پر لایا گیا ہے، پلیز جلدی سے بتائیے کہ آپکو کیا پسند ہے تاکہ میں وہی کچھ بنواؤں ورنہ سر ناراض ہونگے۔۔۔۔۔"

"کون، کون سر۔۔۔۔۔؟ وہ سر کے نام پرائٹی۔"

"سر مریم شاہ۔۔۔۔۔" اُس کے لبوں سے نکلنے والا نام اُسے نہ صرف چونکا گیا بلکہ وہ بے یقینی کی اتھاہ گہرائیوں میں ڈوبنے لگی۔

"مریم۔۔۔۔۔" اُس کے ساکت لبوں میں یہ نام پُھر پُھر اکرا رہ گیا۔

"کیا تُم، تُم سچ کہہ رہی ہو مریم، مریم حسن شاہ کے کہنے پر۔۔۔۔۔" شاید ابھی بھی اُسے یقین

نہیں آرہا تھا۔

"جی میم، سرمریام شاہ، آپ ایسا کریں فریش ہو جائیں میں آج اپنی پسند کا کھانا لے آتی ہوں۔۔۔۔۔۔" علیہ کہتی ہوئی جانے لگی کہ پھر پیچھے مڑی۔

"پر خہ میم کیا صندل بوا سے آپ ملنا چاہے گئیں وہ کب سے آپکا پوچھ رہیں۔۔۔۔۔۔" علیہ کی بات پر وہ حیرت اور خوشی سے بولی۔

"صندل بوا بھی یہاں ہیں، آپ انکو یہاں بھیج دیں۔۔۔۔۔۔"

"او کے میم۔۔۔۔۔۔" اُس کے جانے کے بعد پر خہ پورے دل سے ہنس دی۔

"مریام، آپ نے اپنا وعدہ پورا کر دیا، میں آپکو یاد رہی اُسکا مطلب ہمارا رشتہ بھی آپکو یاد رہا۔۔۔۔۔۔" اُس کے لبوں پر خوشگوار مسکراہٹ آئی وہ پُر سکون ہو کر مُنہ دھونے کے خیال سے واش روم کی طرف بڑھی۔

"

قادر بلوچ جب حویلی پہنچا تو ہال کا منظر دیکھ کر ساکت ہوا جہاں جو نیچو صوفے پر بیہوش پڑا تھا اُس کے سر سے خُون کی بوندیں ٹپک رہی تھیں جس کو دیکھ کر انہوں نے گھمن کو اشارہ کیا جس نے گارڈ کی مدد سے اُسے اٹھا کر کمرے میں لایا اور ڈاکٹر کو کال کرنے لگا باہر قادر بلوچ ہال سے گزرتا سیڑھیوں کی طرف بڑھا پر اُس کے قدم رُکے تھے ساتھ نسیم اور نمل کے بھی اُس منظر کو

دیکھ کر جہاں امتل بلوچ کو رسیوں سے باندھ کر سیڑھیوں کے ساتھ باندھا گیا تھا۔  
"میری بچی۔۔۔۔۔" نسیمیں بیگم اور نمل اُسکی طرف لپکیں جو بیہوش ہو چکی تھی۔  
قادر بلوچ اُنکو اسے آزاد کروانے کا بول کر اوپر شہباز کے کمرے میں آیا جہاں وہ بھی بیہوش پڑا تھا۔  
"شہباز، اُٹھو۔۔۔۔۔" قادر بلوچ نے اُسکے گال کو تھپتھپایا بھی مگر وہ ٹس مس نہ ہوا۔  
"یہ سب کس نے، مریم شاہ۔۔۔۔۔" یہ نام زہن میں لیتے ہی وہ جلدی سے نیچے آیا۔  
"مٹھی، صندل، کہاں ہو تم لوگ۔۔۔۔۔" وہ بولا نہیں بلکہ چلا رہا تھا مگر دونوں میں سے کوئی  
بھی نہ آیا وہ کچن کی طرف گیا جہاں مٹھی بھی کم بیش ویسی ہی حالت میں تھی۔  
"کہاں مرگئی صندل اور وہ لڑکی، سرمد جلدی آ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"  
"جی سائیں۔۔۔۔۔" وہ ہاتھ باندھے دوڑا چلا آیا۔  
"جا صندل بوا اور اُس لڑکی کو بلا کر لا، جلدی جا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔" قادر بلوچ کے اندر تک بے چینی اور  
غصہ اُترنے لگا۔  
"یہ سب کیا ہے قادر، امتل اور شہباز بھی بیہوش ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔" نسیمیں بیگم پریشان سی اسکے  
قریب آئی۔  
"اس وقت میرا دماغ خراب نہ کرنا تم، جاؤ امتل اور شہباز کو ہوش میں لانے کی کوشش کرو وہی  
سب بتائیں گئے کہ کیا ہوا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔" قادر بلوچ اُسے کہتا سرمد کی طرف متوجہ ہوا جو کہہ رہا  
تھا۔

"سائیں وہاں تو نہ صندل بوا ہے نہ لڑکی۔۔۔۔۔"

"کیا بکواس کر رہا ہے تو، سب جگہ دیکھا کیا۔۔۔۔۔" طیش میں اُسکا گریبان پکڑے چلایا۔

"جی سائیں، سب دیکھا کہیں نہیں وہ۔۔۔۔۔"

"جا پھر سے دیکھ، پوری حویلی میں تلاش کرو جلدی۔۔۔۔۔" ایک جھٹکے سے اُسے چھوڑا کہ وہ دُور جا گرا۔

"حرام زادے اکھٹے کیے ہوئے میں نے، کیسے ہو گیا یہ سب، اتنی سیکورٹی کے

باوجود۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔" غم و غصے کی کیفیت میں مبتلا ہوتا وہ ادھر سے ادھر چکر کاٹنے لگا۔ تبھی اُس کے سیل کی یوں بجی تو بنا دیکھے ہی یس کا بٹن پُش کر کے سیل کان سے لگایا۔

"ہار مبارک ہو بلوچ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔" مریم شاہ کی مسکراتی آواز اس کے کانوں میں پڑی بلوچ کی رگیں تن گئیں جس بات کا اسے شک تھا اُسکا یقین ہوتے ہی وہ غرایا۔

"تُم نے سانپ کی پٹاری میں ہاتھ ڈال کر اپنی موت کو آواز دی ہے تیری تو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

"نہ نہ گالی نہیں، غم و غصے میں بھی تہذیب کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا کرتے بلوچ، اور آج تو پھر میرے لئے بہت بڑا اور خوشی کا دن کوئی مبارک کوئی دُعائیہ کلمات میرے لئے مُنہ سے نکالو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔" وہ اسے جلانے کے فُل موڈ میں تھا اور وہ جل کر خاک بھی ہو گیا۔

"اتنا مت اتراؤ مریم شاہ مُنہ کے بل گر گئے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

"ابھی تو تمہارے مُنہ کے بل گرنے کا مزہ لے رہا ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔" چپکتی آواز بلوچ کا خون



جلانے میں کوئی کسر نہ چھوڑ رہی تھی۔

"تم نہیں جانتے کہ اس کا انجام کیا ہوگا، تمہارے بُرے دن شروع مریم شاہ، مت بھولنا کہ تم ہمیشہ ایک قدم مجھ سے پیچھے رہے ہو اور اب میری باری ہے، ایسی موت دوں گا کہ تمہارے سگے بھی پہچان نہیں پائیں گئے۔۔۔۔۔۔" بلوچ کا بھڑکتا لہجہ تھا۔

"میں تیار ہوں بلوچ، پراسکے لئے تمہیں مریم شاہ جیسا دماغ رکھنا ہوگا جو تمہارے پاس ہے نہیں اس لئے تم مجھے ایسی موت دینے کی خواہش دل میں لئے ہی اوپر جاؤ گئے۔۔۔۔۔۔" مریم شاہ کالب و لہجہ بہت پُر سکون تھا اور طنزیہ تھا۔  
"تم۔۔۔۔۔۔"

"ایک منٹ میری سُن لو پھر مناتے رہنا اپنا غم، ایک بدلہ تو پورا ہو گیا اب رہ گیا دو سر ابدلہ وہ بھی بہت جلد پورا کروں گا اور تب مبارک باد لینے کال نہیں کروں گا بلکہ تمہارے روبرو آؤں گا، اب جاؤ جا کر اپنے بچوں کو ہوش میں لانے کی کوشش کرو، اور ہاں میری مانو تو اپنا سارا سیکورٹی سسٹم چیلنج کر دو میں سارا ہیک کر چکا ہوں، بائے مائے ڈیر بلوچ، زیادہ سٹریس مت لینا ہارٹ اٹیک ہونے کا بھی خطرہ ہو سکتا۔۔۔۔۔۔" وہ اپنی بات مکمل کرتا قہقہہ لگاتا کال بند کر چکا تھا بلوچ کی گرفت اُس کے موبائل پر سخت ہوئی اور غصے سے اُسکی رگیں تن گئیں اس میں کوئی شک نہیں تھا کہ مریم شاہ کا یہ وار بہت کاری تھا کہ وہ بلبلا کر رہ گیا تھا۔

!!

!!

"آخر یہ سب ممکن کیسے ہوا بابا سائیں، اتنی سخت سیکورٹی کے باوجود یہ سب ہو گیا....." اس وقت نور حویلی کے ہال میں سب برجمان تھے ایاز بلوچ ادھر سے ادھر ٹہلتا بولا۔

"اُسی لڑکی کی وجہ سے، جس نے پہلے نمل کو بیہوش کیا، پھر امتل کو بیہوش کر کے باندھا، جو نیچو کے سر پر وار کیا اور پھر مجھے اپنی باتوں میں اُلجھا کر بے خبر کیا۔۔۔۔۔۔" شہباز بلوچ کے کہنے پر ایاز بلوچ نے بھی سر ہلایا۔

"ہاں سی سی ٹی وی فوٹج میں بھی یہی سب آیا ہے پر ایک لڑکی اتنا سب کچھ اکیلی کیسے کر گئی کوئی تو ساتھ ہوگا اسکا۔۔۔۔۔۔"

[illegible][illegible]

"اتنا آسان نہیں ہے یہ سب، مریم شاہ کو مارنا اگر اتنا آسان ہوتا تو اس وقت میں یوں مات کھا کر نہ بیٹھا ہوتا۔۔۔۔۔۔"

"تو اب کیا کرنا ہے بابا سائیں، اب یوں تو اُسے جشن منانے نہیں دے سکتے۔۔۔۔۔" اب کی

بار شہباز بلوچ کہہ اٹھا۔

"وہ سب مجھ پر چھوڑ دو، تم لوگ بس اپنے اپنے دھندوں پر توجہ دو کہ کسی بھی طرح مریم شاہ کے ہاتھ کوئی ثبوت نہ لگنے پائے، اب جاؤ رات بہت ہو چکی آرام کرو۔۔۔۔۔۔" قادر بلوچ کی تاکید پر سر اثبات میں ہلاتے وہ دونوں چلے گئے اُنکے جانے کے بعد بلوچ نے راٹھور کا نمبر ملا یا۔

!!

!!

[illegible]

"جی سر۔۔۔۔۔" وہ سیلوٹ مارتا چلا گیا۔

"کون ہے یہ لڑکا، جسے سب خبر۔۔۔۔۔۔" وہ بڑبڑایا پھر اپنے موبائل کی طرف متوجہ ہوا جہاں کوئی پرائیویٹ نمبر جگمگا رہا تھا۔

"اسلام و علیکم \_\_\_\_\_"

"اس وقت تو میرا تم پر سلامتی بھیجنے کا کوئی موڈ نہیں ایس پی۔۔۔۔۔" دوسری طرف سے ایک کیٹلی آواز اُسکی سماعتوں میں اُتری۔

"کون۔۔۔۔۔" وہ پہچان نہ پایا۔

[illegible]

عارف دوپیل کو جامد ہوا۔

"اب یہ سوچ رہے ہو گئے کہ مجھے کیسے پتہ چلا تو سوچو پھر کیونکہ تمہاری مدد کرنے کا اب میرا کوئی ارادہ نہیں، تم اُنکے بارے میں جاننے کے بجائے میرے بارے جاننے کو کیوں اتنے بے چین ہو رہے ہو۔۔۔۔۔۔"

"بات یہ نہیں دراصل میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ تم وہ سب کیسے جانتے ہو، بارہ سال پہلے تو تم لگ بھگ تیرہ چودہ سال کے ہو گئے تو اتنا سب کیسے۔۔۔۔۔۔" ایس پی عارف کے زہن میں تب کا مچلتا سوال لبوں پر آیا۔

"تم میری عمر پر مت جاؤ، اور مجھے سب کیسے پتہ لگا تو یہ بھی کسی دن تمہارے ساتھ ڈنر کرتے ہوئے بتا دوں گا، اب تم بس اُس پر فوکس کرو جو کام میں نے تمہیں دیا تھا، تین بندوں کے نام دیئے تھے شاید۔۔۔۔۔۔"

"مجھے بس بلوچ کے بارے علم ہے باقیوں کے نام تو تمہارے مُنہ سے۔۔۔۔۔۔"

"جھوٹ تو بالکل نہیں چلے گا میرے ساتھ ایس پی۔۔۔۔۔۔" وہ سپاٹ انداز میں بولتا اسکی بات کاٹ گیا جس پر ایس پی کچھ خفیف سا ہوا۔

"دیکھو میں سچ کہہ رہا ہوں، بس ناموں سے میں کیسے اُنکے بارے کچھ جان سکتا ہوں، وہ بھی اُدھورے نام حاکم اور راٹھور۔۔۔۔۔۔" اس نے پھر سے اُسے ٹالنے کی کوشش کی۔

"پھر پولیس میں کیا کر رہے ہو اگر تم دو بندے نہیں ڈھونڈ پارہے۔۔۔۔۔۔"

"میں کوشش کرتا ہوں پھر سے، میرے خیال مجھے بلوچ کے بارے میں سب جاننا ہوگا پھر اُنکا پتہ چلے گا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔" ایس پی کی بات پر وہ مسکرایا۔

"کہہ تو ایسے رہے ہو جیسے تم بلوچ کے بارے میں کچھ نہیں جانتے، اپنی ویزاؤ کے دو دن کا ٹائم ہے دیکھ لو کوشش کر کے۔۔۔۔۔" کہتے ہی فون بند ہو گیا۔ ایس پی نے بے بسی سے اس پرائیوٹ نمبر کی طرف دیکھا جو ٹریس بھی نہیں ہو سکتا تھا۔

"راٹھور اور حاکم، کیا کسی کو انکا پتہ ہوگا کہاں رہتے ہیں کون ہیں کچھ تو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔" اُسکی پُر سوچ نظریں سامنے دیوار پر لگی گھڑی پر ٹکیں۔

!!

"یہ لو گرم دودھ اس کے ساتھ میڈیسن لو۔۔۔۔۔" عامرہ خاتون ٹرے میں دودھ کا گلاس اور میڈیسن رکھ کر لائیں۔ جو نیچو دودھ کا گلاس پکڑ کر دو ٹیبلٹ منہ میں ڈال کر گلاس لبوں سے لگا گیا۔

"اب تو درد نہیں ہو رہا۔۔۔۔۔" عامرہ خاتون نے اُس کے سر پر بندھی سفید پٹی کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"بلکل بھی نہیں، آپ پریشان نہ ہوں اور سو جائیں جا کر میں بھی اب آرام کرونگا۔۔۔۔۔" اُن سے نرمی سے بولا۔

"پریشان کیسے نہ ہوں میں، ماں ہوں تمہاری تمہیں تکلیف ہوتی ہے تو درد مجھے ہوتا ہے۔۔۔۔۔" انکی آواز بو جھل ہوئی۔

"اماں ریلکیس، میں اب بالکل ٹھیک ہوں یہ پیٹی بھی کچھ دن تک اُتر جائے گی ڈونٹ وری۔۔۔۔۔" اُنکا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر ہولے سے دبائے لگا۔

"کچھ پتہ چلا بلوچ کی بھتیجی کا، کون لے گیا اُسے۔۔۔۔۔" انکی بات پر وہ کچھ دیر خاموشی سے اُنکو دیکھتا رہا پھر بولا۔

"مریام شاہ۔۔۔۔۔"

"کیا پر وہ کیوں، اُسکی دشمنی تو بلوچ کے ساتھ تھی نہ پھر اُس بچی کا کیا قصور۔۔۔۔۔" وہ حیرانگی سے دوچار ہوئیں۔

"وہ مریام شاہ کی بیوی تھی اماں۔۔۔۔۔" وہ ہولے سے بولتا اُنکو ساکت کر گیا۔

"مجھے بھی کچھ دن پہلے پتہ چلا، اسی وجہ سے انکی دشمنی چل رہی ہے، اچھا اب میں آرام کرنے لگا ہوں آپ بھی اب آرام کریں۔۔۔۔۔" اُنکے اور سوالوں سے بچتا وہ بولا تو وہ بھی سر ہلا کر چلی گئیں۔ اُن کے جانے کے بعد وہ گہری سانس بھرتا اُٹھا اور موبائل ہاتھ میں لئی وہ کمرے سے باہر نکلتا باہر لان میں آیا اور موبائل پر کوئی نمبر ڈائل کرتا کان سے لگا گیا۔

"مجھے نہیں پتہ تھا کہ تم مجھ پر وار کرنے سے بھی گریز نہیں کرو گئے۔۔۔۔۔" اسکی بات پر دوسری طرف زور کا قبضہ لگا تھا۔

•

"آپ۔۔۔۔" جو نیچو کال بند کرتا اپنے کمرے کی طرف بڑھا کہ دروازے پر دستک کی آواز سُن کر دروازہ کھولا اپنے سامنے امتل بلوچ کو دیکھ کر وہ حیران رہ گیا اُسکا اس وقت یہاں آنا وہ ایکسپکٹ نہیں کر رہا تھا۔

"ہاں وہ آپکا حال پوچھنے آئی ہوں، اب کیسی طبیعت ہے آپکی۔۔۔۔۔؟ وہ مُسکرا کر بولی جو نیچو لب بھیج گیا۔

"میں بالکل ٹھیک ہوں۔۔۔۔۔" سپاٹ انداز تھا۔

"اندر آنے کو نہیں کہیں گئے کیا۔۔۔۔۔"

"جی آئیے۔۔۔۔۔" وہ دروازے سے پیچھے ہٹ گیا تو وہ اندر آ گئی۔

"تو یہ گھر ہے آپکا۔۔۔۔۔" وہ پانچ مرلہ گھر کا جائزہ لینے لگی وہ خاموش ہی رہا۔

"آپکے والدین تو سوچکے ہو ننگے۔۔۔۔۔"

"جی میرے خیال میں یہ وقت سونے کا ہی ہوتا ہے نہ کہ کسی کا عیادت کرنے کا۔۔۔۔۔۔۔" وہ

اس کے رات کے گیارہ بجے آنے پر اپنی ناگورای پُچھپانہ سکا۔

"لگتا ہے آپکو اچھا نہیں لگا میرا یہاں آنا۔۔۔۔۔" وہ خفیف سی ہو کر بولی۔

"بے وقت آنا مجھے کسی کا بھی اچھا نہیں لگتا۔۔۔۔۔" وہی مخصوص لب و لہجہ تھا۔

"آئی نوزیادہ ٹائم ہو گیا پر مجھے نیند نہیں آرہی تھی مجھے آپکی بہت فکر ہو رہی تھی، اور دوسری بات کہ بابا سائیں اور دونوں بھائی کراچی چلے گئے ہیں اس لئے میں چلی آئی ورنہ اُن کی موجودگی میں، میں کیسے آسکتی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔" وہ سچ بیان کر گئی جو جو نیچو پہلے سے ہی جانتا تھا۔

"آپکو اُنکی غیر موجودگی میں بھی نہیں آنا چاہیئے تھا، آپ کے اور میرے درمیان ایسا کوئی رشتہ نہیں جو ہمیں رات کے اس پہر اور یوں ملنے کی اجازت دے۔۔۔۔۔۔۔۔"

"رشتہ بننے میں دیر ہی کتنی لگتی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔" وہ معنی خیزی سے بولتی اسکی آنکھوں میں دیکھنے لگی جو اُسکی بات کا مطلب سمجھ کر سختی سے خود کو کچھ بُرا کہنے سے روک گیا۔

"اب آپکو چلے جانا چاہیئے۔۔۔۔۔۔۔۔" جو نیچو اسکی طرف سے رخ موڑ گیا جس سے امتل بلوچ اُسکا گریز اور بیزاری بھانپتے ہوئے کڑھ کر رہ گئی وہ رات کے اس پہر اتنا بڑا قدم اٹھا کر صرف اس کے لئے آئی تھی تاکہ اس کے ساتھ اپنی چاہت کا اقرار کر سکے مگر وہ تھا کہ ایک نگاہ بھی اس کے ہو شر باوجود پر ڈالنے کا روادار بھی نہ تھا۔

"بندے کو اتنا بھی خشک مزاج نہیں ہونا چاہیئے کہ اتنی حسیں اور پُر لطف رات کے ان لمحات سے مُنہ موڑ لے۔۔۔۔۔۔۔۔" وہ گھوم کر اُس کے سامنے آکھڑی ہوئی جو نیچو نے دیکھا جو شب خوابی کے لباس میں ملبوس نہ صرف دیکھنے میں بے باک لگ رہی تھی بلکہ اپنی گفتگو میں بھی وہی اثر رکھتی تھی۔

"میرے جیسے بندے سے جتنا ہو سکیں دُور رہیں اس میں آپکی ہی بھلائی ہے، اب آپ جاسکتی



ہیں۔۔۔۔۔" اب کی بار اُسکا لہجہ برف کی طرح ٹھنڈا تھا۔ امتل بلوچ کا چہرہ فق ہوا وہ اس کے سپاٹ چہرے پر ایک نگاہ ڈالتی چلی گئی جو نیچونے آگے بڑھ کر دروازہ بند کیا اور لمبے لمبے ڈگ بھرتا اپنے کمرے کی طرف گیا۔

"

پر خہ شاہ پیلس میں آکر بہت خوش تھی اور صندل بوا اُسے خوش دیکھ کر پُر سکون ہو گئیں تھیں ورنہ تو نور حویلی میں اُنکو دھڑکا ہی لگا رہتا تھا کہ بلوچ کچھ غلط نہ کر دے اسکے ساتھ اتنا تو بوا کو اندازہ تھا کہ وہ کمینگی کی ہر حد سے گنہ چکا تھا۔

"کیا سوچ رہی ہے میری بیٹی۔۔۔۔۔" صندل بوا اس کے قریب آئیں جولان میں جھولے پر بیٹھی تالاب میں تیرتیں بطخوں کو دیکھتی نہ جانے کن سوچوں میں مبتلا تھی۔

"بوا یہ زندگی کتنی خوبصورت ہے نہ، بالکل آزاد ہر فکر سے ہر روک ٹوک سے، اور ایک نور حویلی کی بھیانک زندگی جہاں ہر خواہش کو دفن کر کے زندہ رہنا پڑتا تھا۔۔۔۔۔"

"اب کیوں سوچتی ہو وہ سب جو بیت چکا، اب تو ایک نئی زندگی ملی ہے تمہیں اسے جی بھر کر جیو بیٹے ہوئے کل کی ہر تکلیف بھلا کر۔۔۔۔۔" صندل بوا نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا وہ مسکرا کر سر ہلا گئی۔

"یہ مریم بیٹا کب آئے گا، دو دن ہو گئے ابھی تک نہیں آیا وہ۔۔۔۔۔" صندل بوا کے سوال پر



"تو میں کونسا اس میں چھلانگ لگانے لگی ہوں ویسے بھی مجھے تو تیرا بھی نہیں آتا۔۔۔۔۔" وہ دوبارہ اُس پُل کی طرف دیکھنے لگی۔

"میم اس لئے تو منع کر رہے ہیں سر، یہاں بہت پھسلن ہے آپ چلیں اندر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔" علینہ نرمی سے بولتی اسے کسی بھی طرح سے باز رکھنا چاہتی تھی۔

"میں پانچ منٹ بعد آ جاؤنگی، آپ جاؤ۔۔۔۔۔" وہ بضد ہوئی۔

"میم پلیز، سر غصے ہو رہے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔" علینہ بے بسی سے بولی مگر وہ ٹس سے مس نہ ہوئی۔  
"اُنکو آپ مت بتانا کہ میں یہاں بیٹھی ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

"سر سے کچھ چھپا نہیں، اُنہوں نے ہی آپکو اس طرف جاتے دیکھ کر مجھے ڈانتا ہے، وہ سب دیکھ رہے ہیں، اُس کے زریعے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔" علینہ کی اطلاع اور اشارے پر پر خہ نے چونک کر دیوار کے ساتھ لگے کیمرے کو دیکھا پھر کچھ سوچ کر وہ علینہ کی جانب مڑی۔

"آپ جاؤ، مجھے یہاں بیٹھنا ہے تو بس۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

"پر میم۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

"میں نے کہاں نہ آپ جاؤ تو جاؤ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔" اب وہ سختی سے بولی علینہ بے بس ہو کر پیچھے پلٹی تبھی اُس کے نمبر پر مریم شاہ کالنگ جگمگانے لگا تو اُس نے کال یس کر کے کان سے لگایا پھر دوسری طرف کچھ کہنے پر وہ دوبارہ پر خہ کے قریب آئی جواب ناگواری سے اُسے دیکھ رہی تھی۔

"میم سربات کرنا چاہتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔" اُس نے موبائل اسکی طرف بڑھایا پر خہ نے دھڑکتے

دل کے ساتھ اُس کے ہاتھ سے فون لے کر اپنے کان سے لگایا پھر اُسکی طرف دیکھا جو دُور جا کر کھڑی ہو چکی تھی۔

"پر خہ پلینز ضد مت کرو، تمہیں پتہ ہے تمہاری یہ ضد مجھے کتنا تنگ کر رہی ہے۔۔۔۔۔" مریام شاہ کی گھمبیر آواز اُسکی سماعتوں میں اُتری تو اتنے برسوں بعد اُسکی آواز سُن کر اُسکی آنکھیں نم ہوئیں۔

"پر خہ، اُٹھو یہاں سے۔۔۔۔۔" اُس کے کہنے پر وہ خاموشی سے اُٹھی تو مریام شاہ کے ساتھ ساتھ علیینہ نے بھی تشکر کا سانس لیا اور نہ جتنا اُس پر مریام شاہ گرجا تھا اُسے پکا یقین تھا کہ اُسکی خیر نہیں تھی۔

"تم ہر کام اپنی مرضی سے کرو، ضد بھی کر سکتی ہو مگر کوئی بھی ایسا کام جس میں تمہاری جان کو خطرہ ہو یا تمہارے لئے کسی تکلیف کا باعث بنے تو اُس کے لئے مجھے تم پر سختی بھی کرنی پڑے تو میں گریز نہیں کروں گا۔۔۔۔۔" اب کی بار اُسکا لہجہ کچھ بے لچک سا محسوس ہوا۔ وہ چُپ ہی رہی بلکہ وہ تو صرف اسے سُننا چاہتی تھی۔

"میں رات کو آ رہا ہوں، صرف تم سے ملنے، تیار رہنا۔۔۔۔۔" کہتے ہی اُس نے کال بند کر دی۔ پر خہ نے ایک خوشگواریت اپنے پورے وجود میں اُترتی محسوس کی لبوں پر شوخ سی مسکراہٹ آئی اور موبائل علیینہ کو دے کر وہ اپنے کمرے کی طرف بھاگی۔

"اگر تمہاری میم اب مجھے اس پُل کے آس پاس بھی نظر آئی تو پھر تمہاری خیر نہیں۔۔۔۔۔" علینہ کو مریم شاہ کا میسج موصول ہوا۔

[illegible][illegible]

"جو بھی ہوا بہت بُرا ہوا بلوچ، ایک تو وہ حاکم کی منظور نظر اور دوسرا میرام کی کمزوری اُسکی جان تھی ہمارے ہاتھ میں، اُسے ہرانے کا پتہ، پر یہ سب اتنی آسانی سے ہو کیسے گیا یہ تو وہی بات ہوئی کوئی تمہارے مُنہ سے نوالہ چھین کر لے گیا اور تمہیں پتہ ہی نہ چل سکا۔۔۔۔۔۔" راٹھور کو بھی اُس پر غصہ آیا۔

"بس مات کھا گیا میں سمجھ ہی نہیں سکا، اُس نے گیم ہی ایسی پلان کی کچھ سمجھ نہیں آیا۔۔۔۔۔"

"اب لکیر پیٹنے کا کوئی فائدہ نہیں حاکم کو بتا دو سب، پھر سوچتے ہیں کیا کرنا ہے اور دوسری بات

جتنی جلدی ہو سکے وہ لڑکی اس وقت کہاں ہے پتہ کرواؤ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ "راٹھور نے اپنے چہرے پر ماسک پہنا۔

"اب وقت آگیا ہے مریم شاہ کو بھی اُس کے بل میں جا کر مارنے کا۔۔۔۔۔" راٹھور کے لہجے میں مریم شاہ کے لئے نفرت ہی نفرت تھی۔

"سب سے پہلے کل رات تک پچاس لڑکیاں بارڈر سے کسی بھی طریقے سے افغانستان بھیجنے کا منصوبہ بناؤراٹھور کیونکہ یہ کام تم ہی کر سکتے ہو۔۔۔۔۔" بلوچ کے کہنے پر راٹھور رُک گیا۔

"کیا ابھی تک مال نہیں پہنچایا تم نے، یہ تو تین دن پہلے کا کام تھا۔۔۔۔۔"

"ہاں یراس واقع کی وجہ سے ڈیلے کر دیا میں نے۔۔۔۔۔۔"

"اُف بلوچ کہاں چلی گئی تمہاری عقل، اتنی مشکل سے اُس دن راستہ کلئیر کروایا تھا تم جانتے ہو کہ کتنی سختی ہے آجکل۔۔۔۔۔" راٹھور صبر کے گھونٹ بھر کر رہ گیا ورنہ اُس کا دل کر رہا تھا بلوچ کو آج ایک آدھ تو لگا دے۔

"آج کا دن ہی منحوس ہے، ہر بُری خبر آج ہی ملنی تھی۔۔۔۔۔" وہ جھنجھلا کر ماسک منہ سے اُتار زمین پر پھینک گیا۔

[illegible]

"تم ایسا کرو اپنا یہ مشروب اٹھاؤ اور اپنی کسی جان من کے ساتھ راتیں بسر کرو بس یہی ایک کام تم

اب کر سکتے ہو باقی سب جائے بھاڑ میں، تمہاری ناک کے نیچے سے وہ اپنی بیوی کو لے گیا اور تمہیں کوئی ہوش نہیں ہے۔۔۔۔۔" راٹھور نے اُسے اچھا خاصہ لتاڑ کر رکھ دیا بلوچ کو اب کی بار ناگوار گنہرا۔

"تم مجھ پر نظر رکھنا چھوڑو اور اُس مریام شاہ پر توجہ دو جس کو آج تک تم چُھو بھی نہیں پائے۔۔۔۔۔"

"مجھے اپنا کام کرنا آتا ہے بلوچ، تمہاری طرح بے وقت کام کرنے کا عادی نہیں، اب یہ سوچو کہ آج رات وہ مال کیسے وہاں تک پہنچانا ہے ہر حال میں بلوچ ورنہ تب تو دو کڑور کا نقصان ہوا تھا اس بار پانچ کڑور کا ہو گا۔۔۔۔۔" راٹھور دوبارہ سے ماسک پہننے لگا۔

"کیا اس کام میں جو نیچو کو شامل کر سکتا ہوں میں۔۔۔۔۔" راٹھور نے اُسکی عقل پر تاسف سے دیکھا۔

"بہت کام کا آدمی ہے، میرا اسمگلنگ کا سارا کام وہ ہی دیکھتا ہے، میرے خیال میں یہ کام بھی وہ بڑی ہوشیاری سے کر سکتا ہے۔۔۔۔۔"

"نہیں بلوچ، اس کام میں حاکم کی اجازت کے بغیر کوئی اور بندہ شامل نہیں کر سکتے کیونکہ اس میں ہم تینوں کی اصلیت اُس کے سامنے کھل جانے کا خطرہ ہے اور یہ رسک ہم کبھی نہیں لیں گئے، چلتا ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔" راٹھور کہتا ہوا عقبی دروازے کی طرف بڑھا۔ بلوچ بھی کچھ سوچتا موبائل کی طرف متوجہ ہوا۔

"

"

"مریام شاہ اپنی میٹنگ ختم ہوتے ہی وہاں سے نکلا اور ڈرائیور کو گاڑی گھر کے راستے پر ڈالنے کا کہہ کر سر سیٹ کی پشت سے ٹکا کر پر خہ کے بارے سوچنے لگا وہ اڑ کر اُس کے پاس پہنچ جانا چاہتا تھا مگر بیچ میں کچھ ایسے کام نکل آئے تھے کہ وہ سب چھوڑ کر جانیں پایا تھا ورنہ جس دن سے وہ اسے شاہ پیلس چھوڑ کر گیا تھا دل تو کرتا تھا کہ اب ہر دوری ختم کر کے بس اس کے پاس ہی رہے وہ اُسکی بچپن کی محبت تھی جس کے لئے وہ بارہ سال سے تڑپ رہا تھا اپنے ماں باپ کی موت کے بعد اگر کسی کے لئے رویا اور تڑپا تھا تو وہ وجود پر خہ کا تھا جس کو بلوچ سے آزاد کروانے کے لئے مریام شاہ نے ہر خطرہ مول لیا تھا اسکے دل میں بدلہ کی آگ بھڑک رہی تھی اپنے والدین کی موت کا بدلہ پر اولین چاہت اُسکی پر خہ کو آزاد کروانا تھا جو کروا کر وہ کچھ پُر سکون ہو گیا تھا۔

"بلوچ اب تمہیں میرے قہر سے کوئی نہیں بچا سکتا، پہلے تو میں بے بس تھا کیونکہ تمہارے پاس وہ چیز تھی جو مجھے میرے انتقام میری جان سے بھی بڑھ کر تھی جسکو پانے کے بعد اب مجھے کسی قسم کا ڈر نہیں رہا اور اب تمہیں مریام شاہ رعایت نہیں دے گا۔۔۔۔۔۔" وہ دل ہی دل میں اُس سے مخاطب ہوا گاڑی رکنے پر وہ آنکھیں کھول کر دیکھنے لگا وہ گھر پہنچ چکے تھے گاڑی سے نکلتا وہ سیدھا اپنے کمرے کی طرف بڑھنے لگا جہاں وہ دشمن جان تھی اگر بلوچ پر خہ کو مریام شاہ کی کمزوری سمجھتا تھا تو ٹھیک ہی سمجھتا تھا مریام شاہ اگر کسی کے سامنے کمزور پڑ سکتا تھا تو وہ ذات پر خہ



کی تھی جس کو کھونے سے ڈرتا تھا۔

دروازے پر رُک کر اُس نے گہری سانس لی اور آہستہ سے دروازہ کھولتا وہ کمرے میں داخل ہوا پہلی نظر اُسکی طرف اُٹھی جو ٹیس پر کھڑی کسی سوچ میں غرق تھی شاید اس لئے نہ تو اُسے مریم شاہ کے آنے کی آہٹ سُنائی دی اور نہ ہی اُس کی گہری نگاہوں کا ارتکا ز اپنے وجود پر محسوس ہوا جو اسے سر سے لے کر پاؤں تک دیکھ رہا تھا وہ اس وقت پیچ کلر کے سُوٹ میں ملبوس تھی سُنسری بالوں کو کیچر میں باندھ رکھا تھا جن کو دیکھ کر مریم شاہ کو من اُنکو کیچر کی گرفت سے آزاد کروانے کو مچل اُٹھا مریم شاہ کے قدم اُسکی طرف بڑھنے لگے۔

"پر خہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔" اُسکی اُکار پر وہ بے ساختہ پلٹی تھی اور اسے اپنے سامنے پا کر کچھ پیل کو جامد ہوئی بلیک پینٹ پر وائٹ شرٹ جس کے بازو فولڈ کیے ہوئے تھے سلکی بلیک بالوں کا پیار سا ہیئر سٹائل بنائے ہلکی ہلکی داڑھی جو اس کے وجیہہ چہرے پر بہت خوبصورت لگ رہی تھی اپنی بے تحاشا وجاہت کے ساتھ اس کے روبرو تھا جس کی آنکھیں جذبوں کی بھرپور چمک لئے اُس پر ٹکئیں تھیں پر خہ کا دل زور زور سے دھڑکنے لگا۔

"شاہ۔۔۔۔۔" اسکے گلابی لب پھڑپھڑائے آنکھوں میں نمی سی گھلنے لگی۔ مریام شاہ حیران نہیں ہوا تھا کہ اس نے کس طرح پہچان لیا آخر بارہ سال بعد ملے تھے بہت تبدیلی آئی تھی مگر وہ جانتا تھا کہ دونوں کی محبت نے اُنکو ہمیشہ سے باندھ کر رکھا تھا جس میں وہ نہ تو ایک دوسرے کو بھول پائے تھے اور یہی محبت کی خوشبو کی وجہ سے دونوں ایک دوسرے کو پہچان گئے تھے مریام نے نرمی

سے بازو سے پکڑ کر اسے اپنے ساتھ لگایا تھا اور پھر جیسے خود میں بھیج لیا۔

"اس پل کے لئے اگر مریام شاہ کو سودِ دفعہ مرنا بھی پڑے تو وہ اُف نہ کرے، بارہ سال سے اس لمحے کا انتظار کر رہا تھا جس میں تم میرے قریب ہو اور تمہیں کھونے کا ڈر آس پاس بھی نہ بھٹکے، بارہ سال سے جس خوف کے ساتھ جی رہا تھا یہ صرف میں جانتا ہوں یا میرا رب، ہر گھڑی تمہارے کھو جانے کا خوف میرے ساتھ رہا ہے پر خہ، مریام شاہ کو اگر کسی چیز کا ڈر ہے تو وہ صرف تمہارے دور جانے کا ہے جو مجھے کبھی بھی کسی بھی میدان میں مات دے سکتا ہے۔۔۔۔۔۔"

اُسے اپنے ساتھ لگائے بوجھل لہجے میں کہتا اُسکی آنکھیں نم کر گیا۔

"میں بھی تو صرف آپ سے ملنے کی آس میں ہی بارہ سال اُس حویلی میں گزارے صرف اس یقین کے ساتھ کہ آپ مجھے وہاں سے نکال کر اپنے اُس وعدے کو نبھائے گئے جو آپ نے مجھ سے کیا تھا اور آپ نے نبھا دیا شاہ، ورنہ بہت مشکل تھا اب اور وہاں رہنا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔" اُسکی حسین آنکھوں سے آنسو پھسلے جن کو مریم شاہ نے بڑی محبت سے سمیٹا تھا۔

"اب ان آنکھوں میں مجھے آنسو نہیں دیکھنے کیونکہ میں ہر اُس وجہ کو ختم کر دُنگا جو بھی تمہارے لئے آنسوؤں کا باعث بنے گی یہ تمہارے شاہ کا تم سے دُسر ا وعدہ ہے جس کو نبھانے میں اپنی جان تک لگاؤ ننگا۔۔۔۔۔" اُس کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لیتے مضبوط لہجے میں بولا۔

"ایک وعدہ تمہیں بھی مجھ سے کرنا ہو گا۔۔۔۔۔" مریم شاہ کے کہنے پر اُس نے سوالیہ نگاہوں سے دیکھا۔

"تم کبھی مجھ سے دُور نہیں جاؤ گی۔۔۔۔۔" مریام شاہ نے اسکے آگے ہاتھ پھیلا یا جبکہ وہ اسکی بات پر مُسکراتی ہوئی اسکے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھتی سر اثبات میں ہلا کر اس کے سینے پر سر رکھ گئی۔ مریام اسکے یوں قریب آنے پر مُسکرایا۔

"مجھے نہیں پتہ تھا کہ اتنی جلدی وعدے کی تکمیل کرنا شروع کر دو گی۔۔۔۔۔۔۔" اُس کا انداز شرارتی تھا پر خہ نے شرمیلی سی مُسکان لبوں پر سجائی۔

"آپ اتنے دن آئے کیوں نہیں۔۔۔۔۔" اتنے دنوں سے وہ اسکا انتظار کر رہی تھی اس لئے پوچھنے لگی۔

"کچھ کام تھا، آنا چاہتا تھا پر آ نہیں پایا اُس کے لئے معذرت، بلکہ اب پھر سے جانے کے لئے اجازت دے دو۔۔۔۔۔"

"کیوں، ابھی تو آئے ہیں آپ اور ابھی مجھے آپکو صندل بُوا سے بھی ملوانا ہے۔۔۔۔۔۔۔" اس کے جانے کا سُن کر مُنہ لٹکا گئی آخر اُسے اتنی باتیں کرنی تھیں بارہ سالوں سے جمع شدہ اور اُسکا یہاں آنا وہ سب پوچھنا تھا۔

"صندل بُوا سے بعد میں مل لوں گا ابھی صرف تم سے ملنے آیا تھا ڈار لنگ پر ابھی جانا ضروری ہے یوں سمجھو کہ کچھ لوگوں کی زندگیاں بچانی ہیں۔۔۔۔۔"

"مطلب۔۔۔۔۔" وہ سمجھی نہ تو مریام شاہ نے اس کے ہاتھ پک کر لبوں سے لگایا۔

"مجھے کوئٹہ جانا ہے وہاں فیکٹری لگا رہا ہوں نہ سو کام ہے، پلیز روکنا مت کیونکہ اگر تم روکو گی تو

مریام ہل بھی نہیں پائے گاسب کچھ بھاڑ میں جھونک کر یہاں بیٹھ جاؤنگاپرخہ کی کوئی بات نہیں  
ٹال سکتا مریام شاہ یہ یاد رکھنا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ "اُس کے لہجے میں کیا کچھ نہ تھا مان، محبت  
، چاہت سب کچھ تھا وہ خود پر نازاں ہونے لگی۔  
"کب آئیں گئے۔۔۔۔۔۔؟

"دو دن بعد، او کے لویو میری جان۔۔۔۔۔" جھک کر اسکی روشن پیشانی چومتا وہ واپسی کو پلٹ گیا پر نہ اُسکی خوشبو کو محسوس کرتی مُسکرا دی اور گلاس ونڈو سے دیکھا جو موبائل کان سے لگائے گاڑی میں بیٹھ رہا تھا۔

!!

مریام شاہ سیدھا ایاز بلوچ کے ٹھکانے پر آیا تھا جہاں سے آج رات وہ ساری لڑکیاں بارڈر کے راستے افغانستان بھجوانے والا تھا مریام شاہ نے ہاتھ میں پکڑے موبائل پر کوئی نمبر ملا یا اور سیل کان سے لگا کر دوسری طرف کال پک کرنے کا انتظار کرنے لگا۔

"سب کلئیر ہے مریام۔۔۔۔۔" دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اور ایاز بلوچ۔۔۔۔۔؟ اس نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"وہ نہ زندوں میں نہ مردوں میں۔۔۔۔۔" وہ ایاز بلوچ کے رسیوں سے بندھے وجود کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا کر بولا تو مریام بھی مسکرا دیا۔

"تم یہاں سے نکلوا اور ہاں جاتے ہوئے ایاز بلوچ کو اُسکی مشکل سے نکال کر جاننا۔۔۔۔۔"

"وہ کر لو نگامیں، تم اپنا خیال رکھنا مریم، جہاں تم کھڑے ہو وہاں بہت خطرہ ہے۔۔۔۔۔" اُس کے لہجے میں اس کے لیے تشویش تھی۔

"میری فکر مت کرو، مجھے سب اچھے سے سنبھالنا آتا ہے۔۔۔۔۔"

"شاید تم بھول رہے ہو اس ٹائم تمہیں جو نیچو سے بھی خطرہ ہے اس لئے اُسامہ کا وہاں ہونا ضروری ہے مریم۔۔۔۔۔؟"

"اُسامہ شاہ پیلس ہے اُسکا وہی رہنا زیادہ ضروری ہے کیونکہ وہاں وہ ہستی ہے جو مجھے ان سب سے عزیز ہے۔۔۔۔۔۔۔" مریم شاہ کہتے ہوئے کال بند کر دی تو وہ گہرا سانس بھرتا ایاز بلوچ کی طرف متوجہ ہوا جو رسیوں میں جکڑا خون سے لت پت نیم بیہوشی کی حالت میں سر ایک طرف ڈھلکائے بیٹھا تھا۔

"چہ چہ بیچارہ بلوچ، ابھی تک اپنے ہونے والے داماد کی موت کا غم نہیں بھولا ہو گا اور مریم شاہ اُسے دُسر اجان لیو اسپر انڈینے والا ہے۔۔۔۔۔" وہ مسکراتا ہوا اُسکے قریب آیا اُسکو بالوں سے پکڑ کر چہرہ اُونچا کرتے ہوئے دُسرے ہاتھ سے اُسکا گال تھپتھپا کر اُسے ہوش میں لانے لگا۔

"کیسے ہیں آپ بلوچ سائیں، معاف کرنا سائیں میں نے تو کہا تھا کہ میرا جینا مرنا آپ کے لیے ہو گا سائیں پر یہ کیا جگہ نے آپ کی ہی جان لے لی، بہت بُرا نکلا یہ تو پر کیا کروں سائیں میں کب ایسا چاہتا تھا یہ تو مریم شاہ نے ایسا کرنے کو بولا بہت ظالم آدمی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔" اُسکی آنکھیں مسکرا

رہی تھیں۔

"تم نے، تم نے اچھا، اچھا نہیں کیا جگو۔۔۔۔۔" ایاز بمشکل بولا تھا

"ہاں جانتا ہوں اچھا نہیں کیا پر اب سب ٹھیک کر دوں گا، ڈونٹ وری میں مریم شاہ تھوڑی ہوں جو اپنے دشمنوں پر رحم نہیں کرتا میں تو وہ ہوں جو اپنے دشمنوں کو اس قابل ہی نہیں چھوڑتا کہ اُن پر رحم کیا جائے، گڈ بائے۔۔۔۔۔۔۔" جگو نے کہتے ہوئے اپنی جیب سے لائٹرننگل کر آگ کا شعلہ اُسکی شرٹ کے ساتھ لگایا تھا گلے ہی پل آگ دہکتی ہوئی اُس کے پورے وجود کو اپنی لپیٹ میں لے چکی تھی سارا کمرہ اُسکی دردناک چیخوں سے گونج اُٹھا جگو نے اُس منظر کی ویڈیو بنا کر بلوچ کے نمبر سینڈ کر دی اور خود وہاں سے چل دیا۔

"

"

مریم شاہ موبائل جیب میں رکھتے آگے بڑھا تبھی اُسکی نظر بلوچ پر پڑی جو اپنے آدمیوں کو کچھ کہہ رہا تھا وہ جلدی سے سائیڈ پر ہو گیا۔

"یہ بلوچ یہاں کیا کر رہا ہے، بلوچ کا یہاں رُکنا جو نیچو کے لئے درست نہیں

ہو گا۔۔۔۔۔" مریم نے اپنے موبائل پر میسج ٹائپ کیا اور کسی نمبر پر سینڈ کر دیا اور پھر بلوچ پر نظریں ٹکائے ویٹ کرنے لگا جس کا اثر دو منٹ بعد ہی نظر آ گیا تھا بلوچ بڑی افراتفری کے عالم میں وہاں سے بھاگا جبکہ اُس کے چاروں آدمی جلدی سے اُس کمرے کی طرف بڑھے جہاں لڑکیاں قید

تھیں۔

"اُن سب کو بیہوشی کا انجیکشن لگا دیا تھا نہ۔۔۔۔۔۔" اُن میں سے ایک دوسرے تینوں سے پوچھنے لگا۔

"میں نے اکرم کو بھیجا تھا لگانے کے لئے پر وہ ابھی تک باہر نہیں آیا۔۔۔۔۔۔" اُس کی بات دُونے کچھ حیرانگی سے بند دروازے کی طرف دیکھا جبکہ ایک معنی خیزی سے مُسکرایا۔

"لگتا ہے وہ مال بھیجنے سے پہلے اُس مال سے اپنا حصہ وصول کر رہا ہے، ویسے حق تو ہمارا بھی بنتا ہے کیا خیال ہے۔۔۔۔۔۔" اُس کے ہونٹوں پر کمینی سی مُسکراہٹ تھی جس کا مطلب سمجھ کر وہ تینوں بھی مُسکرائے۔ مریم شاہ نے ایک نظر اپنی گھڑی پر ڈالی جہاں اس کے بنائے گئے پلان کا ٹائم ہو چکا تھا اُس کے قدم اُن کی طرف بڑھنے لگے۔

"اچھا خیال ہے پر اگر یہ مال ہی آپ لوگوں کے ہاتھ میں نہ رہے تو۔۔۔۔۔۔" مریم شاہ کی آواز پر چاروں پلٹے اور پھر اسے سامنے دیکھ کر چونک اُٹھے۔

"تُم۔۔۔۔۔۔" وہ اس کی موجودگی سے حیرت زدہ تھے جو بلیک جینز پر وائٹ شرٹ پہنے جیبوں میں ہاتھ پھنسائے بالکل ریلیکس تھا۔

"

"

اس وقت لال حویلی میں کھرام مچا ہوا تھا کسی نے بڑی بے دردی سے ایاز بلوچ کے وجود کو آگ میں جلا دیا تھا کہ لاش دیکھنے کے قابل بھی نہ رہی تھی قادر بلوچ جو ان بیٹے کی موت پر ساکت سا بیٹھا تھا اُس کے گھر میں صف ماتم بچھی ہوئی تھی دشمن کا اتنا کاری وار ہوا تھا کہ بلوچ کی سمجھنے بوجھنے کی صلاحیت جامد ہو چکی تھی۔

جونجو جس وقت حویلی میں داخل ہوا اُس وقت رات کا اندھیرا ہر طرف پھیل رہا تھا وہ راہداری سے مڑا کہ آگے سے آتی امتل بلوچ کو دیکھ کر رُکا جو آج پہلی دفعہ اسے معقول لباس میں نظر آئی تھی۔

"جونجو آپ کہاں تھے صبح سے آپ کو پتہ ہے کتنی بڑی قیامت اس حویلی میں آئی، ایاز بھاب اس دُنیا میں۔۔۔۔۔" آنسوؤں نے باقی کے الفاظ منہ میں ہی روک دیئے۔

"میں بلوچ سائیں کے کام سے کہیں گیا تھا، بہت افسوس ہوا ایاز بلوچ کی موت کا۔۔۔۔۔" اُسکا چہرہ بالکل سپاٹ تھا افسردگی کا کوئی تاثر نہیں اُبھرا تھا۔

"پتہ نہیں مریم شاہ چاہتا کیا ہے ہم سے، اتنی بے دردی سے میرے بھاکو جلا ڈالا، کوئی اتنا ظالم کیسے ہو سکتا ہے۔۔۔۔۔"

"اس سے بھی بڑے ظلم ہوتے ہیں اس دُنیا میں، ویسے بھی مریم شاہ کی ماں کو بھی ایسے ہی جلا کر مارا گیا تھا۔۔۔۔۔" یہ کہتے ہوئے اُسکی آنکھیں نہ جانے کس جذبے کے تحت سُرخ ہوئیں تھیں۔



"پراسکی ماں کو میرے بابا سائیں تو نہیں نہ مارا، وہ ہم سے کس بات کا بدلہ لے رہا۔۔۔۔۔۔" اسکی بات پر جو نیجو نے کندھے اُچکائے

"یہ تو آپ کے بابا سائیں ہی بہتر بتا سکتے ہیں مجھے کیا پتہ، اپنی ویز مجھے بلوچ سائیں سے ملنا ہے میں چلتا ہوں۔۔۔۔۔۔" وہ کہہ کر ملازم سے بلوچ کا پوچھتا ڈرائنگ روم میں آیا جہاں وہ گہرے غم کی کیفیت میں ڈوبا صوفے پر بیٹھا ہوا تھا۔

"آؤ جو نیجو۔۔۔۔۔۔" بلوچ کی تھکی تھکی آواز اسکی سماعتوں سے ٹکرائی وہ کرسی پر ٹک گیا۔  
"بہت افسوس ہوا بلوچ سائیں، بہت بھیانک موت دی ہے کسی نے آپ کے بیٹے کو۔۔۔۔۔۔"

"مریام شاہ جو نیجو، مریام شاہ، یہی بندہ میرے خلاف بلوچ کے خلاف چل رہا ہے بنایہ سوچے کہ بلوچ کے خلاف چلنے کا انجام کتنا بُرا ہے وہ کسی کو معاف نہیں کرتا اور مریام شاہ نے تو اپنی موت کو خود آواز دی ہے میرے بیٹے کو مار کر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔" اُس کے لہجے میں نفرت کے سوا کچھ نہ تھا۔

"آخر مریام شاہ ایسا کر کیوں رہا ہے، بیوی تو اپنی لے گیا وہ پھر اب کیا چاہتا ہے۔۔۔۔۔۔" جو نیجو کے سوال پر بلوچ نے اسکی طرف دیکھا جو کچھ عجیب سی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔  
"بتاؤ نگا جو نیجو کیونکہ اب تم ہی ہو جو مریام شاہ سے میرے بیٹے کی موت کا بدلہ لے گا کیونکہ تم نے پانچ سال اُس کے ساتھ کام کیا ہے اُس کے بارے میں بہت کچھ جانتے ہو، میرا ساتھ دو گئے تو

تتمہیں منہ مانگا انعام ملے گا۔۔۔۔۔"

[illegible]

"بولو جونجو، میرے بیٹے کی موت سے بیڈ نیوز اور کیا ہوگی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

"جو لڑکیاں افغانستان اسمگلنگ کرنے کا پلان بنایا تھا آپ نے وہ منصوبہ بھی مریم شاہ نے ناکام بنا دیا ہے، آپکے سات بندے مارے گئے ہیں اور لڑکیوں کو اُن کے گھر بھی پہنچا دیا گیا ہے، امجد آیا ہے باہر اُسی بے بتایا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

"جونجو جانتا تھا یہ نیوز بھی بلوچ کے لئے کسی دھماکے سے کم نہ ہوگی اس لئے جتنے آرام سے بولا تھا بلوچ کو اتنا ہی شدید جھٹکا لگا تھا۔

"کیا تم لوگ مریم شاہ کو اس پسٹل سے خوف زدہ کر گئے۔۔۔۔۔" وہ چاروں اس پر پسٹل تان کر کھڑے ہو گئے مگر مریم شاہ کے سکون میں کوئی خلل نہ آیا وہ شان سے چلتا ہوا ان سے کچھ فاصلے پر پڑی کرسی پر ٹک گیا ٹانگ پر ٹانگ جمائے وہ ان چاروں پر نظریں فوکس کر گیا۔

"سوچ لو اگر پسل چلاؤ گئے تو مارے جاؤ گئے اگر انکو نیچے رکھ دو گئے تو گارنٹی کے ساتھ زندہ بچ جاؤ گئے آگے فیصلہ تم لوگوں کا، صرف دو منٹ کا ٹائم ہے تم لوگوں کے پاس۔۔۔۔۔" وہ کہتا ہوا موبائل پر کچھ ٹائپ کرنے لگا جبکہ وہ چاروں ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے۔

"تم جانتے ہو بلوچ سائیں تمہیں کبھی معاف نہیں کریں گئے۔۔۔۔۔" اُن میں سے ایک بولا۔

"فل وقت تو تم لوگ اپنا سوچو، جہاں تک تم لوگوں کے بلوچ سائیں کی بات ہے تو وہ اس وقت اپنے بیٹے کی موت کے غم میں مبتلا دنیا کی ہر فکر سے آزاد ہیں۔۔۔۔۔" وہ مسکرایا تھا اور گہری نگاہوں سے اُنکا جائزہ لینے لگا جن میں سے دو کی گرفت پسل پر مضبوط ہوتی جا رہی تھی مریم شاہ نے ایک نظر اپنے موبائل پر ڈالی دوسری دروازے پر اور مسکرا دیا وہ چاروں حیرانی سے اُسے مسکراتا دیکھنے لگے۔

"تم مسکرا رہے ہو ہم سچ میں گولی چلا دیں گئے مریم شاہ، ہٹ جاؤ ہمارے راستے سے ورنہ۔۔۔۔۔" تبھی کسی نے پیچھے سے اُنکے سروں پر پسل رکھ کر اُنکی بولتی بند کر دی۔

"اپنے اپنے ہتھیار نیچے پھینکو۔۔۔۔۔" دونوں آوازوں پر وہ شدید رہ گئے اُن کے ہاتھ خود بخود ڈھیلے ہونے لگے مریم شاہ مسکراتا اُٹھا۔

"کہاں بھی تھا کہ باز آ جاؤ پر۔۔۔۔۔" وہ افسوس سے سر نفی میں ہلانے لگا پھر آگے بڑھ کر دروازہ کھول کر سب لڑکیوں کو باہر آنے کا اشارہ کیا جو ڈرتی ڈرتی باہر آ گئیں۔ آسیہ اور نمرہ نے

بلوچ کے چاروں آدمیوں کو دیوار کے ساتھ لگایا۔

"آپ سب لوگوں کو ڈرنے کی ضرورت نہیں، ہم بحفاظت آپ سب کو اپنے اپنے گھروں تک پہنچائیں گے پر میری ایک بات ضرور یاد رکھیے گا اس مصیبت میں آپ خود پڑی ہیں لفنگے لڑکوں کے پیچھے لگ کر ایک تو اپنے والدین کی عزت خراب کرتی ہیں معاشرے میں انکو شرمندگی کے ساتھ جینے پر مجبور کرتی ہیں دوسرا خود کی زندگی بھی برباد کر لیتی ہیں اُس انسان کی خاطر جو جھوٹے پیار میں پھنسا کر پہلے آپکو گھر سے بھاگنے پر مجبور کرتا ہے پھر ایاز بلوچ جیسے بازاری آدمیوں کے پاس فروخت کر دیتے ہیں، محبت کرنا بُری بات نہیں بلکہ محبت میں ناجائز طریقے اپنانا بُری بات ہے، میرے خیال میں آپ سب کو بات سمجھ میں آگئی ہوگی گھر جا کر شکرانے کے نوافل پڑھ لیجئے گا۔۔۔۔۔۔" کہتا ہوا وہ اُن چاروں کی طرف بڑھا اور انکو زمین پر پڑی رسی سے باندھنے لگا۔

"نمرہ تم اور آسیہ ہی انکو انکے گھروں تک پہنچانا اور وہی سب کہنا جو میں نے بولا ہے۔۔۔۔۔۔" اُن دونوں لڑکیوں سے بولا جو پستول تانے کھڑیں تھیں اسکی بات پر سر اثبات میں ہلا گئیں مریم شاہ چاروں کو باندھ کر اُن لڑکیوں کی طرف مڑا۔

"میرا کام بس یہی تک تھا، اب آگے تم لوگوں کا کام ہے انکو سزا دینا، اتنا تو تم سب کر سکتی ہو نہ۔۔۔۔۔۔" مریم شاہ کے کہنے پر وہ سب لڑکیاں ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگیں پھر نفرت غصہ لئے اُن چاروں کی طرف بڑھیں اور اپنے جوتوں سے انکو مار مار کر حشر بگاڑ دیا۔ مریم شاہ نے نمرہ اور آسیہ کو اشارہ کیا اور خود وہاں سے چل دیا باہر آ کر وہ اپنی گاڑی کی طرف بڑھنے لگا

تبھی اُس پر فائر ہوا مگر وہ چونکنا ہو کر جھکنا تھا اور گولی اُس کے کندھے کو چھوتی نکل گئی مریم شاہ بھاگتا ہوا دیوار کی اوٹ میں ہو گیا تین آدمی مسلسل فائر کرتے اسکی جانب آرہے تھے اُس نے اپنا پسٹل نکال کر ایک آدمی کے سینے کو نشانہ بنایا اگلے پل ہی وہ زمین بوس ہو چکا تھا دوسرے کی ٹانگ پر فائر کیا وہ بھی لڑکھڑاتے ہوا گرا جبکہ تیسرا اُس دروازے کی طرف بڑھا جہاں سے سب لڑکیاں نکل رہی تھیں مریم شاہ بھاگتا ہوا اُسکی طرف بڑھا مگر تب تک وہ ایک لڑکی کو پکڑ کر اُسکی کنپٹی پر پستول تان گیا۔

"اگر اس لڑکی کی جان کی سلامتی چاہتے ہو تو اپنا پستول پھینک دو۔۔۔۔۔" وہ سختی سے اُس لڑکی کو پکڑے بولا جو خوف سے سفید ہو گئی تھی مریم شاہ نے دیکھا باقی بھی ڈر کے مارے ساکت ہوئیں تھیں۔

"مجھے نہیں پیاری اس لڑکی کی جان، مار دو اسے، ویسے بھی میرا کام تو ہو گیا ایک لڑکی کے مرنے سے مجھے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

مریام شاہ نے اپنے پسٹل کا رخ اُسکی جانب کیا

جہاں اُس لڑکی کے آنسو تھمتھے تھے وہاں وہ بھی دوپیل کو گم صُم ہوا تھا اور ان دو پلیوں کا ہی مریام شاہ نے فائدہ اُٹھاتے ہوئے گولی چلا دی تھی جو اُس کے سر کو چیرتی نکل گئی تھی۔

[illegible]

مریام شاہ نے پستل اپنی پینٹ میں گھسایا اور دیواروں پر نگاہیں دوڑانے لگا تبھی اُسے اپنی مطلوبہ چیز نظر آئی اُس نے کُرسی کھینچ کر آگے کی اور اُس پر چڑھ کر دیوار پر لگے کیمرے کو اتار کر اپنی جیب میں رکھا اور وہاں سے جانے لگا کہ اُسے اپنے پیچھے کھٹکائیاں دیا اس نے بے ساختہ پلٹ کر دیکھا کوئی پستل تانے کھڑا تھا۔

"جو نیچو"۔

پر خہ صوفے پر بیٹھی ٹی وی دیکھنے میں اس قدر محو تھی کہ ہال کا دروازہ کھلنے اور اُسامہ کے آنے کی آہٹ سے بھی انجان رہی۔

"کیسی ہیں آپ بھابھی۔۔۔۔۔" مردانہ بھاری آواز پر وہ ڈر کے اُچھلی ہاتھ میں پکڑا ریموٹ زمین بوس ہو چکا تھا۔

"آئم صوری، لگتا ہے آپ ڈر گئیں۔۔۔۔۔" اُسامہ کچھ کنفیوز سا ہو کر بولا۔

"آپ کون ہیں۔۔۔۔۔" وہ اس انجان آدمی سے کچھ خوفزدہ ہوئی صندل بوا اور علینہ کی تلاش میں ادھر ادھر نگاہ دوڑانے لگی اُسامہ اُسکا خوف بھانپ کر جلدی سے بولا۔

"میں مریم شاہ کا کزن اُسامہ ہوں، اُن کے ساتھ بزنس کرتا ہوں اُنکے کہنے پر آپ سے ملنے آیا ہوں۔۔۔۔۔۔" اُس کے بتانے پر بھی وہ مشکوک نظروں سے دیکھنے لگی تو اُسامہ گہرا سانس بھر کر رہ گیا۔

"مریام شاہ جب کسی پر اتنی جلدی اعتبار نہیں کرتا تو اُسکی بیوی کیسے کر سکتی ہے۔۔۔۔۔۔" وہ ہولے سے بڑبڑایا۔

"گلتا ہے آپ کو یقین نہیں آرہا، صندل بوا مجھے مل چکی ہیں اُن سے پوچھ لیں یا علینہ  
\_\_\_\_\_ سے"

[illegible]

"میں اُنکی خالہ کا بیٹا ہوں۔۔۔۔۔" اُسامہ کے بتانے پر وہ سر ہلا گئی اور آدھے گھنٹے بعد جب صندل بُوادونوں کو لنچ کا کہنے آئیں تو دونوں کافی بے تکلف ہو چکے تھے۔

"بھائی آپ بھی آؤ نہ، لنچ ساتھ کرتے ہیں۔۔۔۔۔" پر خہ کی بات پر اُسامہ سر نفی میں ہلاتا جلدی سے کھڑا ہو گیا۔

"نہیں بھابھی آپ لپچ کریں مجھے جھوک نہیں۔۔۔۔۔"

"کیوں جھوک نہیں پلینز آئیں نہ بہن بھی بنایا ہے اور بہن کی بات بھی نہیں مان رہے۔۔۔۔۔" وہ اسرار کرنے لگی جس پر وہ بے بسی سے دیکھ کر رہ گیا۔

"آپ شاید ابھی اپنے شوہر سے اچھی طرح واقف نہیں ہوئیں اس لیے ایسا کہہ رہی ہیں، آپ نے

تو بھائی مان لیا پر وہ مجھے سالہ سمجھ کر بھی معاف نہیں کرے گا۔۔۔۔۔"

"کیا مطلب، وہ کیوں کچھ کہے گئے۔۔۔۔۔" وہ سمجھی نہ تو یوچھ بیٹھی۔

"کچھ نہیں مجھے بہت ضروری کام یاد آگیا ہے میں چلتا ہوں پھر ملاقات ہوگی بائے"

[illegible]

سمجھی سے دیکھتی کچن میں چلی گئی۔

"مریام شاہ تو اتنا باتونی نہیں مگر اُنکی وائف تو اُف، کان کھائے گی اُنکے۔۔۔۔۔" اُسامہ باہر لان

میں کھڑی علیحدہ سے بولا جس پر وہ مُسکرا دی کیونکہ اتنے دنوں سے وہ بھی اسی طرح اس کے لا

تعداد سوالوں کا جواب دے رہی تھی۔

"لیکن ایک بات تو مانی پڑے گی میم بہت زیادہ کیوٹ ہیں۔۔۔۔۔" علینہ کو وہ بہت پسند آئی

حق۔

"میرے خیال میں یہاں تو تمہارے سر کو میری آواز نہیں جائے گی اس لئے میں بھی تعریف کر

سکتا ہوں۔۔۔۔۔" وہ ٹیس پر لگے کیمرے کی طرف دیکھ کر علینہ سے شرارت سے بولا جس

پروہ ہنس دی۔

"اب تمہیں کیا ڈر، میم تو تمہاری بہن بن چُکی ہیں۔۔۔۔۔"

"کیا کروں چھوٹے دل کا ہوں، اتنے خطرناک بہنوئی سے ڈر لگتا ہے۔۔۔۔" وہ مسکرایا



"سرکب آمیں گئے۔۔۔۔۔"

"مریام سے بات ہوئی تھی میری شاید رات تک آجائے۔۔۔۔۔"

"اور جو نیچو۔۔۔۔۔"

"جونجو حویلی چلا گیا واپس، اوکے پھر میں چلتا ہوں آفس میں کام ہے۔۔۔۔۔۔" وہ کہتا ہوا اپنی گاڑی کی طرف بڑھتا تو علیینہ نے بھی اپنے قدم واپسی کو موڑے۔

!!

بلوچ اور راتھور آج حاکم کے حکم پر اُسکی بتائی ہوئی جگہ پر پہنچے تھے جو کہ شہر سے دُور ایک قصبے میں واقع خستہ حال سکول کی بلڈنگ تھی دونوں علیحدہ علیحدہ آئے تھے اب وہاں بیٹھ کر حاکم کا انتظار کر رہے تھے۔

[illegible]

ورنہ یہ نہ ہوتا تمہارا غصہ ایسی غلطی کر دے جس کا خمیازہ ہم تینوں کو بھگتنا پڑے، موت تو اُسکی واجب ہو گئی اب۔۔۔۔۔" راٹھور کے لہجے میں بھی دبہ دبہ غصہ تھا تبھی دونوں دروازے کی طرف متوجہ ہوئے جہاں حاکم اندر داخل ہوا تھا اُس نے اپنا چہرہ ماسک میں چھپایا ہوا تھا۔

"بہت افسوس ہوا تمہارے بیٹے کا بلوچ، پر اس سے بھی زیادہ افسوس مجھے تم دونوں کی عقل پر ہو رہا ہے کہ مریم شاہ تم لوگوں کو مات پہ مات دیئے چلا جا رہا ہے اور تم لوگ بس ہاتھ پہ ہاتھ دھرے بیٹھے ہو۔۔۔۔۔" حاکم کی حالت بھی ان سے کچھ مختلف نہ تھی آخر کو وہ بھی مریم شاہ کا ڈسا ہوا تھا۔

"تو اور کیا کریں، اُسکی ہر چال کامیاب ہو رہی ہے اور ہماری ہر گیم برباد، مجھے تو یہ سمجھ نہیں آرہی آخر اُسے ہمارے ہر ارادے کا پتہ کیسے چل جاتا ہے۔۔۔۔۔۔۔"

"اُسکا کوئی آدمی ہم تینوں کے درمیان موجود ہے۔۔۔۔۔۔۔" حاکم کی بات پر دونوں چونکے۔

"مطلب، ہم تینوں کے درمیان کیسے۔۔۔۔۔؟ بلوچ نے کچھ حیرانی سے دریافت کیا۔

"کسی نہ کسی روپ میں وہ آس پاس ہی ہے، جو تم دونوں کی ہر حرکت پر نظر رکھے ہوئے ہے، اب یہ پتہ لگانا تم دونوں کا کام ہے کہ کس کے آس پاس رہ کر وہ سب جان رہا ہے راٹھور کے یا بلوچ کے، کیونکہ حاکم تک کوئی مائی کالال پہنچ ہی نہیں سکتا۔۔۔۔۔۔۔" حاکم نے دونوں پر ایک جتنائی ہوئی نگاہ ڈالی۔

"کون ہو سکتا ہے میرے پاس تو سب اعتماد کے آدمی ہیں۔۔۔۔۔۔۔" بلوچ پر سوچ انداز میں

بولاء

[illegible][illegible]

"مطلب وہ تُم دونوں کے نہیں بلکہ میرے آس پاس ہے۔۔۔۔۔۔" بلوچ بھی جیسے اصل نقطے تک پہنچ گیا تھا۔

"پروہ تلاش کیسے کریں ہم کیونکہ اُسکا زیادہ دیر بلوچ کے آس پاس رہنا ہمارا پردہ بھی اُس کے سامنے فاش کر سکتا ہے حاکم۔۔۔۔۔" راٹھور کے لہجے میں تشویش کے رنگ اُبھرے جن پر بلوچ بھی سر ہلا گیا۔

"ہاں حاکم اب اُسکا ہمارے درمیاں رہنا خطرے سے خالی نہیں۔۔۔۔۔"

"سوچتا ہوں میں، تم لوگ اب واپس جاؤ، یہاں زیادہ دیر رُکنا ٹھیک نہیں ہوگا ہمارے لیے۔۔۔۔۔" حاکم کہہ کر دروازے کی طرف مڑا تو وہ دونوں بھی الگ الگ دروازے سے نکلتے اپنی اپنی گاڑیوں کی طرف بڑھے۔

"

"

اُسے گھر پہنچتے پہنچتے گیارہ بج چکے تھے وہ سیڑھیاں چڑھتا سا تھک کف بھی فولڈ کر رہا تھا اپنے کمرے کا دروازہ آہستہ سے کھولتا اندر داخل ہوا اور اُسی آہستگی سے دروازہ بند بھی کر دیا ایک نظر بیڈ پر پُر سکون سُوتی پر خہ پر ڈالی وارڈرب سے نائٹ ڈریس نکالتا واش روم میں گھس گیا دس منٹ کے بعد نہا کر نکلا بالوں میں برش کرتا بیڈ پر آیا جہاں وہ میٹھی نیند کے مزے لے رہی تھی مریم شاہ نرمی سے اُس کے پہلو میں لیٹا اُسکی طرف کروٹ بدل کر کہنی کے بل اونچا ہو کر اُسکے دلکش نقوش پر اپنی نظریں جما گیا وہ اُسکے اولین دنوں کا خواب اور اُسکی محبت تھی جسے اپنے والدین کے بعد دُنیا میں سب سے زیادہ چاہتا تھا جس کی خاطر وہ کچھ بھی کر سکتا تھا اور اُس نے بلوچ سے آزاد کروانے کے لئے بہت سے حربے آزمائے تھے جا کر اسے حاصل کر پایا تھا مریم شاہ نے جھک کر اُسکی پیشانی پر اپنے لب رکھے اُسے اپنے حصار میں لیتا آنکھیں موند گیا۔

پر خہ کی جب صُبح آنکھ کھلی خود کو کسی کے حصار میں پا کر چونکی مگر جب آنکھیں کھول کر مریم شاہ

کے خوابیدہ وجود کو دیکھا تو چہرے پر مسکراہٹ کے پُھول کھل اُٹھے وہ اس پر بازو رکھے اسکے بہت قریب تھا اُس کا دل چاہا ہاتھ بڑھا کر اُسکے چہرے کو چُھو کر اُسکو محسوس کرے مگر شرم و جھجک سے اپنی خواہش کو دل میں ہی دبایا مگر آنکھوں کے راستے اُس کے ایک ایک نقوش کو دل میں اُتارنے لگی جو اُسکی سوچ سے بھی زیادہ خوبصورت اور وجاہت کا منہ بولتا ثبوت تھا۔

[illegible]

کئے ہی وہ بولا پر خہ کا حیرت سے مُنہ کھل گیا شاید وہ سوتا بھی چو نکنا ہو کر تھا۔

"تمہاری مجھ پر نگاہ پڑے اور مجھے اس کا احساس نہ ہو یہ کیسے ہو سکتا ہے مائے پرہیٹی

وائف۔۔۔۔۔ "اپنی پُر شوق نگاہیں اسکے ہونق چہرے پر ٹکائیں۔

"آپ کب آئے، مجھے پتہ ہی نہیں چلا۔۔۔۔۔" وہ اسکی جذبے لٹاتی آنکھوں سے خائف ہوتی اسکا دھیان بٹانے کو بولی۔

"تمہاری بے خبری کا اندازہ مجھے آج سے چودہ دن پہلے اچھا خاصہ ہو گیا تھا کہ محترمہ جب سوتی ہیں

تو ہر چیز سے بے خبر ہو کر۔۔۔۔۔۔ "وہ اُٹھ کر بیڈ کی پشت سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا ہاتھ بڑھا کر

اسے بھی اپنے قریب کر گیا جو ابھی تک اسکی بات کا مطلب سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی۔

"اپنے چھوٹے سے دماغ پر اتنا زور مت ڈالو تم۔۔۔۔۔"

"آپ کو چودہ دن پہلے کیسے پتہ لگا۔۔۔۔۔" اُسکی سُونی ابھی وہی اُنکی تھی۔

"صندل بُوَانے بتایا تھا۔۔۔۔۔" وہ نرمی سے اسکے سلکی بالوں کو چٹیا سے آزاد کروانے لگا۔

"آپ بُوا سے ملے پر میں نے سوچا تھا میں آپ سے ملاقات کرواؤنگی، بُوانے آپکو پہچانا کیسے۔۔۔۔۔؟"

"دوبارہ پھر ملاقات کر لیں گئے اُن سے۔۔۔۔۔" وہ اپنا چہرہ اسکے بالوں میں جھپانے لگا پر نہ کی دھڑکنوں کی رفتار تیز ہونے لگی۔

"شاہ۔۔۔۔۔" وہ بمشکل بولی

"بولو میری جان۔۔۔۔۔" وہ بن پیئے ہی بہک رہا تھا پر نہ اُسکا لمس اپنی گردن پر محسوس کرتے ٹھنڈی پڑنے لگی۔

"آپ.. آپ نے بتایا نہیں میں کیسے یہاں آئی۔۔۔۔۔"

"بتاؤ ونگا جلدی بھی کیا ہے۔۔۔۔۔" وہ اپنے کام میں مصروف تھا جس پر پر نہ کی جان پر بن رہی تھی۔

"شاہ، ہمارا کمرہ کتنا بڑا ہے نہ۔۔۔۔۔" وہ شاید نہیں یقیناً بے تُکا بولی تھی جس پر مریم شاہ بے ساختہ ہنس دیا اور اُس کے خفت سے سُرخ چہرے کی طرف دیکھنے لگا۔

"مجھے روکنے کو کوئی اس سے شاندار وجہ نہیں ملی آپکو مسز مریم۔۔۔۔۔" اُسکی شرارتی مُسکان پر وہ خفیف سی ہو کر چہرہ جھکا گئی۔

"ویل آج تو چھوڑ رہا ہوں بٹ اگلی بار مجھے روکنا مت ورنہ انجام بُرا ہو سکتا ہے۔۔۔۔۔" اُسکی وارننگ پر وہ سر نہ اٹھا سکی بلکہ پورے وجود میں ایک برقی سی دوڑ گئی۔

"اُٹھو اب میں تمہارے ساتھ ناشتہ کرنے آیا ہوں اُس کے بعد نکلنا ہے مجھے۔۔۔۔۔" وہ  
کمبل ہٹا کر اُٹھ کھڑا ہوا اُسکے جانے کا سُن کر اُس کا مُنہ لٹک گیا۔  
"کیوں۔۔۔۔۔"

"جب قریب نہیں آنے دو گی تو مجھے کیا ضرورت یہاں رکنے کی۔۔۔۔۔" وارڈرب سے کپڑے نکالتا اُسے تنگ کرنے لگا۔

"میں نے کب روکا تھا شاہ۔۔۔۔۔" وہ روہانسی ہو کر بولی۔

"اراده تو تئمه را و هی تها مسز-----"

"شاہ۔۔۔۔۔" وہ رو دینے کو تھی۔

[illegible]

! !

"جونیجو کو بلاؤ گھمن۔۔۔۔۔" بلوچ وہاں سے سیدھا بلوچ ہاؤس آیا تھا اب وہ جونیجو سے بات کرنا چاہتا تھا اُسے یقین تھا جونیجو اُس آدمی کو ضرور ڈھونڈ لے گا۔

"جی سائیں۔۔۔۔۔" جو نیجو گھمن کے ساتھ ہی اندر داخل ہوا جہاں بلوچ کچھ اضطرابی کیفیت میں ڈوبا ٹھل رہا تھا۔

"گھمن تم جاؤ۔۔۔۔۔" بلوچ نے گھمن کو جانے کا اشارہ کیا اسے اب سب ہی مشکوک نظر آ رہے تھے گھمن نے جو نیجو کی طرف دیکھا جو اُسکی طرف ہی دیکھ رہا تھا وہ خاموشی سے باہر چل دیا۔ "تم نے اُس رات کہا تھا نہ کہ کوئی بندہ ہے جو اس حویلی میں موجود رہ کر ساری خبریں مریم شاہ تک پہنچا رہا ہے اور تمہارا شک نتاشہ پر تھا جو بالکل ٹھیک ثابت ہوا تھا مگر اُس کے علاوہ بھی کوئی اور بندہ لال حویلی یا اس بلوچ ہاؤس میں موجود ہے جو ہماری ہر بات سے باخبر ہو کر اُسی وقت مریم شاہ کو آگاہ کر دیتا ہے اور پھر ہمارے پیہنچنے سے پہلے ہماری ہر کامیابی کو ہار میں بدل دیتا ہے۔۔۔۔۔۔۔" بلوچ کی بات پر جو نیجو کے چہرے پر مکمل سکوت تھا بس وہ خاموشی سے اُسے دیکھ اور سُن رہا تھا۔

"صرف تم ہی ہو جو اُس آدمی کو تلاش کر سکتے ہو، کسی بھی طریقے سے جو نیجو اُسکا ملنا بہت ضروری ہے آخر کون آستین کا سانپ ہے جو مجھ سے غداری کر رہا ہے۔۔۔۔۔۔۔" اب کی بار اُس کے لہجے میں ایک چنگاری تھی جس پر جو نیجو کے تاثرات بدلے۔

"آپ فکر نہ کریں میں ڈھونڈ لوں گا لیکن۔۔۔۔۔" وہ جان بوجھ کر بات ادھوری چھوڑ گیا۔ "لیکن کیا۔۔۔۔۔" بلوچ نے سوالیہ نگاہوں سے اس کے سپاٹ چہرے کی طرف دیکھا۔ "لیکن اُس کے لئے آپ کو کوئی ایسا جال بٹھنا ہو گا جس میں مریم شاہ دلچسپی رکھتا ہو۔۔۔۔۔۔۔"



"تمہارے کہنے کا مطلب مجھے کسی کے سامنے کوئی ایسی بات یا منصوبہ بنانا چاہیے جس میں مریم شاہد لچپی رہتا ہو تو وہ فوراً ری ایکٹ کرے گا جس سے ہمیں اُس بندے کی شناخت ہو سکے گی۔۔۔" بلوچ کے دماغ میں اُسکی بات آسمانی تویر جوش ہوا۔

[illegible]

"ویسے آپ کے نزدیک کونسا ایسا منصوبہ ہے جس میں مریم شاہ کو دلچسپی ہو سکتی۔۔۔۔۔" جو نیچو اپنی نشست سنبھالتے ہوئے بولا۔

"ہے ایک جو نیجو، میں اپنے دشمن سے بہت اچھی طرح واقف ہوں، اُسے جو چیز مجھ سے چاہیے جانتا ہوں میں۔۔۔۔۔" وہ کچھ سوچ کر مسکرایا۔

"اگر تمہیں اس چیز سے واقف ہوتے کہ تمہارا دشمن کس چیز میں دلچسپی رکھتا ہے تو تم کبھی بھی اس مقام تک نہ آتے بلوچ اور نہ مات یہ مات کھا رہے ہوتے۔۔۔۔۔۔۔۔"

جونیجو کی نظروں میں ایک عجیب سی کاٹ اور تمسخر تھا جس سے بے خبر بلوچ اپنی ہانکے جارہا تھا۔

!!

"مجھے سگریٹ پینے والے مرد زہر لگتے ہیں۔۔۔۔۔" وہ سگریٹ کا لمبا سا کش لیتا ہال میں داخل ہوا تھا کہ اپنی چہیتی بیوی کے لبوں سے یہ فرمان سُنتے ہی اس نے ہاتھ میں جلتی سگریٹ زمین پر پھینک کر جو توں سے مسل دی اور دو تین لمبے لمبے سانس ہوا میں خارج کرتا انکی طرف آیا جہاں اُسامہ معنی خیزی سے کھانس رہا تھا۔

"بلکل ٹھیک، مجھے خود وہ مرد انتہائی زہر لگتے ہیں جو سگریٹ لبوں سے لگا کر لمبے لمبے کش لے کر خود کو ہیر و تصور کرتے ہیں۔۔۔۔۔" اُسامہ جسکا رخ ہال کے دروازے کی جانب تھا مریم شاہ کو سگریٹ پھینکتا دیکھ کر شرارت سے بولا جس پر پر خہ نے زور زور سے سر ہلا کر اُسکی تائید کی۔

"یہ لیں مریم آگیا، بھابھی مریم سے پوچھ لیں اسے کیسے لگتے ہیں تمباکو نوشی کرنے والے

مرد۔۔۔۔۔" اُسامہ نے جان بوجھ کر اُسکا رخ مریم کی طرف کیا پر خہ جو مریم کو دیکھ کر خوشگوار حیرت سے دوچار ہوئی تھی اُسکی بات مانتے ہوئے اپنے ساتھ بیٹھتے مریم شاہ سے بولی۔

"شاہ، آپ بتائیں آپکو سگریٹ پینے والے مرد کیسے لگتے ہیں۔۔۔۔۔"

"چھوڑو تم کن باتوں میں پڑ گئی ہو۔۔۔۔۔" اُس نے ٹالنا چاہا۔

"نہیں آپ بتائیں مجھے پتہ ہے آپکو بھی یہ سب نہیں پسند۔۔۔۔۔" اُس کے کہنے پر جہاں اُسامہ نے اپنی مُسکراہٹ ہونٹوں میں دبائی وہی مریم شاہ نے اُسے خشمگیں نگاہوں سے دیکھا تھا۔

"ظاہر ہے مجھے کیوں یہ سب اچھا لگے گا، تم صندل بُوا سے بولو ڈنر لگوائیں۔۔۔۔۔" پر خہ

اُسکے کہنے پر سر ہلا کر اُٹھ گئی۔

"میری بیوی سے دُور رہو، زیادہ سالہ بننے کی ضرورت نہیں اور اس طرح کی فضول باتیں اُسکے دماغ میں مت ڈالو۔۔۔۔۔۔" مریام شاہ نے گھورتے ہوئے تنبیہ کی جس پر اُسامہ ڈھٹائی سے کندھے اُچکا گیا۔

"اوکے یہ سب بھابھی کے سامنے کہو تو میں سالہ بننے کی کوشش نہیں کرونگا۔۔۔۔۔۔" اُس کے ہاتھ میں بھی بہت سالوں بعد مریام شاہ کی کمزوری لگی تھی۔

"تمہاری تو۔۔۔۔۔۔" مریام شاہ اُسکی طرف بڑھا جس پر وہ صوفے پر سے چھلانگ لگتا کچن کی طرف دوڑا مریام شاہ اُسکی طرف لپکا مگر کچن سے نکلتی پر خہ کو دیکھ کر خود کو روک گیا۔  
"ڈنر لگ چکا ہے، اُسامہ بھائی آئیں، شاہ آپ بھی۔۔۔۔۔۔"

"اُسامہ کی میٹنگ ہے ایک گھنٹے بعد، اُسے وہاں جانا ہے نہ اُسامہ۔۔۔۔۔۔" مریام شاہ دانت پیس کر بولا جس پر اُسامہ نے اپنی مُسکراہٹ کا گلا گھونٹا اور اُسکے مسلسل آنکھیں دکھانے پر بولا۔

"جی بھابھی، مجھے ایک آفیشل ڈنر پر جانا ہے، کل ملاقات ہوتی پھر آپکو ابھی تو خون خرابہ کرنے والے ظالم آدمیوں کے بارے بھی بتانا۔۔۔۔۔۔" اُسکے لبوں پر شرارتی مُسکان تھرک رہی تھی جس پر مریام شاہ صبر کے گھونٹ بھر کر رہ گیا اگر پر خہ نہ ہوتی تو وہ اُسے مزہ چکھا دیتا مگر مجبوری یہ تھی کہ وہ پر خہ کے سامنے ایسی کوئی حرکت کرنا نہیں چاہتا تھا جس سے اُسکا میج اُس کے سامنے خراب ہو اور اسی بات کا اُسامہ کو علم ہو گیا تھا کہ مریام شاہ جتنا بھی سخت اور ظالم تھا مگر پر خہ

کے سامنے اور اُس کے لئے وہ کچھ بھی برداشت کر سکتا تھا اس لئے تو اُسامہ کو اُسکی بے بس حالت پر مزہ آرہا تھا۔

"جی ٹھیک ہے بھائی۔۔۔۔۔" پر خہ کے کہنے پر وہ چل دیا مگر مریم شاہ کی آواز پر پلٹا۔  
"مجھے اطلاع مل رہی ہے کہ تمہاری گاڑی میں آجکل کوئی ڈاؤٹ ہو رہا ہے، کسی بھی وقت تمہیں مشکل میں ڈال سکتی ہے اس لیے زرا دھیان سے۔۔۔۔۔" مریم شاہ نے آنکھوں ہی آنکھوں میں کوئی اشارہ کرتے ہوئے جیسے اُسے کسی چیز کے متعلق ہوشیار کیا تھا جسکا مطلب سمجھ کر اُسامہ نے سر اثبات میں ہلایا اور چلا گیا مریم شاہ اسکی طرف مڑا جو کہہ رہی تھی۔

"تو بھائی نیو گاڑی لے لیں۔۔۔۔۔" وہ اپنے حساب سے بات کو لیتی بولی۔  
"ہاں کرتے ہیں کچھ، تمہیں بڑی پرواہ ہے اپنے بھائی کی۔۔۔۔۔" مریم شاہ نے شرٹ کے بازو فولڈ کرتے ہوئے کمرے کی طرف بڑھا۔

"ہاں تو بھائی ہیں میرے، آپکو پتہ اُنہوں نے مجھ سے پراس کیا ہے کہ وہ مجھے لاہور دکھانے لے کر چلینگے۔۔۔۔۔" وہ بھی اس سے بات کرتی اسکے پیچھے ہی آرہی تھی کہ مریم شاہ یکدم اُسکی طرف گھوم گیا۔

"کیا کہا تم نے، لاہور جانا وہ بھی اُسامہ کے ساتھ، ایسا بولا اُس سالے نے۔۔۔۔۔" مریم شاہ نے دانت پیسے۔

"آپ ایسا کیوں بول رہے اُنکو۔۔۔۔۔" پر خہ کو اچھانہ لگا۔

"اس سے بھی بُرا بول کیا کر بھی سکتا ہوں اگر تم میرے علاوہ کسی اور کے ساتھ کہیں بھی جانے کی بات کرو گی، میں تمہارے معاملے میں خود پر اعتبار نہیں کر سکتا تم اُسامہ کی بات کر رہی ہو۔۔۔۔۔"

"شاہ۔۔۔۔۔" اُس نے کچھ کہنا چاہا مگر وہ روک گیا۔

"بس چُپ، میں مُنہ ہاتھ دھونے جا رہا ہوں پھر ڈنر کرتے ہیں۔۔۔۔۔" وہ کہتا ہوا کمرے میں آیا تو وہ مُنہ لٹکا کر پلٹ گئی۔

"اُسامہ تمہاری تو خیر نہیں اب میرے ہاتھوں، اس کے ایک بھائی نے جان عذاب میں ڈال دی ہے ابھی دُوسرے نے آکر پتہ نہیں کونسے جوہر دکھانے، سالے بن رہے مریم شاہ کے۔۔۔۔۔" وہ بڑبڑاتا دُاش روم میں گھسا۔

"

"مجھے موت چاہیے مریم شاہ کی، اُس کے لیے میں کوئی بھی قیمت دینے کو تیار ہوں آغا۔۔۔۔۔" حاکم نے کال ملا کر دوسری طرف ہیلو بولتے ہی اپنا مطالبہ پیش کیا جس پر آغا مُسکرایا۔

"ٹھیک ہے حاکم، میرا تو کام ہی یہی ہے پیسوں کی خاطر لوگوں کی جان لینا پر مریم شاہ کو مارنا تھوڑا مشکل کام ہے۔۔۔۔۔"

"کیا مشکل کام ہے، وہ بھی تمہارے لیے ٹارگٹ کلر آغا کے لیے۔۔۔۔۔" وہ اچھنبے سے بولا۔

"بات یہ نہیں حاکم، تم بھی جانتے ہو مریم شاہ تک پہنچنا ہی مشکل ہے کجا کہ اُسکو مارنا، ہمیں آج تک اُس کے آنے جانے کی کبھی خبر نہیں ہوئی، دو دفعہ پہلے بھی تم نے اُسے مارنے کا پروگرام بنایا تھا مگر دونوں دفعہ ہی تمہارے اپنے بندوں کی لاشیں تمہیں ریسو ہوئی تھیں۔۔۔۔۔۔۔" آغا نے اُسے اُسکی ناکامی یاد کروائی جس کو سوچ کر حاکم بھڑک اُٹھا۔

"تمہیں وہ سب بتانے کی ضرورت نہیں تم بتاؤ کام کرو گئے یا نہیں۔۔۔۔۔۔۔"

"او کے ٹھیک ہے کر دؤنگا، بدلے میں مجھے ایک کڑور چاہیے، آخر تمہارا سب سے بُرا دشمن راستے سے ہٹانا کوئی چھوٹا کام ہے وہ بھی مریم شاہ۔۔۔۔۔۔۔"

"او کے ٹھیک ہے مل جائیں گئے، ایڈوانس تمہیں آج ہی مل جائے گا باقی کام ہونے کے بعد۔۔۔۔۔۔۔" حاکم نے کہہ کر فون بند کر دیا۔

"دو دفعہ تمہارا بچنا تمہاری اچھی قسمت مریم شاہ، اب تمہارا مرنا تمہاری بد قسمتی جو کسی بھی وقت آسکتی ہے۔۔۔۔۔۔۔" حاکم کی آنکھوں سے مریم شاہ کے لیے نفرت کی چنگاریاں نکل رہی تھیں۔

"

"

مریام شاہ اُسکار وٹھاندا از نوٹ کر رہا تھا جو منہ پھیلائے ڈنر کر رہی تھی۔

"تو یہ بھی دن آنے تھے مریم شاہ پر کہ اُسے بیوی کے ساتھ ساتھ اُسکے بھائیوں سے بھی بنا کر

رکھنی پڑے گی۔۔۔۔۔۔ "وہ گہرا سانس بھر کر رہ گیا۔

"تمہارا یہ لڑکا ہوا منہ سیدھا کرنے کے لیے مجھے کیا کرنا ہوگا مسز شاہ۔۔۔۔۔"

"آپ نے خود ہی تو مجھے چُپ رہنے کا کہا تھا۔۔۔۔۔" وہ خُفکی سے بولی۔

"میں نے صرف اُسامہ کے معاملے میں چُپ رہنے کا کہا تھا۔۔۔۔۔" مریم نے اسکی پلیٹ اپنی طرف کھسکائی وہ حیرانی سے دیکھنے لگی جو سپیون میں چاول لئے اسکے مُنہ کی طرف ہاتھ بڑھا گیا پر خہ نے مُنہ کھولتے ہوئے نوالہ نگل لیا۔

"پہلی اور آخری دفعہ ہم میں کسی تیسرے کی وجہ سے بحث ہوئی ہے، آئندہ اگر ایسا ہوا تو میں اُس تیسرے کی جان لے لوں گا پر خہ، زہن میں رکھنا یہ بات۔۔۔۔۔" اُسکے تاثرات سے زیادہ اُسکے لہجے میں سختی تھی۔

"میں نے کچھ کہا آپ سے۔۔۔۔۔" وہ اس کے انداز سے سہم گئی۔

[illegible]

"مجھے اب کس سے خطرہ ہوگا، تایا سائیں سے۔۔۔۔۔" اُسکی آنکھوں میں خوف کی لہر دوڑی۔  
 "نہیں تمہیں اب کسی سے خطرہ نہیں کیونکہ تم اب مریم شاہ کی پناہوں میں

ہو۔۔۔۔۔"مریام شاہ نے اُسے ہاتھ سے پکڑ کر اٹھایا اور اپنی گود میں بٹھالیا جس پر وہ جھجک گئی۔

"میں تمہیں بہت جلد ورلڈ ٹور پر لے کر جاؤنگا، پر ابھی کچھ بزنس کی مصروفیات ہیں اس لئے تمہیں تھوڑا سا ویٹ کرنا ہوگا۔۔۔۔۔"اُس کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیے لبوں سے لگا گیا پر خہ جو پہلے ہی شرم سے آنکھیں جھکائے بیٹھی تھی اُسکی حرکت پر سمٹ کر رہ گئی۔

"یہ دودن میرے پاس فراغت کے ہیں اس لیے یہ میں تمہارے ساتھ گزارنا چاہتا ہوں مجھے تم سے بہت کچھ کہنا ہے کچھ تم سے سُننا ہے بہت ساری باتیں کرنی ہے ابھی تو اپنا دل تمہارے سامنے کھول کر رکھنا ہے کہ مریام شاہ کے لیے پر خہ کتنی خاص اور اہم ہے اُس کے لیے میں کچھ بھی کر سکتا ہوں کچھ بھی۔۔۔۔۔"وہ پُر شدت لہجے میں بولتا اُس کے گرد اپنے بازوؤں کا حصار قائم کیا تو پر خہ کا دل خوشی سے لبریز ہو گیا وہ مریام شاہ کے وقت کی تو پیاسی تھی جوان پندرہ دنوں میں آج تیسری دفعہ اسکے پاس آیا تھا۔

"اور ویسے بھی آج تو ہمیں اپنے کمرے کا بھی غور سے جائزہ لینا ہے۔۔۔۔۔"وہ مسکراہٹ ہونٹوں میں دبا گیا پر خہ کے لبوں پر شرمیلی سی مسکان چمکی جسے مریام شاہ نے بہت غور سے دیکھا جس نے نیوی بیلو سوٹ میں بالوں کو جوڑے میں لپیٹ کر کیچر لگایا ہوا تھا مریام نے ہاتھ بڑھا کر اُس کا کیچر اُتار دیا اُسکے سلکی بال اُسکے شانوں پر بکھر گئے اور کچھ اُسکے چاند سے چہرے پر چھا گئے جن کو مریام نے بڑے پیار سے اُسکے چہرے سے ہٹایا اور جھک کر اُسکی تھنڈی پیشانی پر اپنے ہونٹ



رکھے پر نہ کا دل تھم گیا جواب اُس کے کان کی لو کو چوم گیا تھا۔

"شاہ-----" وہ ان طلسماتی لمحوں میں کھونے سے پہلے بول اُٹھی۔

"آج تو کمرے میں نہیں ہم، اب کیا کہو گی-----" مریم مُسکرایا

"صندل بُواچکن میں ہیں اور خانساماں-----" آج نیا حربہ تھا جس پر مریم شاہ نے گہرا سانس بھرا اور اپنی گرفت ڈھیلی کی جس پر وہ جلدی سے کھڑی ہو گئی مریم بھی اٹھتا ہوا بولا۔

"تم روم میں جاؤ میں تھوڑی دیر تک آتا ہوں-----" وہ کہتا ہوا دروازے کی طرف بڑھنے لگا مگر اسکے سوالیہ اور حیران چہرے کی طرف دیکھ کر اسکے قریب آیا۔

"آج کی رات ہمارے ریلیشن کی شروعات ہوگی اس لیے میں اس رات کو بہت اسپیشل بنانا چاہتا ہوں جس کے لیے مجھے صرف آدھا گھنٹہ دو اور-----"

"اور-----" وہ جھکی نظروں سے ہمہ تن گوش ہوئی۔

"اور خود کو تیار کرو میرے لیے، اپنا آپ مجھے سوپنے کے لیے میں آج تمہیں پورے حق سے اپنا بنانا چاہتا ہوں اپنے پیار کے رنگوں میں رنگنا چاہتا ہوں-----" وہ اسے اپنی گرفت میں لیتا گھمبیر لہجے میں سرگوشی کرتا اسکے سر کو چوم کر چلا گیا پیچھے پر نہ اپنی اتھل پتھل ہوتی دھڑکنوں کو سنہالنے لگی۔

"مجھے کیوں گھسیٹ لائے ہو یہاں۔۔۔۔۔" اُسامہ اسکے ساتھ مال کے اندر داخل ہوتا ہوا بولا۔  
"شاپنگ کرنے کا دل کر رہا تھا تو سوچا تمہیں ساتھ لے لوں۔۔۔۔۔" مریم شاہ ادھر ادھر دیکھتے ہوئے بولا۔

"یہ مریم شاہ کب سے اتنا سخی ہو گیا کہ مجھے شاپنگ کروائے گا، واہ جی واہ۔۔۔۔۔" وہ خوش ہوا۔  
"زیادہ خوش فہم ہونے کی ضرورت نہیں، تمہاری بہن کے لیے کچھ سپرائز پلان کرنا ہے اُس میں تمہاری ہیلپ چاہیے تم اور بُرہان ان کاموں میں تو ایکسپرٹ ہو۔۔۔۔۔" وہ ایک جیولری شاپ میں انٹر ہوا اُسامہ حیرانگی کے شدید جھٹکے کے زیر اثر اُسے دیکھنے لگا جو جیبوں میں ہاتھ پھنسائے جیولری دیکھ رہا تھا۔

"مجھے ہارٹ اٹیک نہ آجائے، مریم شاہ اور رومانٹک نو نو۔۔۔۔۔" وہ نفی میں سر ہلانے لگا۔  
"مریم تو قتل، خون خرابہ اور مار کٹائی کا سپرائز پلان کرتا ہے یہ رومانٹک سپرائز حیرت ہے۔۔۔۔۔" وہ ابھی تک بے یقین تھا جسے بارہ سالوں سے سنجیدہ اور ایک سخت سٹون مین کے رُپ میں دیکھ رہا تھا اُس کا یہ رُپ ہنرمند نہ ہو پارہا تھا۔  
"تمہاری بہن کو ہی خوش کرنے کے لیے یہ سب کر رہا ہوں جسے لاہور گھمانے کے خواب دکھا کر آئے ہو۔۔۔۔۔" مریم شاہ نے گھورا جس پر وہ سر کھجاتا مسکرا دیا۔

"

"

آغا کب سے گھات لگائے بیٹھا تھا وہ دونوں شاپنگ پلازہ میں گئے تھے اُنکو گئے ایک گھنٹہ ہو چکا تھا وہ اُنکی واپسی کا انتظار کر رہا تھا تبھی اُسے دونوں ڈھیر سارے شاپنگ بیگز اُٹھائے باہر نکلے آغا اپنا نشانہ سیٹ کرتا چونکنا ہو گیا مریم شاہ کے ساتھ ایک اور لڑکا تھا جو شاپنگ بیگز پیچھلی سیٹ پر رکھ رہا تھا جبکہ مریم شاہ موبائل پر کوئی نمبر ڈائل کر رہا تھا آغانے اُسکے سینے پر نشانہ سیٹ کیا اور پھر وار کر دیا جو سیدھا جا کر اُس کے سینے میں لگا تھا دوسرے ہی پل دل پر ہاتھ رکھتا وہ زمین پر تھا دوسرا لڑکا جو ڈرائیونگ سیٹ کی طرف بڑھ رہا تھا بھاگتا ہوا اُسکی طرف بڑھا۔

"مشن از سکس فیل حاکم، باقی کے پیسے بھی بھیج دو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔" آغانے حاکم کو کال ملائی جو ہنسّا

تھا اور پھر ہنستا ہی چلا گیا۔

!!

وہ اُسے سیدھا ہسپتال لے کر آیا تھا جہاں اب ڈاکٹر اُسے آپریشن روم میں لے جا چکے تھے وہ  
اضطرابی کیفیت میں گھرا ادھر سے ادھر ٹہلنے لگا تبھی تین آدمی کوریڈر سے بھاگتے ہوئے اس کے  
پاس آئے۔

"مجھے تم تینوں پر مکمل اعتماد ہے اس لیے یہ زمعداری تم لوگوں پر چھوڑ رہا ہوں، ڈاکٹر کے علاوہ کوئی بندہ اس روم میں نہیں جانا چاہیے، اسلم تم اندر روم میں رہو گئے اور تم دونوں یہاں باہر، میں پھر سے تاکید کر رہا ہوں اپنی جان سے ہاتھ دھونا پڑے تو منظور ہے مگر جو اندر پڑا زندگی اور موت

کی کشمکش میں ہے اُسکی حفاظت سب سے اولین ہے کیونکہ جو اندر رہے وہ مریم شاہ ہے، سمجھ رہے ہوں نہ میری بات۔۔۔۔۔۔ "اُسکی آنکھیں نہ جانے کس جذبے کے تحت سُرخ ہوئیں تھیں وہ تینوں سر ہلا کر اپنی اپنی ڈیوٹی سنبھال گئے۔"

---

"سیکیورٹی کیمرے۔۔۔۔۔" اس نے اُن میں سے ایک کو اشارہ کیا وہ سر ہلاتا دائیں جانب چلا گیا تبھی اسکے دماغ میں پر خہ کا خیال آیا تو دوپیل کے لیے اپنے لب بھیج گیا۔

"کال کروں، نہیں مجھے خود جانا چاہیئے۔۔۔۔۔" وہ سوچتا باہر کی جانب بڑھا۔

وہ تیزی سے چلتا ہوا گھر میں داخل ہوا جہاں عامرہ خاتون اور کبیرا مجد رات کی چائے سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔

[illegible]

"سب خیر تو ہے۔۔۔۔۔" عامرہ خاتون نے جھجھکتے ہوئے پوچھا اور نہ اُس کے بھیجنے ہوئے نقوش کو دیکھتے ہوئے اُس سے کچھ پوچھنے کی ہمت ہی نہیں پڑ رہی تھی۔

"مریام شاہ کو گولی لگی ہے، ہسپتال میں پڑا موت سے لڑ رہا ہے، دُعا کریئے گا۔۔۔۔۔" کہتے ہوئے وہ لب بھینچ گیا جبکہ عامرہ بیگم کا ہاتھ بے ساختہ اُنکے سینے پر پڑا کبیرا مجد بھی ساکت رہ گئے۔

"میں لال حویلی جا رہا ہوں، آپ لوگوں کو جو کہا ہے وہی کریں۔۔۔۔۔" اُن پر ایک نظر ڈالتا وہ اپنی گاڑی کی طرف بڑھا۔

"

---

"

اس وقت وہ بلیک جینز پر سکائے بیلو شرٹ میں بلیک ہڈ پہنے وہ اُسی شاپنگ پلازہ کی سکیورٹی روم کی طرف بڑھا رہا تھا جہاں دو گھنٹے پہلے اُسامہ اور مریام شاہ شاپنگ کرنے آئے تھے۔

"مجھے سی سی ٹی وی فوٹیج دیکھنی ہے آپ کے پلازہ انٹرس دروازے کی اور پارکنگ کی۔۔۔۔۔" وہ اُن کے روم میں داخل ہوتا بولا جس پر وہاں موجود تینوں لوگ نہ دکھانے کی وجوہات بتانے لگے اس نے گہرا سانس بھر کر اُس پلازہ کے مالک کو کال ملائی جس پر وہ تینوں اپنی اپنی سیٹوں سے کھڑے ہو کر اُسکو بیٹھنے کا کہنے لگے جبکہ ایک نے اس کی مطلوبہ فوٹیج نکال کر اس کے سامنے کی۔

"گولی سات فیٹ کی دُوری پر سے چلائی گئی اور سامنے سے وار کیا گیا اونچائی سے نہیں مطلب اُسے

شُوٹ کرنے والا اپنی گاڑی میں بیٹھا ہم سے سات فیٹ دور تھا۔۔۔۔۔ "فوٹج دیکھتے ہوئے اُسکے کانوں میں اُسکی آواز گونجی جس کے کہنے پر وہ یہاں آیا تھا۔ اُس نے دھیان سے دیکھا جہاں اُسامہ اور مریم شاہ مختلف شاپنگ بیگز تھامے چلے آرہے تھے اب اُسکا دھیان وہاں کھڑی گاڑیوں کی طرف تھا تبھی اُسکی نظر اُس بلیک گاڑی پر پڑی جہاں گاڑی کے فرنٹ مرر نیچے کر کے ہاتھ باہر نکال کر نشانہ سیٹ کیا جا رہا تھا نہ تو وہ اُس انسان کا چہرہ دیکھ پایا تھا اور نہ ہی نمبر پلیٹ کیونکہ وہ گاڑی نمبر پلیٹ کے بغیر تھی۔

"زر اُوم کرنا۔۔۔۔۔" ایک جگہ پر آکر وہ چونکا تھا اور پھر اُس چیز کو غور سے دیکھتا اُٹھ کھڑا ہوا۔

"آغا۔۔۔۔۔" وہ جو ہاتھ باہر نکلاتا اُس ہاتھ میں چمکتی انگوٹھی آغا کی تھی جسے وہ بہت اچھی طرح جانتا تھا اُس نے میسج ٹائپ کر کے کسی کے نمبر پر سینڈ کیا اور وہاں سے چلا گیا۔

!!

[illegible]

"تمہیں پتہ مریم شاہ مر گیا ہے، میرا سب سے بڑا دشمن جس نے میری زندگی کو عذاب بنارکھا تھا

اب دفعہ ہو گیا میری زندگی سے اس دُنیا سے، ہو گیا میرا دل لہ پُورا، سزا ملی ہے اُس کو بلوچ کے ساتھ مقابلہ کرنے کی۔۔۔۔۔۔ "وہ اپنی خوشی اور جیت کے نشے میں ڈوبا اُس کی آنکھوں سے لپکتے شعلوں سے بالکل انجان تھا جو اپنی مٹھپایاں بھینچ کر بولا۔

"مُبَارک ہو آپکو، ایک بازی تو آپ نے اپنے نام کروالی۔۔۔۔۔"

"ایک نہیں جو نیچو ساری بازیاں اب میرے نام، کیا مریم شاہ کو راستے سے ہٹانا آسان کام تھا نہیں جو نیچو، بہت مشکل دشمن پیدا ہوا تھا وہ میرا پر اب کوئی فکر کوئی ڈر نہیں، آج تو دشمن کی موت کی خوشی میں جشن ہونا چاہیے، ناچ گانا شراب شہباب سب کچھ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔" وہ مریم شاہ کی موت کے تصور میں خوشی سے ترنگ آواز میں بولتا جو نیچو کو زہر لگا۔

"جی ضرور جشن تو ضرور ہونا چاہیئے اور ہوگا بھی، پر اُس سے پہلے ایک آستین کے سانپ کو مارنے کا ٹائم آنکلا ہے۔۔۔۔۔"

"کون، کیا تم نے ڈھونڈ لیا کون ہے وہ۔۔۔۔۔۔" بلوچ بے چینی سے اسکی طرف لپکا۔  
 "گھمن۔۔۔۔۔۔" اسکے لبوں سے نکلتے نام پر وہ چونکا۔

"کیا، پروہ تو تم نے رکھوایا تھا کہ بہت وفادار ہے۔۔۔۔۔"

"بس پہچاننے میں غلطی ہو گئی سائیں جیسے آپ سے ہوئی۔۔۔۔۔"

"خیر ہے بابا، کہاں ہے وہ حرام زادہ اُسے بھی تو اُسکے خیر خواہ مریم شاہ تک پہنچائیں۔۔۔۔۔" بلوچ کے لہجے میں جیت کا غرور تھا۔

"جی اس لیے آپکے پاس حاضر ہوا ہوں وہ جوئے کے اڈے پر ہے، وہی باندھ کے رکھ ہے اُسے اب آپکو لینے آیا ہوں دراصل میں چاہتا ہوں کہ آپ اُسے اپنے ہاتھوں سے غداری کی سزا دیں۔۔۔۔۔۔"

"ٹھیک ہے بابا چلو، آج تو کہیں بھی لے جاؤ بلوچ منع نہیں کرے گا۔۔۔۔۔۔" وہ مُسکراتے ہوئے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر بولا جسکا چہرہ بے تاثر تھا۔

"\_\_\_\_\_"

"کیسا لگا سپرائز آغا۔۔۔۔۔۔" وہ اُسکے مُنہ سے بندھا کپڑا ہٹا کر بولا جو گہرے سانس لیتا بولنے کی کوشش کرنے لگا۔

"یقیناً بہت اچھا لگا ہو گا آخر میرا مہمان بننا کونسی عام بات ہے۔۔۔۔۔۔" وہ چلتا ہوا اس سے کچھ فاصلے پر بیٹھ گیا۔

"دیکھو۔ میرا کوئی۔ کوئی قصور نہیں مجھے تو بس مارنے کو بولا گیا۔۔۔۔۔۔"

"مریام شاہ پر گولی چلائی تم نے اور کہہ رہے ہو میرا کوئی قصور نہیں واہ کون نہ مر جائے اس سادگی پر۔۔۔۔۔۔" طنزیہ مُسکرایا

"دیکھو ایسا کرنے کو مجھے کسی نے بولا تھا میری بھلا مریام شاہ سے کیا دشمنی۔۔۔۔۔۔"

"جانتا ہوں میں بہت اچھی طرح، تجھے ایسا کرنے کو حاکم نے بولا تھا، یہ بھی کہ تم اُس کے بارے







"تم کہاں ہو اس وقت۔۔۔۔۔" جو نیچو نے پوچھا۔

"ہسپتال ہوں۔۔۔۔۔"

"وہاں سب ٹھیک ہے۔۔۔۔۔"

"ہاں ٹھیک ہے، خطرے کی کوئی بات نہیں۔۔۔۔۔"

"اور شاہ پیلس۔۔۔۔۔" وہ وہاں کی صورتحال جاننا چاہتا تھا۔

"وہاں بھی سب ٹھیک ہے، پر خہ بھا بھی بھی، تمہارے کہے کے مطابق اُنکولا علم ہی رکھا گیا

ہے۔۔۔۔۔" اُسکی بات پر جو نیچو نے الوداعیہ کلمات کہہ کر کال بند کر دی۔

"\_\_\_\_\_"

بلوچ نے اپنی آنکھیں کھولیں تو خود کو کسی انجان جگہ پر پا کر چونکا تھا اُس نے چاروں طرف نظریں

دوڑائیں وہ ایک خستہ حال کمرہ تھا جس میں سوائے دو کرسیوں کے اور کوئی سامان نہ تھا۔

"یہ کہاں ہوں میں۔۔۔۔۔" وہ خود کو رسیوں میں جکڑا پا کر حیرانگی سے بولا اور دماغ پر زور

دینے لگا کہ وہ تو بلوچ کے ساتھ گھمن کو مارنے جا رہا تھا اُس کے بعد کیا ہوا اُسکا دماغ جھجھا اٹھا۔

"یہاں کیسے۔۔۔۔۔" وہ سوچنے لگا تبھی دروازہ کھلا اور کوئی اندر داخل ہوا تھا۔

"جو نیچو۔۔۔۔۔" آنے والے کو دیکھ بلوچ ٹھٹھکا۔

"\_\_\_\_\_"

"اب کیسی طبعیت ہے مریام کی۔۔۔۔۔" وہ رُوم سے نکلے ڈاکٹر کی طرف لپکا۔  
"پہلے سے بہتر ہے اور اب خطرے کی کوئی بات نہیں اُنکو رُوم میں شفٹ کر دیا گیا ہے کچھ دیر تک  
ہوش بھی آجائے گا۔۔۔۔۔" ڈاکٹر ز کے الفاظ اُسے پُر سکون کر گئے تھے۔ وہ اُس کے رُوم  
میں داخل ہوا جہاں اسلم ایک سائڈ پر کھڑا پہرہ دے رہا تھا۔  
"یار تم ایسے پڑے بلکل اچھے نہیں لگ رہے۔۔۔۔۔" وہ اُس کے سر ہانے کھڑا ہو کر اُس کے پیلے  
چہرے کو دیکھنے لگا ایک دن میں ہی اُسکا شاداب چہرہ کملا کر رہ گیا تھا۔ ابھی وہ اسے دیکھنے میں ہی  
مصروف تھا کہ اُسے ہوش آتا دیکھ کر وہ اس پر جھکا جواب آنکھیں کھول کر جگہ سے مانوس ہو رہا  
تھا۔

"شکر ہے یار تم نے آنکھیں کھولیں، ورنہ سچ میں میری جان نکلی جا رہی تھی کوئی ایسے بھی کرتا ہے  
مجھے پریشان کرنے کی اب عادت بن چکی تم دونوں کی کیونکہ تم دونوں اچھی طرح جانتے ہو کہ  
میری جان بستی ہے تم دونوں میں۔۔۔۔۔" وہ پیار بھرے لہجے میں ڈاٹنے لگا جس سے وہ ہلکا  
سا مسکرا دیا۔

"تمہاری جان ہم میں، ایسا تو نہ بولو ہم دونوں بخوبی جانتے ہیں کہ تمہاری جان کس ہستی میں  
ہے۔۔۔۔۔" وہ معنی خیزی سے بولا تو وہ اپنی مسکراہٹ روکتا بات بدل گیا۔  
"آتم صوری میری جان، یہ سب میری وجہ سے ہوا اگر میں نہ۔۔۔۔۔"  
"ایسا مت بولو، یہ تو قسمت میں لکھی تھی ویسے بھی اگر مجھے گولی نہ لگتی تو مجھے پتہ کیسے چلتا کہ تم مجھ











"تم کس کے آدمی ہو، کیا مریم شاہ کے، تم جان بوجھ کر میرے پاس آئے تھے، بتاؤ جو نیجو کون ہو تم۔۔۔۔۔" وہ اپنے ہاتھوں کو رسیوں سے چھڑانے کی ناکام کوشش کرنے لگا۔

"میں کہتا ہوں بتاؤ کون ہو تم۔۔۔۔۔" وہ طیش میں آنے لگا۔

"میں کون ہوں، یہ جاننا ہے تمہیں تو سُنو پھر میں مریم شاہ ہوں، مریم حسن شاہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔" اس انکشاف پر بلوچ کے اعصاب کو زور کا جھٹکا لگا وہ بے یقینی سے آنکھیں پھاڑے اسے دیکھنے لگا۔

"مریم شاہ، نہیں تم مریم شاہ نہیں ہو سکتے جو نیجو، مریم شاہ تو وہ تھا جسے گولی ماری جو مر گیا، مریم شاہ تو مر چکا ہے۔۔۔۔۔"

"اچھا تو مریم شاہ کو مار دیا تم نے۔۔۔۔۔" وہ ذہر خند مسکرایا۔

"یہ تمہاری زندگی کی سب سے بڑی خوش فہمی تھی بلوچ کہ تم نے مریم شاہ کو مار دیا اور وہ مر گیا، میں تو تمہارے سامنے رہا ہمیشہ تو تم نے کب مارا مجھے۔۔۔۔۔"

"جو نیجو تم مریم شاہ ہو تو وہ کون تھا۔۔۔۔۔" بلوچ کا دماغ سائیں سائیں کرنے لگا۔

"اُسامہ شاہ، نیاز علی شاہ کا بیٹا جانتے ہو نہ اُسے تم۔۔۔۔۔" وہ سگریٹ کا لمبا سا کش لے کر اُس کی بدلتی رنگت کو دیکھنے لگا جس کا سارا وجود جیسے زلزلے کی زد میں آ گیا تھا۔

"کیا، تو تم مریم شاہ ہو، یہ سب کیسے ممکن ہے، اتنے سالوں سے ہمیں بیوقوف بنایا۔۔۔۔۔" شاید وہ ابھی بھی اس سچائی کو ہضم نہیں کر پا رہا تھا کہ جسے اتنے سالوں سے

مریام شاہ سمجھ کے اُسکی حرکات پر نظر رکھتے رہے اصل میں وہ مریام شاہ تھا ہی نہیں اور جو تھا وہ تو کتنی آسانی سے انکے ساتھ کھیلتا رہا۔

"تمہیں بیوقوف بنانا کوئی اتنا مشکل کام تو نہیں تھا میرے لیے اور نہ تم سے اپنی اصلیت چھپانامی میں ضروری سمجھتا تھا مگر وہ کیا ہے نہ میری بیوی تمہارے پاس تھی میرے تایا سُسر جی، اُس کے لیے مجھے ایسا کرنا پڑا اور نہ ایک مریم شاہ سو بلوچوں پر بھاڑی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ "سگریٹ زمین پر پھینک کر اُسے جوتے سے مستلاً اسکی طرف دیکھنے لگا جس کے چہرے پر ایسا خوف تھا جیسے سگریٹ کی راکھ کی جگہ اُسکا وجود ہو یہ سوچتے ہوئے بلوچ جھر جھری لے گیا جبکہ مریم شاہ کی مُسکراہٹ نفرت میں بدلنے لگی۔

"فکر نہ کرو موت تو تمہیں اس سے بھی بدتر دُنگاپر اُس سے پہلے تمہیں اس ساری کنفیوزن سے ضرور نکالوں گا تاکہ مرنے سے پہلے تمہاری یہ ساری الجھن دور ہو جائے اب مریم شاہ اپنے سُسّر پر اتنا احسان تو ضرور کر سکتا ہے۔۔۔۔۔"

"تم نے مجھے دھوکا دیا، بلوچ کو دھوکا دیا تم نے۔۔۔۔۔" اُسکی اکڑا بھی بھی وہی تھی۔

"کیوں تم جب اپنے سگے بھائی کو دے سکتے ہو تو میں تمہیں نہیں دے سکتا، ابھی تو بہت کچھ تمہیں سود سمیت لوٹانا ہے بلوچ۔۔۔۔۔" مریام شاہ کا لہجہ نہ صرف سپاٹ تھا بلکہ اُسکی آنکھوں میں پھوٹی نفرت کی شعائیں بلوچ کی بولتی بند کر گئیں اُسکی رنگت لمحے کے ہزاروں حصے میں فق ہوئی تھی۔

"

"

ماضی

لال حویلی جہاں قادر بلوچ اور وجاہت بلوچ رہائش پذیر تھے دونوں بھائی ایک باپ کی تو اولاد تھے مگر دوماؤں کی اولاد ہونے کی وجہ سے انکی کبھی نہیں بنی تھی وجاہت بلوچ تو ہمیشہ اُسے بڑے بھائی والا درجہ دیتا تھا مگر قادر بلوچ کے دل و دماغ میں اُس کے لیے بس نفرت ہی تھی اور یہ نفرت تب مزید گہری ہوئی جب وجاہت بلوچ سندھ کا وزیر قانون بنا اور قادر بلوچ جو کالے دھندوں میں پڑ چکا تھا وہ گرفتار ہوا تو وجاہت بلوچ نے اُسے چھڑوانے کے بجائے اُسکو دو سال کی سزا بھگتنے کا کہتا کہ آئندہ سے وہ ان کاموں میں نہ پڑے مگر قادر بلوچ جب دو سال کے بعد جیل سے رہا ہو کر آیا تو وہ وجاہت بلوچ کی نفرت اور اُس سے انتقام کی آگ میں جل رہا تھا اُس نے وجاہت خاں کے دشمنوں کے ساتھ مل کر اُسکے قتل کا بڑا بھیانک پلان بنایا تھا جس کا ٹائم اُسے جلد ہی مل گیا۔

وجاہت بلوچ جس کے چھ سالہ اکلوتے بیٹے ساحل کی سالگرہ تھی جس کے لیے اُس نے بہت بڑی پارٹی ارنج کروائی تھی پوری لال حویلی کو ڈلہن کی طرح سجا دیا گیا تھا وہی انکی بیگم حسنہ نے اپنی لاڈلی بیٹی پر خہ کے نکاح کا فیصلہ کیا جو اُس کے بھائی حسن شاہ کے سترہ سالہ بیٹے مریم شاہ کے ساتھ بچپن سے ملے تھے۔ اس لیے آج لال حویلی کی گہما گہمی عروج پر تھی شاہ پیلس سے بھی سب آچکے تھے مریم شاہ کی اکلوتی خالہ سعدیہ بیگم بھی اپنے شوہر نیاز علی شاہ اور اکلوتے بیٹے اُسامہ کے ساتھ

آچکیں تھیں۔

"بگ برو آپکی شادی ہے پر خہ کے ساتھ۔۔۔۔۔" تیرہ سالہ بُرہان شاہ جو ابھی سب سُن کے آیا تھا بھاگتا ہوا مریم شاہ کے پاس آیا جو اپنے ہم عمر اور کلاس فیلو اُسامہ کے ساتھ کپیں لڑا رہا تھا اُسکی بات پر بھونچکا رہ گیا۔

"ارے واہ، ایسا کس نے بولا۔۔۔۔۔" اُسامہ پُر جوش ہوا۔

"بابا اور پھوپھو نے بتایا کہ بگ برو کی شادی ہے آج پر خہ سے، پر خہ کو اب میں بھا بھی کہا کروں۔۔۔۔۔" بُرہان مُسکراتا ہوا بول رہا تھا اُسامہ نے اُسکی طرف دیکھا جو بے تاثر چہرہ لیے کھڑا تھا۔

"مریم ادھر آؤ بیٹا۔۔۔۔۔" حسن شاہ کے بلانے پر انکے نزدیک آ گیا۔  
"بُرہان نے بتا دیا ہو گا سب، تم جانتے ہو نہ بچپن سے تمہارا اور پر خہ کا رشتہ طے تھا جسکی وجہ سے حُسنہ نے کہا کہ آج نکاح کر کے اس رشتے کو اور مضبوط کر دیتے ہیں، کیا کہتے ہو تم۔۔۔۔۔" حسن شاہ نے نرمی سے اُسے پوچھا جو دوسری طرف جھولے پر بیٹھی دس سالہ پر خہ کو دیکھ رہا تھا جس نے گلابی رنگ کا لہنگا پہنا ہوا تھا۔

"شی از سو کیوٹ ڈیڈ۔۔۔۔۔" اُس نے پانچ حروفی بات کی تھی اور اُسامہ لوگوں کی طرف چل دیا۔ حسن شاہ جو اپنے بیٹے کی رگ رگ سے واقف تھے اُسکی بات پر مُسکراتے ہوئے اندر کی جانب بڑھے۔

دو گھنٹے کے بعد پر خہ اور مریم شاہ کو نکاح کے بندھن میں باندھ دیا گیا سب خوشی خوشی ہلہ گئے  
کرنے لگ پڑے اس چیز سے انجان کہ آنے والے پل اُنکے لیے عذاب بن کے آرہے تھے۔

نکاح کی رسم کے بعد جب سب

مہمانوں نے اپنے اپنے گھروں کا رخ کیا تو حُسنہ بیگم کے بے حد اصرار پر حسن شاہ اور اُنکی بیوی ہادیہ  
بیگم رُک گئے حُسنہ بیگم نے نیاز علی شاہ جو نہ صرف اُنکے کزن تھے بلکہ ہادیہ بیگم کے بھائی بھی تھے  
اُنکو اور اُنکی بیگم سعدیہ بیگم کو بھی رُکنے کا کہا تھا مگر وہ بڑے پیار سے منع کر گئے۔

"آپ لوگوں کو تو پتہ ہے کہ بینک والوں نے میری پوسٹنگ اسلام آباد کر دی اس لیے کل اسلام  
آباد جانا بہت ضروری ہے۔۔۔۔۔۔"

"اُنکل اُسامہ تو رُک سکتا ہے نہ۔۔۔۔۔۔" کب سے خاموش بیٹھے مریم نے لب کشائی کی جس پر  
سعدیہ بیگم نے سر اثبات میں ہلادیا کیونکہ وہ اُسامہ کا لڑکا ہوا مَنہ دیکھ چکیں تھیں آخر دونوں  
بیسٹ فرینڈز تھے۔

نیاز علی شاہ اور سعدیہ بیگم کے جانے کے بعد سب بچہ پارٹی لان میں چلے گئے جبکہ وہ چاروں لاؤنج  
میں بیٹھ کر چائے سے لطف اندوز ہونے لگے۔

"کیا وقار بھائی اب تک ناراض ہیں تم سے وجاہت۔۔۔۔۔۔" حسن علی شاہ اس تقریب میں قادر  
بلوچ اور اُسکی فیملی کی عدم موجودگی پر نڈازہ لگاتے ہوئے استفسار کیا۔

"جی اُنہوں نے ایک چھوٹی سی بات کو اپنی انا کا مسئلہ بنایا ہوا ہے، ٹھیک ہے میں وزیر ہوں پر میں ایسے ایک غلط کام میں اُنکا ساتھ کیسے دے سکتا تھا بلکہ ابھی بھی مجھے خبر ملی ہے کہ وہ اپنے اُسی کالے دھندے میں ملوث ہو چکے ہیں اور جانتے ہیں آپ اُنکا ساتھ راٹھور دے رہا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔"

"کیا راٹھور، اُس سے اس قسم کی اُمید تو نہیں تھی مجھے۔۔۔۔۔۔۔۔" وہ یقیناً حیران ہوئے تھے۔

"بھائی پیسہ اچھے اچھوں کا ایمان بدل دیتا ہے اور راٹھور کو نہ صرف پیسہ بلکہ پروموشن بھی چاہیے اس لیے تو وہ میرے خلاف چل رہا کیونکہ میں اُسکی پروموشن کے راستے کی سب سے بڑی رکاوٹ ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔"

"پلیز وجاہت آپ ان سب کاموں سے دور رہے میں تو آپکی سیاست میں جانے کے حق میں ہی نہ تھی، مجھے تو پہلے ہی قادر بھائی کی طرف سے دھڑکا لگا رہتا ہے، اُنکی خاموشی کسی بہت بڑے طوفان کا پتہ دے رہی۔۔۔۔۔۔۔۔" اُنکی باتیں سُن کر حُسنہ بیگم خوفزدہ لہجے میں بولیں۔

"گھبرانے کی ضرورت نہیں وہ جتنے بھی بُرے سہی اور غلط کاموں میں پڑ جائیں پروہ میرے بھائی ہیں میرے خلاف نہیں جاسکتے۔۔۔۔۔۔۔۔" وجاہت بلوچ نے تسلی دی تبھی اچانک بجلی چمکی اور زور شور سے بارش شروع ہو گئی۔

"یا الہی خیر، یہ بارش اچانک ہی شروع ہو گئی۔۔۔۔۔۔۔۔" ہادیہ بیگم کا دل بادلوں کی گرج سے لرز اُٹھا۔

"سر دیوں کی بارشیں ہیں اچانک ہی ٹپک جاتیں، ارے یہ بچے نہیں ابھی تک آئے



گیا ہو گا گھبرانے کی ضرورت نہیں یہ میرا علاقہ ہے، تم اندر جاؤ پر نہ کے پاس وہ بھی ڈری ہوئی ہے، ہم جا کر دیکھتے ہیں۔۔۔۔۔" وہ اب گاڑڈ کی طرف مڑے۔

"تم تینوں اُسامہ اور مریم کے ساتھ گاؤں والے راستے جاؤ، میں اور حسن بھائی باغ کی طرف جاتے ہیں۔۔۔۔۔" کہتے ہی وہ لوگ اپنے اپنے راستے چل دیے۔

"مالکن سائین، آپ اندر چلی جائیں بارش تیز ہو رہی ہے۔۔۔۔۔" حُسنہ بیگم جو وہی کھڑی

مختلف قرآنی آیات پڑھ رہی تھیں چوکیدار کی آواز پر ایک نظر اپنے بھیگے کپڑوں کی طرف دیکھا

اندر جانے کے بجائے اُنکے قدم باغ کے راستے کی طرف بڑھے جاطر ف حسن علی شاہ اور وجاہت بلوچ گئے تھے۔

"

"

"راٹھور دیکھو ہم شکار کی تلاش میں تھے شکار خود ہی چل کر شکاری کے پاس آ گیا۔۔۔۔۔" قادر بلوچ اور راٹھور جو اس وقت ڈیرے میں بیٹھے لال حویلی میں ہونے والے جشن کو ماتم میں بدلنے کا سوچ رہے تھے کہ گیٹ سے اندر داخل ہوتے ساحل کو دیکھ کر اُنکی آنکھوں میں ایک شیطانی سوچ چمکی۔

"تایا سائیں مجھے اسے پکڑنا ہے۔۔۔۔۔" ساحل اُن دونوں کو اپنی طرف اتار دیکھ کر اُنکی توجہ بلی کی طرف دلانے لگا جو گاڑیوں کے نیچے چھپ گئی تھی۔



"ادھر آؤ نہ ہم پکڑ کر دیتے ہیں۔۔۔۔۔" قادر بلوچ کے لبوں پر ایک مکاری بھری مسکراہٹ اُتری جو حسن علی شاہ اور وجاہت بلوچ کو گیٹ سے اندر داخل ہوتے دیکھ کر اور گہری ہو گئی تھی۔ "دیکھو نہ راٹھور آج تو بڑے بڑے لوگ خود چل کر بلوچ کے ڈیرے پر آرہے ہیں، وزیر قانون وجاہت بلوچ اور بزنس ٹائیکون حسن علی شاہ۔۔۔۔۔"

"ساحل پیٹا آپ اکیلے کیوں آئے اس طرف، چلو یہاں سے۔۔۔۔۔" وجاہت بلوچ جسے قادر بلوچ کا جو شیلہ انداز ایک آنکھ نہ بھایا تھا اُسے نظر انداز کرتا ساحل سے بولا جس پر ساحل نے اُنکی طرف قدم بڑھائے مگر اُس سے پہلے راٹھور نے اُسے اپنی گرفت میں لے لیا۔

"راٹھور یہ کیا بد تمیزی ہے چھوڑو میرے بیٹے کو۔۔۔۔۔" وجاہت بلوچ گرجا۔

"کول ڈاؤن مائے لٹل برادر، اتنا پریش کس بات کا۔۔۔۔۔" قادر بلوچ کے چہرے پر خباثت صاف نظر آرہی تھی۔

"دیکھیے بلوچ صاحب ہمارا آپ سے بحث کرنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے اور نہ کوئی وجہ ہے یوں لڑائی کرنے کی رات بھی بہت ہو گئی اور بارش بھی تیز ہو رہی اگر آپ کا کوئی مسئلہ ہے تو وجاہت سے اس چھ سال کے بچے سے نہیں۔۔۔۔۔" حسن علی شاہ نے معاملے کو نرمی سے سلجھانا چاہا۔

"ارے واہ شاہ صاحب، آپکے بھاشن نے تو بات ہی ختم کر دی پر وہ کیا ہے نہ میں آپ لوگوں جتنا پڑھا نہیں ہوں اس لیے میری تو کھوپڑی اُلٹی ہے جس میں اس طرح کی باتیں زرافٹ نہیں آتیں۔۔۔۔۔" وہ کمینہ پن دکھا رہا جس سے وجاہت بلوچ طیش اور غصے میں راٹھور کی سمت

بڑھا اور اس سے پہلے کہ اُس تک جاتا بلوچ کے پسٹل سے نکلتی گولی اُسکا راستہ روک گئی۔  
"وجاہت۔۔۔۔۔" جہاں حسن علی شاہ ساکت ہوئے تھے وہی پیچھے کھڑیں حُسنہ بیگم بھی  
حلق کے بل چلائیں۔

"ارے واہ بھابھی بیگم، لگتا ہے اب اُنکو بھی اپنے شوہر کے ساتھ ہی اُوپر بھیجنا پڑے  
گا۔۔۔۔۔" بلوچ کا لہجہ سفاک تھا جس پر حسن علی شاہ نفی میں سر ہلاتے حُسنہ کے آگے  
ہوئے تھے مگر گولی اُنکا سینہ چیرتی نکل گئی نہ تو وہ اپنی بہن کو بچا سکے نہ خود کو اور اگلے پل دونوں  
ایک ساتھ زمین بوس ہوئے تھے۔

ساحل جو ڈراسہا کھڑا تھا اپنے پیاروں کے خون سے لت پت وجود کو دیکھتا وہ ہی بیہوش ہوتا زمین  
پر گرا تھا۔

"اب اُسکا کیا کرنا ہے بلوچ، ہوش میں آتے ہی اس نے ہمارا نام لے دینا ہے، اور اگر ہم نے کو ہی  
ثبوت چھوڑا تو حاکم ہمیں نہیں بخشے گا۔۔۔۔۔" راٹھور کے کہنے پر بلوچ مُسکرایا اور اگلے ہی پل  
چھ سال کے بچے کے وجود پر گولیاں چلاتا وہ بے حسی کی ہر حد پھلانگ گیا تھا۔

"

"

"مجھے لگتا ہے ہمیں واپس جانا چاہیے یہاں کوئی نہیں۔۔۔۔۔" وہ لوگ ساحل کو ڈھونڈتے  
کافی دور نکل آئے تھے اُسامہ کے کہنے پر واپسی کو قدم موڑ لیے۔

"مجھے لگتا ہے ساحل مل گیا ہو گا انکل لوگوں کو۔۔۔۔۔" اُسامہ نے اپنے ساتھ گم صُم چلتے  
مریام سے کہا۔

"کچھ بُرا ہونے والا ہے یار، کچھ عجیب سا۔۔۔۔۔" مریام بے چینی سے بولا جس پر اُسامہ نے  
نہ سمجھی سے دیکھا جو حویلی کی طرف بھاگا تھا۔

"ماما، ڈیڈ۔۔۔۔۔" وہ چلاتے ہوئے ہال میں داخل ہوا جہاں پر خہ، بُرا ہان اور ہادیہ بیگم پریشان  
سے بیٹھے تھے۔

"کیا ہوا مریام، ساحل کہاں ہے۔۔۔۔۔" ہادیہ بیگم اُسکی طرف دیکھیں جو خالی خالی نظروں  
سے سبکو دیکھتا باہر کی جانب بھاگا مگر اُسکے قدم وہی تھم گئے جہاں گیٹ کے پاس اُن چاروں کی  
لاشیں پڑیں ہوئیں تھیں۔

"کوہی پھینک کر چلا گیا۔۔۔۔۔" گارڈز کہہ رہے تھے۔

"ماما، بابا، ساحل۔۔۔۔۔" پر خہ حلق کے بل چلائی اور دوسرے پل ہی وہ ہوش و خرد سے  
بیگانہ ہوتی زمین پر تھی ہادیہ بیگم پر سکتہ طاری ہو گیا اُسامہ اور بُرا ہان آنکھوں میں آنسو لیے مریام  
کی طرف دیکھنے لگے جو پتھر کا مجسمہ لگ رہا تھا۔

"

"پتہ نہیں کون ظالم تھے جس نے اس طرح دُشمنی نبھائی۔۔۔۔۔" قادر بلوچ کے ڈرامے جاری تھے جن پر سب گاؤں والے تو یقین کر چکے تھے مگر ہادیہ بیگم جو بہت کچھ جانتی تھیں دسویں سے فارغ ہوتی اُن تینوں بچوں کو اپنے ساتھ لیے شاہ پیلس چلیں آئیں۔

"ماما آپ سوئیں نہیں ابھی تک۔۔۔۔۔" مریام نے اُنکے کمرے میں جھانکا تو اُنکو حسن علی شاہ کی تصویر پکڑے روتا دیکھ کر اندر چلا آیا جہاں ایک طرف بُراں سویا ہوا تھا ہے تو تیرہ سال کا تھا مگر اس واقع کے بعد خوفزدہ ہو گیا تھا اس لیے ہادیہ بیگم کے پاس ہی سونے لگا تھا۔

"آؤ مریام۔۔۔۔۔۔۔" وہ اپنے آنسو صاف کرتیں تصویر سائیڈ ٹیبل پر رکھ دی۔

"ماما آپ نے پراس کیا تھا کہ آپ روئیں گئیں نہیں۔۔۔۔۔" مریام اُنکے قریب بیڈ پر بیٹھ کر آہستہ آواز میں بولاتا کہ بُراں کی نیند ڈسٹب نہ ہو۔

"کیا کروں مریام کوئی ایک غم ہو تو پھر نہ، تمہارے پاپا چلے گئے، حُسنہ میری بہنوں جیسی

نند، وجاہت بھائی اور ساحل، اُسکا کیا قصور تھا جو اُن ظالموں نے چھ سال کے بچے کو مار

دیا۔۔۔۔۔۔۔" وہ بے آواز رونے لگیں مریام نے لب بھیج کر اپنی جلتی آنکھوں کو دوپٹل کے لیے بند کیا۔

"رونے سے سب ٹھیک تو نہیں ہو جائے گا ماما۔۔۔۔۔"

"ہاں اب کیا ہو سکتا ہے، پر خہ سو گئی۔۔۔۔۔" وہ اپنے آنسو صاف کرنے لگیں۔

"ہاں بڑی مشکل سے سوئی ہے وہ، وہ بہت روتی ہے ماما آپ اُسے کہا کریں رویامت

کرے۔۔۔۔۔۔۔۔ "وہ کہنا چاہتا تھا کہ اُس کا رونا اُسکی برداشت سے باہر ہے مگر وہ کہہ نہ پایا اور لب کاٹ کر رہ گیا ہادیہ بیگم اُس کے جذبات کو سمجھتیں اُس کے ہاتھ ہاتھوں میں پکڑ کر بولیں۔

"اب پر خہ کا تم ہی سہارا ہو مریم، اس دُنیا میں اب تم ہی اُسے ہر دھوپ سے بچا کر ہر غم کی پہنچ سے دور رکھو گئے، حُسنہ اور وجاہت بھائی نے بڑی چاہت سے اُسکا ہاتھ تمہارے ہاتھ میں دیا تم پر مکمل اعتماد کرتے ہوئے اب صرف تم ہی اُس کے اپنے ہو اور کوئی بھی اُس پر اپنا حق نہیں کتا

سکتا۔۔۔۔۔۔۔۔ "ہادیہ بیگم نے اُسے پیار سے سمجھایا تھا شاید آنے والے وقت کو لے کر کچھ

باور کروایا تھا۔

[illegible]

"ہاں میرے لال یہ سب اُسی گھٹیا شخص نے کیا ہے مگر ہم اُس کے خلاف کچھ نہیں کر سکتے۔۔۔۔۔" اُنکی آنکھوں میں آئے آنسو اُسے بے چین کر گئے۔

"کیوں مانا ہم پولیس کی مدد سے کچھ بھی کر سکتے ہیں۔۔۔۔۔"

"تم نہیں جانتے مریم اس ملک میں سب کچھ بکا ہوا ہے، مجھے تم تینوں کی جان کا دھڑکا لگا رہتا ہے

اس لیے تم لوگ اسلام آباد جاؤ گئے اپنی سعدیہ خالہ کے ساتھ، وہ لوگ وہی شفٹ ہو رہے ہیں اور میں کل تمہارے پاپا کہ دوست ایس پی عارف اے ملنے جاؤ گی وہ ضرور کوئی راستہ دکھائیں گئے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ "ہادیہ بیگم کی بات پر وہ سر ہلاتا اُٹھ کھڑا ہوا۔

”

"ایسے کیسے جل گئیں ما، ماما خود کشتی نہیں کر سکتیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔" ہادیہ بیگم کی وفات کے پانچویں دن بھی مریم یہ بات ماننے کو تیار نہ تھا کہ اُسکی ماما خود پر تیل چھڑک کر آگ لگا کر سو سائیڈ کمٹ کر چکی تھیں۔

نیا ز علی شاہ اور سعد یہ بیگم جو اسلام آباد شفٹ ہو رہے تھے ساتھ ان تینوں کو بھی اپنے ساتھ لے کر جانے لگے مگر قادر بلوچ کی آمد نے یہ سب ہونے سے روک دیا۔

"پر خہ میری بھتیجی ہے میں اُسے ایسے کیسے کسی کے ساتھ بھیج سکتا ہوں وہ اٹھارہ سال ہونے سے پہلے۔۔۔۔۔۔" قادر بلوچ کی بات مریم کو آگ لگا گئی۔

"آپ روکنے والے کون ہوتے ہیں پر خہ میری بیوی ہے یہ وہی رہے گی جہاں میں رہونگا۔۔۔۔۔۔"

[illegible]

بلوچ دو ٹوک بولا۔

"شاہ، مجھے نہیں جانا انکے ساتھ۔۔۔۔۔" پر خہ جو قادر بلوچ کی گرفت میں چل رہی تھی مریم سے بولی جو سختی سے قادر بلوچ کی گرفت سے اُسکا ہاتھ نکالتا اپنے قریب کر گیا پر خہ نے سختی سے اُسکا بازو پکڑ لیا۔

"دیکھئے بھائی صاحب پر خہ مریم کی بیوی ہے اُسے ہمارے ساتھ جانے دیں۔۔۔۔۔" سعدیہ بیگم نے ہاتھ جوڑ دیئے۔

"کیوں جانے دوں تاکہ کل کو جائیداد میں حصہ مانگنے آجائے، میں کہہ رہا ہوں چھوڑ دو اس لڑکی کو ورنہ۔۔۔۔۔"

"ورنہ۔۔۔۔۔" مریم اُس کے سخت لہجے سے گھبرایا نہیں تھا قادر بلوچ اُسکی آنکھوں سے نکلتی نفرت صاف محسوس کر گیا تھا اُس نے اپنے گارڈز کو اشارہ کیا تھا تو تینوں نے پسٹل بُراہان، اُسامہ اور سعدیہ بیگم کی کنپٹی پر رکھ کر سب کو ساکت کر دیا۔

"اگر انکی جان چاہتے ہو لڑکی کو جانے دو ورنہ تم سب کو مار کر بھی ہم اسے لے کے جاسکتے ہیں۔۔۔۔۔"

"مریم بیٹا پلیز ضد مت کرو جانے دو اُسے ورنہ وہ ہم سب کو مار دے گا۔۔۔۔۔" سعدیہ بیگم روتے ہوئے بولیں مریم نے ایک نظر اُسامہ اور بُراہان پر ڈالی دوسری اپنے ساتھ چپکی پر خہ وہ سترہ سال کا لڑکا ان چاروں کا مقابلہ کیسے کر سکتا تھا۔

"نہیں شاہ۔۔۔۔۔" پر خہ اسکی آنکھوں میں چھپے مہفوم کو پڑھ کر سر نفی میں ہلا گئی۔

"اگر آج یہ تینوں مارے گئے تو میں انکو واپس نہیں لاسکونگا پر خہ پر میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ تمہیں لینے ضرور آؤنگا بس کچھ عرصہ گنہرا لینا وہاں یہ مریم کا وعدہ ہے اپنی بیوی سے، مر جاؤنگا مگر تمہیں آزاد کروانے لازمی آؤنگا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔" وہ مضبوط اور پُر اعتماد لہجے میں بولا پھر پر خہ کو نرمی سے خود سے دُور کرتا صندل بُوا کی طرف مڑا۔

"آپ پر خہ کے ساتھ اُس کے پاس رہیں گی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔" صندل بُوا سر ہلا کر روتی ہوئی پر خہ کو ساتھ لیے بلوچ کے پیچھے چل دیں جبکہ مریم نے بے بسی سے لب کاٹے وہ اس وقت خود کو دُنیا کا کمزور ترین انسان تصور کر رہا تھا۔

وہ دونوں بھائی نیاز علی شاہ اور سعدیہ بیگم کے ساتھ اسلام آباد شفٹ ہو گئے یہاں اُسامہ اور مریم نے ایک ساتھ ہی ایم بی اے کی ڈگری لی اور حسن علی شاہ کا بزنس سنبھال لیا جواب تک نیاز علی شاہ دیکھ رہے تھے۔ مریم نے بزنس کی بھاگ دوڑ سنبھالتے ہی کراچی سیٹل ہونے کا فیصلہ کیا جسکی مخالفت سعدیہ بیگم نے کی مگر پھر نیاز علی شاہ کے سمجھانے پر مان گئیں۔

مریام شاہ اُسامہ اور بُرہان نے دوبارہ آکر شاہ پیلس کو آباد کر لیا جو نو کروں کے رحم و کرم پر تھا  
بُرہان شاہ جس نے انٹیلی جینس جو اُن کر لی تھی اُس کے آنے ہر تینوں نے پر خہ کی واپسی اور اپنے



عزیزوں کے قاتلوں کو اُن کے انجام تک پہنچانے کا فیصلہ کیا۔

"ماما کے نمبر سے جو مجھے لاسٹ میسج ریسیدو ہوا اُس میں بلوچ، راٹھور اور حاکم کے نام تھے شاید ماما نے جلدی جلدی اور کسی سے بچ کر میسج کیا تھا اس لیے یہ تینوں نام ہی سینڈ کر دیئے۔۔۔۔۔۔" مریام شاہ نے اُن دونوں کو وہ میسج دکھایا جو ابھی بھی اُس نے سنبھال کر رکھا تھا۔

"مطلب یہ تینوں ساتھ ملے ہوئے تھے، پر ہمیں تو بس بلوچ کا ہی پتہ ہے، بس اُسکی فائل ملی جس میں اُسکے بارے سب کچھ لکھا ہے۔۔۔۔۔۔" اُسامہ کی بات پر بُرہان نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"بلوچ کی فائل ہی چاہیے تھی اُسامہ بھائی یہی بلوچ ہمیں اُن تک لے کر جائے گا۔۔۔۔۔۔"

"ایک اور آدمی بھی ہے جو ہمیں اُن تک لے کر جاسکتا ہے، ایس پی عارف۔۔۔۔۔۔۔۔" وہ دونوں اُسکی بات پر چونکے۔

"بگ برو یہ کیسے۔۔۔۔۔۔" بُرہان سمجھ نہ۔

"ماما اُس دن ایس پی عارف سے ملنے ہی جا رہی تھیں اور ماما نے یہ بھی بتایا تھا کہ وہ اُن لوگوں کو جانتا ہے، اب یہ تمہارا کام ہے بُرہان کہ کس طرح ایس پی عارف سے سب پتہ لگواتے ہو۔۔۔۔۔۔"

"جی بگ برو، ہو جائے گا۔۔۔۔۔۔"

"اب سب سے اہم کام ہے پر خہ کو لال حویلی سے نکال کر لانا اس کے لیے ہمیں سب سے پہلے لال حویلی تک رسائی حاصل کرنا ہوگی، اس لیے میں لال حویلی جاؤنگا۔۔۔۔۔۔"

"مریام تم، تم تو نہیں جاسکتے وہ پہچان لے گا تمہیں۔۔۔۔۔۔" اُسامہ اپنی حیرت پر قابو پاتے ہوئے بولا۔

[illegible]

"اُسامہ اس فائل میں جو بلوچ کے کالے دھندے ہیں اُن میں سے کسی ایک پر تمہیں اٹیک کرنا ہو گا تاکہ مجھے لال حویلی جانے میں آسانی ہو۔۔۔۔۔"

"کیوں نہ بلوچ پر ہی اٹیک کروادیں تاکہ تمہیں اُسکا اعتبار جیتنے پر آسانی ہو۔۔۔۔۔" اُسامہ کی بات میں وزن تھا جس پر مریم شاہ نے سر ہلادیا۔۔

پھر مریم شاہ اپنے منصوبے کے مطابق جو نیجوبن کو نور حویلی گیا اور کچھ ہی دنوں میں وہ اپنی زہانت کا استمال کرتا اُس کا خاص آدمی بن چکا تھا عامرہ خاتون اور کبیر امجد کو اپنے نقلی والدین بنائے اور جس گھر میں وہ رہ رہے تھے مریم جانتا تھا یہاں خُفیہ کیمرے لگے ہوئے ہیں اس لیے وہ مریم شاہ کو

اپنا سب سے بڑا دشمن ظاہر کرتا تھا جس سے بدلہ لینے کی خاطر وہ قادر بلوچ سے ملا تھا تاکہ انکی باتیں سن کر بلوچ کو بھی یقین ہو جائے۔

اُسی پلان کے تحت اب لوگوں نے نتاشا خان کو ڈیل کر کے بلوچ کے پاس بھیجا تھا وہ ایک کوٹھے والی تھی جسے پیسے سے مطلب تھا اُس کا کام بلوچ کے موبائل تک رسائی اور اُس کے اندر وہ ڈیوائس فٹ کرنا تھا جس کے ذریعے مریم شاہ اُسکی ہر کال کو پر نظر رکھ سکتا تھا۔

مریم شاہ شہر بلوچ کے کام سے آتا تھا مگر گاڑی بدل کر وہ اپنے آفس چلا جاتا جہاں اُسامہ نے جب اُسے جو نیجو کے شہر آنے کی اطلاع دی تھی تو مقصد یہ تھا کہ مریم شاہ کو جو نیجو بن کر کیا کرنا ہے اور اُسامہ کو مریم شاہ بن کر کونسا عمل کرنا ہے۔

مریم شاہ نے اپنے پلان کے مطابق اُس رات ٹرک میں سامان لوڈ کرواتے ہوئے سلطان سے بمب بھی فٹ کروایا تھا تبھی بلوچ کی کال آئی جسے مریم شاہ نے زہر بھری مسکراہٹ سے پک کیا۔

"کام ہو گیا جو نیجو۔۔۔۔۔" بلوچ کی تشویش زدہ آواز اُس کے کانوں میں پڑی۔

"یہی سمجھے ہو گیا جس طرح کام کیا ہے کوئی مانی کالال بھی وہاں تک نہیں پہنچ

سکتا۔۔۔۔۔" بلوچ سے بات ختم کر کے مریم شاہ نے موبائل جیب میں رکھا اور سگریٹ کا لمبا سا کش لے کر سلطان کو ٹرک سے پھلانگنے کا اشارہ کیا سلطان سر ہلاتا ٹرک سے اتر کر دور جھاڑیوں میں کھڑی اُسامہ کی گاڑی میں بیٹھ گیا تبھی ایک زوردار دھماکہ ہوا اور سب جل کر راکھ

ہو گیا جب فارم سے لیاقت اور شمشاد بھاگتے ہوئے تو اس نے جان بوجھ کر اُسامہ کو اُنکے سامنے آنے کا اشارہ کیا۔

"میں نے کیا یہ سب۔۔۔۔۔" اُسامہ کی بات پر وہ دونوں چونک کر پلٹے مگر وہ مریم شاہ سے صرف نام کی حد تک واقف تھے اس لیے مریم شاہ نے اُنکو سنانے کے لیے اپنا نام منہ سے نکالتا کہ وہ جا کر مریم شاہ کا نام ہی بلوچ کے آگے لیں۔

"تم دونوں اس آگ کو بجھانے کی کوشش کرو میں بلوچ کے پاس جا رہا ہوں۔۔۔۔۔" مریم شاہ نے اُنکو کہا اور گاڑی میں بیٹھ کر اُسامہ کو کال ملا دی۔

"میں نے ایکٹنگ کرنے کا کہا تھا ایسی اوور ایکٹنگ نہیں مسٹر اُسامہ شاہ۔۔۔۔۔" مریم شاہ جس نے اُسکی باتوں کو بڑی مشکل سے برداشت کیا تھا چبا کر بولا تو دوسری طرف اُسامہ قہقہہ لگا گیا۔

"یہ اوور ایکٹنگ نہیں تھی بلکہ سو فیصد تمہاری کاپی تھی یا تم اس کے بجائے کہ مجھے شاباش دو اُلٹا طنز کر رہے ہو۔۔۔۔۔"

"جب ملو گئے نہ تو دو لگا کر شاباش دو نگا فضول آدمی۔۔۔۔۔" کہہ کر اُس نے کال کاٹ دی۔

"یہ تمہارا کھڑوس بھائی کبھی خوش نہیں ہو سکتا۔۔۔۔۔" اُسامہ نے جل کر بُرا ہان سے کہا جو قہقہہ لگا کر سر ہلا گیا۔

"

"

"ایک اور ہار ایک اور ناکامی اُس مریم شاہ کے ہاتھوں۔۔۔۔۔" جب مریم نے آکر بلوچ کو بتایا تو اُسکی تڑپتی حالت کو مریم شاہ نے بہت سکون سے انجوائے کیا تھا۔

"ابھی تو شروعات ہے بلوچ ابھی سے ہارنے لگے وہ دل ہی دل میں بولتا بظاہر اُسکا غم ہلکا کرنے لگا۔ پھر اُسی رات وہ کال پر اُسامہ سے مخاطب تھا۔

"میرے خیال میں اب ہمیں بلوچ کا اعتماد اور جیتنے کے لیے ننا شاخاں کو اس ڈرامے سے کٹ کر دینا چاہیئے۔۔۔۔۔"

"ٹھیک ہے جیسے تم کہو۔۔۔۔۔"

"بُراں سے کہو مجھے تمہاری اور ننا شاخاں کی پک واٹس ایپ پر کرے۔۔۔۔۔"

اب وہ بلوچ کا نمبر ملا کر اُس سے بات کرنے لگا۔

"بلوچ سائیں مجھے بہت بڑی بات پتہ چلی ہے جس سے میرا بھی آپ سے ملنا بہت ضروری ہے۔۔۔۔۔" مریم شاہ جانتا تھا وہ اس وقت نُور حویلی ہے اس لیے وہ جان بوجھ کر بولا تھا تاکہ وہ اُسے وہاں آنے کی اجازت دے اور پھر اُسکی سوچ کے عین مطابق بلوچ نے اُسے وہاں بلوایا تھا بُراں نے تصویر واٹس ایپ کر دی جسے ساتھ لیے وہ نُور حویلی آیا جہاں قدم رکھتے ہی اُس نے پر خہ کو دل میں پُکارا۔

"صرف چند قدموں کا فاصلہ رہ گیا ہے پر خہ تم تک پہنچنے کے لیے۔۔۔۔۔"

قادر بلوچ کو ننا شاکی اصلیت بتاتا وہ بہت حد تک اُسکا اعتبار حاصل کر گیا تھا وہاں سے اُٹھتے ہی اس

نے بُرہان کو میسج کیا۔

"نتاشا کو اب بلوچ کی پہنچ سے دُور رکھنے کا کام تم دونوں کا ہے، گھمن آ رہا اُسے لے  
کر۔۔۔۔۔"

"

مریام شاہ بلوچ کا اعتماد جیتنے میں کامیاب ہو چکا تھا اس لیے بلوچ نے اسے نُور حویلی کی سیکیورٹی کی  
نگرانی سونپ دی تھی مریام شاہ نے تمام کیمروں کا کنکشن اپنے موبائل سے کنکٹ کر لیا تھا وہ سب  
سیٹ کرتا ٹیس پر آیا تو اُسکی نگاہ کی گرفت میں ایک گلابی آنچل آیا تھا وہ غور سے اُس لڑکی کو دیکھنے  
لگا جس پر اسے پر خہ کا گمان ہوا تھا جب پر خہ نے اُسکی طرف چہرہ کیا تو مریام شاہ کا دل دھڑکنا بند ہو  
گیا۔

"پر خہ۔۔۔۔۔" وہ زیر لب بولا جو اپنی پُشت پر اُسکی نظروں کا احساس کرتی بار بار اسے دیکھنے کی  
کوشش کر رہی تھی اور پھر وہ ساری رات سونہ پایا تھا پر خہ کو قریب سے دیکھنے کی خواہش زور  
پکڑتی چلی گئی آخر کار بے بس ہو کر وہ اُس رات اُسامہ اور گھمن کی مدد سے پر خہ کے کمرے تک  
پہنچ گیا تھا۔

دوسری طرف گھمن جو بلوچ کے اُوپر نظر رکھے ہوئے تھے اُس دن رات اٹھوڑ کو وہ دیکھ تو نہ پایا تھا مگر  
اُسکی آواز بُرہان تک پہنچادی تھی جسے سُن کر اور ایس پی سی ملی انفارمیشن سے وہ اپنا ٹارگٹ مکمل کر

چُکا تھا اب مریم شاہ نے اُسے دوسرا ٹارگٹ دیا تھا جس میں وہ جگوبن کرایا زبلوچ کے ٹھکانے تک گیا تھا تاکہ اُس کے اسمگلنگ کے دھندے پر نظر رکھ کر لڑکیوں کو بچا سکے اس لیے جان بوجھ کر اُس دن ہوٹل میں بُرہان نے ایاز بلوچ کو اپنی طرف راغب کیا۔

مریم جو اپنے موبائل سے تمام کیمرے کنکٹ کر چُکا تھا پر خہ کے مُنہ سے سچاول کا گھٹیا پن اور پر خہ کی آنکھوں سے نکلتے آنسوؤں کو دیکھ کر اُس کا خُون کھول اُٹھا تھا اس لیے گھمن کو لے کر وہ سچاول کو مارنے کو اڑروں کی طرف بڑھ گیا۔

"اُسامہ علیہ کو بھیج دو، میں اب اور رسک نہیں لے سکتا پر خہ کے معاملے میں۔۔۔۔۔" اُسامہ کو کہہ دیا جس نے اگلے دن ہی علیہ کو نمل بلوچ کی دوست بنا کر بھیج دیا تھا علیہ امتل کے سوالوں سے بچتی نمل کے کمرے میں آئی جہاں پر خہ چائے لیے بیڈ کے پاس کھڑی تھی۔  
"ہائے میں امتل کی فرینڈ ہوں۔۔۔۔۔" علیہ نے غلط بیانی سے کام لیتے ہوئے پر خہ کے نزدیک آئی۔

"میم آپ یہ چائے مجھے دیں اور پلیز میرے لیے ایک گلاس پانی لادیں۔۔۔۔۔" علیہ کے میم کہنے پر پر خہ حیران ہوتی باہر چلی گئی۔

"نمل یوں پریشان ہونے کی اب کیا ضرورت جو ہونا تھا وہ تو ہو گیا۔۔۔۔۔" کہتے ہوئے علیہ نے اُسکے مُنہ پر رومال رکھ دیا تھا گلے پل ہی وہ ایک سائیڈ کی طرف لڑھک گئی علیہ بھاگ کر نسیمیں بیگم اور امتل کو بلا لائی اور پھر وہ نمل کو لے کر ہاسپٹل چلے گئے۔

"میں تو دلاسہ دے رہی تھی پر نمل دل پر زیادہ لے گئی۔۔۔۔۔" علینہ افسوس سے کہتے ہوئے اٹھ کر اُسکے پیچھے گئی اور رومال اُسکے منہ پر رکھتی وہ اُسے بھی سائیڈ پر لگانے لگی ایسے ہی اُس نے شہباز بلوچ کے ساتھ کیا۔

"سر میم۔۔۔۔۔" علینہ نے مریم شاہ سے اجازت چاہی تو اُس نے سر ہلادیا علینہ پر خہ کی تلاش میں کچن میں گئی وہاں پر خہ کو بیہوش کیا جسے مریم شاہ نے اپنے بازوؤں میں اٹھاتے ہوئے حویلی کے پیچھے دروازے سے گزرتے ہوئے بُرہان کی گاڑی میں ڈال دیا۔  
"بُرہان تم اپنی بھابھی کو لے کر جاؤ یہاں سے، اُسامہ اور علینہ آجائیں گئے۔۔۔۔۔"  
"اوکے بگ برو۔۔۔۔۔" بُرہان نے کہتے ہوئے گاڑی وہاں سے نکال لی۔

"صندل بوا کو سب سمجھا کر علینہ کے ساتھ بھیج دیا ہے، کیمرے بند تھے اب وہ آن کرنے لگا ہوں تم جاؤ اپنی جگہ پر۔۔۔۔۔" مریم شاہ واپس آیا تو اُسامہ کے کہنے پر وہی صوفے کے پاس کھڑا ہوا کہ اُسامہ نے اُس کے سر پر ڈھنڈا دے مارا گلے پل ہی وہ بیہوش ہو چکا تھا اُسامہ وہاں سے بھاگ آیا۔

"

"

"بگ برو کل رات وہ لوگ لڑکیاں اسمگلنگ کرنے لگے ہیں میں نے نمرہ اور آسیہ کو اُن لڑکیوں کے درمیان بھیج دیا ہے اب نیکسٹ کیا کرنا ہے۔۔۔۔۔" بُرہان نے مریم شاہ کو کال ملائی۔



"سب سے پہلے تو اس ایاز بلوچ کو اوپر پہنچاؤ تب تک میں اور گھمن وہاں جا کر اُن لڑکیوں کو آزاد کروا رہے ہیں۔۔۔۔۔۔" "مریام شاہ نے کہہ کر کال بند کر دی۔ پھر جب اُس نے سب کو آزاد کروا کر گھمن اور بُرہان کے ساتھ بھیج دیا اور خود کمرے میں آیا تو پیچھے کھٹکے کی آواز پر مریام شاہ نے مڑ کر دیکھا۔

"جونہجو۔۔۔۔۔۔" وہ امجد تھا ایاز بلوچ کا خاص آدمی۔

"مجھے بلوچ نے بھیجا ہے لیکن یہاں تو کوئی نہیں کہاں ہیں سب، آج رات تو لڑکیاں اسمگلنگ ہونی تھیں۔۔۔۔۔۔" "مریام شاہ گھبرا یا نہیں تھا پورے اعتماد سے بولا تو امجد نے پسٹل نیچے کر لیا۔

"جونہجو وہ تو مریام شاہ اور اُس کے گارڈز سب برباد کر کے چلے گئے، ایاز سائیں کو بھی مار دیا۔۔۔۔۔۔" "امجد کے بتانے پر اُس نے اپنے چہرے پر حیرت بھرے تاثرات لائے تھے۔

"

"

بُراہان نے بلوچ کی کال ٹریس کرتے ہوئے مریام شاہ کو باخبر کیا تھا کہ وہ مریام شاہ کی موت کا پلان بنا کر بیٹھے ہیں اس لئے مریام شاہ نے اُس دن پر خہ کے سامنے لفظوں ہی لفظوں میں اُسے محتاط رہنے کو بولا تھا مگر جب وہ شاپنگ پر گیا تو اُسامہ کو بھی ساتھ لے گیا جس سے آغانے اُسامہ کو ہی مریام شاہ سمجھ کر گولی چلا دی مریام شاہ کے اعصاب کو جھٹکا لگا تھا وہ سیدھا اُسے ہسپتال لایا اور مریام شاہ کے نام سے ہی اُسے ایڈمٹ کروایا۔

وہ ہسپتال سے نکلتا سیدھا گھر آیا جہاں پر نہ اُسکا انتظار کر رہی تھی مریم شاہ اُس کے گیلے بالوں کو دیکھ کر لب بھینچ گیا۔

"اتنی دیر کہاں لگا دی شاہ۔۔۔۔۔"

"وہ اصل میں اُسامہ کو بہت تیز بخار ہو گیا ہے سعدیہ خالہ بھی اسلام آباد اس لیے مجھے اُس کے پاس رُکنا ہو گا۔۔۔۔۔"

"اوہ۔۔۔۔۔" اُسے افسوس ہوا۔

"اگر میں دو دنوں کے لیے اُس کے فلائٹ پر چلا جاؤں تو تم ناراض تو نہیں ہو گی نہ۔۔۔۔۔" مریم نے اُسکے ہاتھ لبوں سے لگا لیے۔

"ارے اس میں ناراض ہونے والی کونسی بات ہے اُسامہ بھائی کو آپکی ضرورت ہے کیا میں بھی چلوں آپ کے ساتھ۔۔۔۔۔"

"نہیں تم یہی رہو، بس پُول کی طرف جانے سے پرہیز کرنا اوکے بائے۔۔۔۔۔" وہ اسکا سر چوم کر واپسی کو ہولیا۔

بُہان کو آغا کے پیچھے لگوا کر وہ خود نور حویلی آیا تھا جہاں سازش سے قادر بلوچ کو اپنی گاڑی میں بٹھا کر وہ سیدھا اپنے خفیہ ٹھکانے پر آیا تھا۔

"تو کیسا لگا سپر انزما ئے ڈیر سُسر جی۔۔۔۔۔۔۔" وہ بلوچ سے بولا جو ہکا بکا اُسکی طرف دیکھ رہا تھا۔

"تو پھر کیسا لگا سپر انزما ئے ڈیر سسر جی۔۔۔۔۔" وہ بلوچ کی طرف طنزیہ مسکراہٹ اُچھالتے ہوئے بولا جو اُسکی سب باتوں پر ہکا بکارہ گیا تھا۔

"تم نے میرے بیٹے کو مارا تم نے مریم شاہ۔۔۔۔۔" وہ سکتے سے نکلتے ہی چلانے لگا تھا۔  
"صرف بیٹے کو نہیں آپ کے داماد سجاو کو بھی بلکہ ابھی آپکو بھی مارنے لگا ہوں اور اسکے بعد شہباز کی باری، فکر نہ کرو تمہاری پوری نسل کو اوپر پہنچا کر ہی دم لوں گا۔۔۔۔۔۔۔"  
"نہیں۔۔۔۔۔" اُسکا رنگ لٹھے کی ماند سفید ہو چکا تھا۔

"کیا ہوا بلوچ خوف آرہا ہے اپنوں کی موت کا سُن کر، پر بے فکر رہو میں تمہاری عورتوں کو کچھ نہیں کہوں گا کیونکہ مریم شاہ تمہاری طرح ظالم تو بن سکتا ہے پر بے غیرت نہیں۔۔۔۔۔۔۔" اُسکا لہجہ کاٹ دار تھا بلوچ نے اپنے سُوکھے لبوں پر زبان پھیری۔  
"مجھے معاف کر۔۔۔۔۔"

"یہ ڈرامے نہیں چلیں گئے بلوچ کیونکہ یہ تم بھی اچھی طرح جانتے ہو کہ تم مر کر بھی سُدھر نہیں سکتے اور مریم شاہ مر کر بھی تمہیں معاف نہیں کر سکتا۔۔۔۔۔" مریم اُسکی دوغلی اصلیت سے اچھی طرح واقف تھا کہ وہ مکاری کی آخری حد کو چُھو سکتا تھا۔

"تم غلط سمجھ رہے ہو۔۔۔۔۔۔۔" وہ خفیف سا ہو کر بولنے لگا مگر مریم شاہ نے اپنی پتلون میں سے ہاتھ نکال کر اُسے چُپ رہنے کا اشارہ کیا۔

"فالتو بکواس نہیں بلوچ کیونکہ میرے پاس تمہارے لیے فالتو ٹائم نہیں، کچھ سوال کروں گا جن کے



تھا چونکہ اٹھا اور پھر کچھ سوچ کر ہنس دیا۔  
"تم مجھے نہیں مار سکتے مریم شاہ، کیونکہ تمہیں راٹھور اور حاکم کی تلاش ہے اور میرے سوا کوئی  
بھی تمہیں ان تک نہیں لے جاسکتا۔۔۔۔۔۔" مریم شاہ اُسکی خوش فہمی پر ہنسا تھا جیسے کسی بچے  
کی بات پر مسکرایا جاتا ہے۔

"وہ کیا ہے نہ بلوچ میں تمہارے ساتھ سات ماہ رہا تو ہوں پر میں تمہیں ایک بات بتانا بھول گیا  
دراصل مریم شاہ کسی کو بھی اپنی کمزوری نہیں بتاتا، ایک تھی کمزوری میری جس کا بارہ سال تم  
نے فائدہ بھی اٹھایا پر اب نہیں بلوچ۔۔۔۔۔۔" وہ رُکا پھر اس کے چہرے پر نظریں گاڑھ کر بولا۔  
"ایک اور بات اگلے جہاں جاتے ہوئے بتاؤں کہ ہم نے راٹھور کو ڈھونڈ لیا ہے اس لیے وہ خود ہی  
ہمیں حاکم تک لے جائے گا، تمہیں اور زندہ رکھ کر میں اب مزید اس دھرتی پر قہر نہیں کما  
سکتا۔۔۔۔۔۔" مریم نے اپنی پسٹل کا رخ اُسکے جانب کیا جو کانپنے لگا تھا۔  
"نہیں مریم شاہ، میں بتاتا ہوں راٹھور کے بارے تم مجھے آخری موقع دو۔۔۔۔۔۔"  
"میں تمہیں ایک سانس بھی اور لینے کا موقع نہیں دے سکتا۔۔۔۔۔۔" مریم نے اُس کی  
دوسری ٹانگ پر فائر کیا تھا پھر اُس کے ایک بازو پر پھر دوسرے بازو پر۔

"یہ تو ہو گیا ڈیڈ، انکل، پھوپھو اور ساحل کی موت کا بدلہ، اب رہا ماما کی موت کا تو یہ  
لو۔۔۔۔۔۔" اُس نے پاس پڑی گیلن اُس کے سر پر ڈال کر آگ لگادی اگلے ہی لمحے پورا کمرہ  
اُسکی دردناک چیخوں سے گونج اٹھا۔

" \_\_\_\_\_ "

وہ ابھی راستے میں تھا کہ بُرہان کی کال آگئی وہ جانتا تھا اس نے کیا کہنا ہے اس لیے گاڑی سائیڈ پر روک کر کال پک کی۔

"کہاں ہیں آپ بگ برو۔۔۔۔۔" اُس نے چھوٹے ہی پوچھا۔

"آن داوے، گھر جا رہا ہوں۔۔۔۔۔"

"آپ نے مار دیا نہ اُسے، پلان کے مطابق اس کے زیرِیے ہم راٹھور اور حاکم تک جاسکتے تھے۔۔۔۔۔"

"اُس کے بغیر بھی جاسکتے ہیں بُرہان۔۔۔۔۔"

"پر بگ برو۔۔۔۔۔"

"پر کو چھوڑو بس یہ بتاؤ جب تم نے نیوز سنی اُس کی موت کی تو دل کو سکون ملا کہ

نہیں۔۔۔۔۔" مریم شاہ کے پوچھنے پر بُرہان دوپیل کو چپ کر گیا جب بولا تو اُس کا لہجہ سخت تھا۔

"بہت زیادہ سکون ملا یہ سُن کر کے وہ جل کر راکھ ہو گیا، یہ سُن کر کے اُسے قبر نے بھی قبول کرنا

گوارا نہیں کیا اور سب سے زیادہ سکون تب ملا جب اُسے حسن شاہ اور ہادیہ شاہ کے بیٹے مریم شاہ نے اُسی افیت سے مارا جتنی ہمارے پیاروں کو ملی۔۔۔۔۔"







میں آیا تو پر خہ کوئی وی میں مصروف پایا صوفے پر بیٹھی پوری طرح گم تھی۔  
"کیا دیکھ رہی ہو اتنا محو ہو کے۔۔۔۔۔" مریم شاہ کی آواز پر وہ اُچھلی اسے اپنے سامنے مسکراتا پایا  
کر خوش ہوتی بولی۔

"شاہ آپ کب آئے۔۔۔۔۔"

"سیدھا روم میں آیا ہوں تم سے ملنے تم ہو کہ ٹی وی میں اس قدر ڈوبی تھی کہ میرے آنے کا پتہ  
بھی نہیں چلا۔۔۔۔۔" مریم شاہ موبائل والٹ اور کیز ٹیبل پر رکھتا بولا وہ شرمندہ سی ہو گئی۔  
"وہ میں نیوز دیکھ رہی تھی بس۔۔۔۔۔" اُس کے کہنے پر مریم شاہ نے سر سری نظر نیوز پر ڈالی  
مگر اگلے ہی لمحے بریکنگ نیوز کی چلتی لائنز پر اُس کا دماغ بھک سے اڑا جہاں ایم این اے قادر بلوچ کی  
موت کی خبر بار بار دی جا رہی تھی اس سے پہلے کہ پر خہ پیچھے کی جانب مڑتی مریم شاہ نے اُسے  
اپنی طرف گھسیٹ لیا۔

"یہ تمہیں کب سے نیوز دیکھنے کا شوق پیدا ہو گیا۔۔۔۔۔" کہتے ہوئے مریم نے صوفے  
سے ریموٹ پکڑ کر چینل چینج کر دیا،

"شوق تو نہیں، ویسے ہی لگا لیا۔۔۔۔۔"

"بور ہو رہی تھی میری جان۔۔۔۔۔" مریم شاہ نے اُس کے بالوں سے کیچر اُتار لیا۔

"آپ کو اس سے کیا۔۔۔۔۔" اُس کا انداز کچھ نزوٹھا سا تھا مریم شاہ زیر لب مسکرایا۔

"اوہ تو بیگم صاحبہ ناراض ہے، کوئی نہیں ہم ابھی منالیتے ہیں۔۔۔۔۔" مریم شاہ نے اُسکی کمر

میں ہاتھ ڈال کر اُسے اپنے قریب کرتے ہوئے اُسکی پیشانی چوم لی۔  
"آئی نو میں تمہیں زرا ٹائم نہیں دے پایا جس کے لیے آٹم صوری بلکہ اسکا مداوا کرنے کو بھی تیار  
ہوں اس لیے اب پورے دو دن تمہارے نام اب ناراضگی ختم۔۔۔۔۔۔" اُسکا چہرہ اپنے ہاتھوں  
میں بھرتے ہوئے بولا تو اُس نے سر اثبات میں ہلادیا۔  
"اُس رات صندل بوا کو میں نے کچھ شاپنگ بیگز پکڑائے تھے، کہاں ہیں وہ۔۔۔۔۔۔" یاد آنے پر  
پوچھنے لگا۔

"وہ تو ڈریسنگ روم میں رکھوا دیئے تھے۔۔۔۔۔۔"  
"مجھے پورا یقین ہے کہ تم نے اُنکو کھولا نہیں ہوگا۔۔۔۔۔۔" اُسکی سوچ کے مطابق جواب آیا تھا۔  
"جی میں نے نہیں دیکھا، کیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔"  
"اچھا کیا، بتانا ہوں تم ایسا کرو کہ کچھ دیر کے لیے نیچے جاؤ، جب میں کہو نگائب اوپر آنا تمہارے  
لیے سپرائز ہے۔۔۔۔۔۔۔۔"

"کیا سپرائز ہے۔۔۔۔۔۔۔۔" اِس کے تجسس پر وہ ہنس دیا۔  
"پریٹی گرل اگر بتا دیا کہ کیا سپرائز ہے تو پھر وہ سپرائز تو نہ ہو انہ، تم ایسا کرو کہ عامرہ بوا کو اپنی پسند  
کامینیو بتاؤ آج کا ڈنر تمہارے ساتھ تمہاری پسند کا کرنا چاہتا ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔" اُس کے نرمی  
سے کہنے پر وہ سر ہلاتی چلی گئی تو مریم شاہ ڈریسنگ روم میں آیا سب بیگز کو پکڑ کر بیڈ پر رکھا اور

" "

"شاہ آپ۔۔۔۔۔"

"جسٹ ٹین منٹس، میں دس منٹس کے بعد اسی دروازے کے سامنے

ملو نگا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ "مریام نے کہتے ہوئے کمرے کا دروازہ بند کیا اور اپنے کمرے میں آیا وارڈرب سے اپنا ڈریس نکالا واش روم سے فریش ہو کر ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے بال سیٹ کیے خود پر پرفیوم چھڑکتا ایک نظر اپنے اوپر پر ڈالی وہ بلیک پینٹ کوٹ میں ملبوس اپنی شاندار شخصیت کے ساتھ غضب ڈھا رہا تھا اُسے اپنی بھرپور وجاہت کا ادراک تو تھا مگر کبھی اُس کے اندر غرور نام کی کوئی چیز نہیں تھی ہمیشہ لڑکیوں کو اپنی طرف راغب پایا تھا مگر پر خہ کے خیال سے وہ کبھی غافل نہیں ہوا تھا اس لیے یہ کبھی کسی کی طرف متوجہ نہیں ہوتا تھا۔

"پر خہ۔۔۔۔۔" وہ نیچے آ کر کمرے کا دروازہ نوک کرنے لگا دروازے کو کھلے پا کر وہ اندر داخل ہوا اُس پر نظر پڑتے ہی جہاں وہ ساکن ہوا تھا وہی اُسکی نظریں بھی اُس کے حسین سراپے پر جامد ہو گئیں تھیں لال سُرخ رنگ کی میکسی جس کے گلے اور بازوؤں پر گولڈن کام ہوا تھا سُرخ ڈوپٹہ ایک کندھے پر رکھے بالوں کو کھلا چھوڑ کر کیچر لگایا تھا گولڈ کی جیولری اور چوڑیوں میں چہرے پر صرف لپسٹک لگائے وہ سیدھی اسکے دل میں اُتر گئی تھی دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر ہاتھ پتلون کی جیبوں میں ڈالے وہ یک اُسے دیکھتا آنکھوں کے راستے دل میں اُتار رہا تھا جو اسکی نظروں کی گرمی سے پگھلتی نظریں جُھک گئی تھی۔

"آج سے پہلے کبھی کسی منظر نے اتنا بے خود نہیں کیا جتنا تمہاری ان جُھکی پلکوں نے، گالوں پر چھائی سُرخِی اور ان رس بھرے انگوری لبوں نے اپنی طرف کھینچا ہے کہ دل بے بس سا ہو گیا ہے

اور نگاہیں ہیں کہ تم پر سے ہٹنے کو انکاری ہو گئی ہیں۔۔۔۔۔ "نہ صرف اُسکا لہجہ گھمبیر تا میں  
ڈوبا ہوا تھا بلکہ اُسکی نگاہوں کے انداز بھی بہکے بہکے تھے جن کو خود پر محسوس کرتی وہ زور سے ہور ہی  
تھی اُسکا دل دھک دھک کرنے لگا جب مریم شاہ نے اپنے قدم اسکی جانب بڑھائے۔ وہ اُس کے  
قریب آتا اُسے اپنے احصار میں لے چُکا تھا۔

"یورلک سویوٹی فُل مائے پریٹ وائف، مجھے اندازہ نہیں تھا تُم اس ڈریس میں اتنی خوبصورت لگو گی۔۔۔۔۔۔۔۔"

"مجھے بھی نہیں پتہ تھا آپ اتنے رومانٹک ہونگے۔۔۔۔۔" وہ اسکی تنگ ہوتی گرفت سے نکلتی اپنے بے تحاشہ دھڑکتے دل کو معمول پر لانے لگی۔

"اور مجھے بھی نہیں پتہ تھا تم اتنی ان رومانٹک ہو گئی۔۔۔۔۔" اُس کا اشارہ پر خہ کا اُسکی گرفت سے نکلنے کی جانب تھا جس کو وہ سمجھتی مُسکرائی۔

"خیر چھوڑو، اسکا بدلہ تو بعد میں لیں گئے پہلے میرے ساتھ آؤ۔۔۔۔۔" مریام شاہ نے کہتے ہوئے اسکی کلائی تھامی اور اسے ساتھ لیے کمرے میں آیا پر خہ نے کمرے میں قدم رکھا تو مریام نے آگے بڑھ کر کمرے کی تمام لائنس جلادیں پورا کمرہ روشنیوں میں نہا گیا جبکہ پر خہ کمرے پر نگاہ دوڑاتی حیران رہ گئی دروازے سے لے کر بیڈ تک گلاب کی پتیوں سے راستہ بنایا گیا تھا جن کے گرد الیکٹریک کینڈلرز رکھی گئیں تھیں پر خہ اُس پر چلتی بیڈ تک آئی جہاں بیڈ پر ایک ہارٹ بنا ہوا تھا جس میں دونوں کے ناموں کے ناموں کے پہلے حروف لکھے ہوئے تھے سائیڈ ٹیبل، ڈر سینگ ٹیبل اور ٹیبلزیر

گلاب کے پُھولوں کے گلدستے رکھے ہوئے تھے۔

"شاہ، یہ سب بہت اچھا ہے۔۔۔۔۔" وہ گلاب کی پتیوں کو ہاتھ میں لیے اُس سے بولی جو دروازے کے پاس کھڑا دیوار سے ٹیک لگائے اس کے چہرے پر پھیلی خوشی کو محویت سے دیکھ رہا تھا اُسکی بات پر مسکرا دیا جس کے نگاہ اب ٹیرس کی طرف اٹھ گئی تھی جسکی لائنس مریم نے آف کر دیں۔

"واؤ، شاہ۔۔۔۔۔" اُس کے منہ سے بے اختیار نکلا ٹیرس پر ٹیبل اور دو کرسیاں آمنے سامنے لگائی ہوئیں تھیں جن کے اوپر وائٹ کلر کی الیکٹریک امبریلا جل رہی تھی جس کی گولڈن کلر کی مدھم مدھم روشنی اُس ماحول کو خواب ناک بنا رہی تھی ٹیبل پر اکیڈل اسٹینڈ جس پر لگی چھ کینڈلز اپنی چمکتی لوؤں سے اور ٹیرس کی بیک سائیڈ پر لگے وائٹ کاٹن جن پر سنسمری لائنس لگی ہوئیں تھیں، آسمان پر چمکتے تارے اور چودھویں کا چاند اپنی پوری شان سے چمکتا اتنا حسین منظر پیش کر رہا تھا کہ وہ مبہوت سے دیکھتی رہ گئی۔

"بہت خوبصورت شاہ، کتنا حسین منظر ہے۔۔۔۔۔" وہ اُسکا ہاتھ پکڑتی ٹیرس پر آگئی۔  
"اس چودھویں کے چاند کو دیکھ رہی ہو تم، مریم شاہ کی زندگی کا بھی تم چودھویں کا چاند ہو جو بارہ سال تک میرے آسمان سے غائب ہو کر مجھے اندھیری راتوں کا مسافر بنا گیا تھا مگر اب وہ چاند واپس آکر میرے چار سُرور و شنی بکھیر گیا۔۔۔۔۔۔۔" وہ اس کے شانوں پر ہاتھ رکھ کر بولا پھر اُسے تھام کر کرسی پر بٹھایا اور گھوم کر دوسری نشست سمنجھال لی اور پھر چھوٹی موٹی باتیں کرتے

انہوں نے ڈنر کر لیا۔

"میں اس نائٹ کو کچھ اسپیشل بنانا چاہتا تھا اس لیے کینڈل لائٹ ڈنر کا سوچا، آئی ہوپ تمہیں سب اچھا لگا ہو گا اور یہ کھانا سب تمہاری پسند کا ہے۔۔۔۔۔"

"بہت اچھا لگ رہا ہے، میں نے تو کبھی ایسا خواب میں بھی نہیں سوچا تھا، سب سے زیادہ تو مجھے آپکا ساتھ اچھا لگ رہا ہے شاہ۔۔۔۔۔"

"اور مجھے شاہ کی بیوی سب سے اچھی لگ رہی ہے۔۔۔۔۔" مریم شاہ نے مسکراتے لہجے میں کہتے ہوئے اُس کا ہاتھ تھام کر لبوں سے لگا لیا پر خہ کے گالوں پر سُرخ چھانے لگی جس کو مریم شاہ نے دلچسپی سے دیکھا تھا۔

"تمہارے لیے گفٹ ہے میرے پاس۔۔۔۔۔" مریم اُس کے قریب آتا اُس کا ہاتھ پکڑ کر کھڑا کیا اور اپنی جیب سے ایک مخملی کیس نکال کر اُس میں سے ڈائمنڈ لاکٹ نکال کر پر خہ کو دیا جسے ہاتھ میں لیے وہ پسندیدہ نظروں سے دیکھتی خوشی سے بولی۔

"بہت خوبصورت۔۔۔۔۔"

"پر تم سے کم، پہناؤں اجازت ہے۔۔۔۔۔" اُس کے سر ہلانے پر مریم نے لاکٹ اُس کے ہاتھ سے لیا اور اُس کے لمبے سلکی بالوں کو آگے کرتا پہنا گیا۔

"اسی طرح کسی اور کام کی بھی اجازت چاہیے۔۔۔۔۔۔۔۔۔" مریم اُس کے گرد اپنے بازو باندھتا اُسکی پشت اپنے سینے سے لگا گیا۔

"کس کام کی۔۔۔۔۔"

"پیار کرنے کی۔۔۔۔۔" اُس نے اپنے گال اس کے گالوں کے ساتھ ٹچ کیے پر خہ کا دل زور سے دھڑکا۔

"اپنا آپ مجھے سونپ دو۔۔۔۔۔" اس کے بالوں کی خوشبو چڑاتا وہ سرگوشی کر گیا پر خہ شرم سے سُرخ ہوتی اس کے سینے میں ہی مُنہ چھپا گئی۔ مریام شاہ نے اُسے اپنے مضبوط بازوؤں میں اٹھایا اور قدم بیڈ کی طرف بڑھا دیئے اُسے نرمی سے بیڈ پر لٹا دیا اور خود اُس پر جھکا جو اس قدر نزدیکی پر لال سُرخ ہوتی دھڑکنوں کی تیز رفتار پر حیران تھی جو معمول سے ہٹ کر چل رہی تھیں۔

"میری قُربت زور کر رہی ہے۔۔۔۔۔۔۔" مریام شاہ نے گہری نگاہوں سے اس کے سُرخ چہرے کی طرف دیکھا جس نے سر اثبات میں ہلایا تھا۔

"اور مجھے تمہاری قُربت مدہوش کر رہی ہے۔۔۔۔۔۔۔" وہ پیشانی سے شروع ہوتا گردن تک اپنے لبوں سے مہریں ثبت کرتا چلا گیا پر خہ نے اپنی آنکھیں زور سے میچ لی تھیں۔

"یار اتنا ڈر کیوں رہی ہو۔۔۔۔۔۔۔" ڈوپٹہ اس کے وجود سے ہٹا تا وہ زیر لب مُسکرا کر بولا جس پر پر خہ نے آنکھیں کھول کر اسکی مُسکراتی اور شرارتی آنکھوں کو دیکھا تو سٹپٹا کر دوبارہ آنکھیں بند کر گئی

مریام شاہ ہنس دیا اس سے اسے پر خہ پر ٹوٹ کر پیار آیا تھا جس کا اظہار کرنے میں اُس نے ایک پل کی دیر نہیں لگائی تھی۔

"شاہ۔۔۔۔۔۔۔" وہ بُمُشکل بولی۔



"ہاں بولو، پلیز کمرے کی لمبائی چوڑائی پر غور کرنے کا اس ٹائم میرا کوئی موڈ نہیں۔۔۔۔۔۔" وہ اپنا کوٹ اتار کر سائیڈ پر رکھتا شرات سے بولا تو پر خہ اسکی بات کا مطلب سمجھتی مُسکراتی ہوئی اُس کے سینے میں ہی مُنہ جُھپا گئی تو مریم شاہ بھی مُسکراتے ہوئے اپنی گرفت مضبوط کرتا چلا گیا اور اس پر اتنا ٹوٹ کر برسا کہ اُسکا تن من اس کے پیار کی برسات میں بھگنے لگا۔

"

شہباز بلوچ نے گھمن کے کہنے پر تھانے جا کر رپورٹ کروا آیا تھا اور پھر مریم شاہ کی سوچ کے عین مطابق راٹھور نے خود ہی شہباز بلوچ سے رابطہ کر لیا تھا اس وقت وہ دونوں بلوچ ہاؤس میں تھے۔

"کیا میں آپکا چہرہ دیکھ سکتا ہوں۔۔۔۔۔۔" شہباز بلوچ نے اس کے ماسک کے پیچھے جُھپے چہرے کی طرف دیکھ کر ہچکچاتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں۔۔۔۔۔۔" سپاٹ انداز پر وہ چُپ رہ گیا جو کہہ رہا تھا۔

"تمہارے باپ کو مارنے والا بلوچ ہاؤس میں ہی جُھپا ہے کسی نہ کسی رُوپ میں اور میں ایسا چانس کبھی نہیں لیتا جس میں مجھے اپنی جان کا خطرہ ہو۔۔۔۔۔۔"

"کون ہے وہ آپ بتائیں مجھے میں اُسکی جان لے لوں گا۔۔۔۔۔۔" وہ جوش میں آیا۔

"اگر یہ پتہ ہوتا تو تمہارا باپ نہ مرتا، جو کوئی بھی ہے بہت ہوشیاری سے اپنا کام کر رہا، اگر وہ پکڑا

جائے تو مریم شاہ تک جانا آسان ہو جائے۔۔۔۔۔"

"کوئی ہنٹ مل سکتا ہے مجھے کہ اُسکی پہچان کرنے کے لیے مجھے کیا کرنا ہوگا کیونکہ اب اُسکا اور ہمارے درمیان رہنے کا مطلب میری اور میری فیملی کی جان کو بھی خطرہ ہے۔۔۔۔۔" اُسکی بات سُن کر راٹھور اپنی جگہ سے اٹھا اور کچھ سوچتا ہوا ونڈو سے باہر دیکھنے لگا۔

"جو نیچو بہت خاص آدمی تھا تمہارے باپ کا، کہاں ہے وہ۔۔۔۔۔"

"وہ تو چھٹی لے کر اپنے ماں باپ کے ساتھ دوسرے گوٹھ گیا، کیوں آپکو اُس پر شک ہے۔۔۔۔۔"

"شک تو ہر ایک بندے پر اب کرنا پڑے گا ہمیں، تم ایسا کرو اُسے بلاؤ یہاں، میں اُس سے ملنا چاہتا ہوں ہمیں یقین ہے اُسکے پاس ضرور کوئی بات ہوگی آخر وہ مریم شاہ کے ساتھ کام کر چکا ہے۔۔۔۔۔"

"آپ اُس کے سامنے جائیں گئے۔۔۔۔۔" شہباز بلوچ حیران ہوا۔

"تمہارے باپ کی طرح احمق نہیں ہوں میں کہ ایسے ہر ایک پر اعتبار کر لوں، کرنا ہوتا تو تمہارے سامنے ایسے نہ آتا میں اُس کے سامنے بھی ایسے ہی آؤنگا۔۔۔۔۔" کہتے ہوئے وہ اپنا موبائل ٹیبل سے اٹھانے لگا۔

"تمہارے باپ کو مریم شاہ نے بہت بُری موت دی ہے کہ اُسکی لاش بھی نہیں مل سکی، اُس سے بدلہ لینا اب تم پر فرض ہے اس لیے مریم شاہ پر نظر رکھو آج ہسپتال سے چھٹی مل گئی

اُسے۔۔۔۔۔" کہتا ہوا وہ پچھلے دروازے سے اپنی گاڑی کی طرف بڑھاپچھے شہباز بلوچ کچھ سوچتا اپنا فون نکال کر نمبر ملانے لگا۔

"

وہ واش روم سے فریش ہو کر باہر آیا تو اُس کا فون وائبر پیٹ کرنے لگا ٹاول سے بالوں کو خشک کرتا وہ چلتا ہوا سائیڈ ٹیبل پر آیا جہاں شہباز بلوچ کا لنگ نظر آ رہا تھا ایک نظر سُئی پر نہ پر ڈالتا وہ ٹیس پر آ گیا۔

"جی بلوچ سائیں۔۔۔۔۔"

"ہاں جو نیجو آج ہی واپس آؤ۔۔۔۔۔" اُس کے آڈر پر مریم شاہ کے چہرے پر ناگواری آئی۔

"کیوں خیر ہے بلوچ سائیں، بڑے سائیں تو ٹھیک ہیں نہ۔۔۔۔۔"

"نہیں اُنکو مار دیا مریم شاہ نے، تم بس جلدی آؤ واپس۔۔۔۔۔" اُس نے کال بند کر دی جبکہ

مریم شاہ اسکے یوں آڈر کرنے پر کچھ سوچتا بُرہان کو کال ملا گیا۔

"پہنچ گئے سیف ہاؤس۔۔۔۔۔" چُھوٹے ہی پوچھا۔

"جی بگ برو۔۔۔۔۔"

"شہباز بلوچ جو نیجو کو واپس آنے کا کہہ رہا وہ بھی آج، اُسکی اتنی جلدی کے پیچھے کوئی وجہ لگ رہی

مجھے۔۔۔۔۔"

"گھمن سے بات ہوئی تھی میری راٹھور بلوچ ہاؤس آیا تھا۔۔۔۔۔" بُرہان کی اطلاع پر اُس نے سر ہلایا۔

"اوہ تو میں اب سمجھا، راٹھور کے کہنے پر اگر شہباز مجھے بلارہا ہے تو اُسکی دو وجہ ہو سکتی ہیں یا تو اُسے مجھ پر شک ہے یا پھر وہ جو نیجو کو مریم شاہ کے خلاف استعمال کرنا چاہتا ہے۔۔۔۔۔" مریم شاہ کے دماغ نے کام کیا تھا۔

"اور بگ برویہ آپ بھی اچھی طرح جانتے ہیں یہ دونوں وجہ ہمارے ہی فائدے کی ہیں۔۔۔۔۔" اُسکی بات پر مریم شاہ مسکرایا۔

"کیا آپ جارہے بلوچ ہاؤس۔۔۔۔۔" بُرہان کے پوچھنے پر مریم شاہ نے پلٹ کر سُوائی ہوئی پر خہ کو دیکھا جس سے وہ دودن رہنے کا وعدہ کر چکا تھا۔

"نہیں آج نہیں کل شاید جاؤں، او کے پھر اُسامہ کا خیال رکھنا بائے۔۔۔۔۔" کال بند کرتا موبائل ہاتھ میں لیے کمرے میں آیا۔

"

وہ موبائل ہاتھ میں لیے کمرے میں آیا موبائل کو ٹیبل پر رکھ کر ٹاول کو ٹاول سٹینڈ پر رکھتا بیڈ کی طرف آیا جہاں پر خہ پوری طرح نیند کی وادیوں میں کھوئی ہوئی تھی مریم شاہ اُس کے قریب ٹک گیا اور اُسکے سلکی بالوں کو سہلانے لگا پھر جھک کر اُسکی پیشانی چوم لی۔

"پر خہ۔۔۔۔۔" اُس کے کان کے قریب جا کر سرگوشی کرنے والے انداز میں پکارا جس پر اگلے پل ہی وہ کسمسکتی ہوئی آنکھیں کھول کر اسے دیکھنے لگی جو اس کے بہت قریب بیٹھا اپنی آنکھوں سے اس کے ایک ایک نقوش کو چُھو رہا تھا وہ خود پر جمی اُسکی نظریں اور رات کے منظر یاد کرتی لال سُرخ ہوتی اپنے چہرے کو کمبل میں چُھپا گئی مریام شاہ ہنس دیا اور ہاتھ بڑھا کر اس کے چہرے سے کمبل ہٹایا۔

"اُف ایک تو یہ تمہارے شرمانے کی ادا مجھے لے ڈوبے گی۔۔۔۔۔" وہ اسکی گردن پر جُھکا۔  
"اور آپکی بے شرمی۔۔۔۔۔" وہ کہتی ہوئی اُٹھنے لگی مگر مریام شاہ نے اُسکی قمر میں ہاتھ ڈال کر ایسا کرنے سے روک لیا۔

"ابھی تم نے میری بے شرمی دیکھی کہاں ہے مسز۔۔۔۔۔" وہ ایک شوخ سی شرارت کر گیا  
پر خہ کی جان اُسکے لبوں پر آگئی۔

"ویسے اگر اجازت دو تو یہ دن بھی رات بن سکتا۔۔۔۔۔" مریام شاہ نے اپنے پاؤں سے اُسکا پاؤں سہلاتے ہوئے معنی خیزی سے کہا تھا جسکا مطلب سمجھتی پر خہ کے ہوش اُڑ گئے وہ جلدی سے اسے پیچھے کرتی اُٹھی تھی مریام شاہ قہقہہ لگا کر ہنستا بیڈ پر گر گیا۔

"بہت ڈرپوک ثابت ہوئی رو مینس کے معاملے میں اُف کیا ہو گا تمہارا مریام

شاہ۔۔۔۔۔" مریام شاہ نے اُسے دیکھ کر ٹھنڈی آہ بھری جو وارڈرب سے اپنے کپڑے نکال رہی تھی۔

"ویسے ہو بہت میٹھی تم۔۔۔۔۔" اُسکا لہجہ پُر تپش تھا جو پر خہ کے گال دہکا گیا۔  
"شاہ آپ بہت بے شرم ہیں۔۔۔۔۔" مارے حیا سے سُرخ ہوئی اُسکی جذبے لٹاتی اور شریر  
آنکھوں سے بچتی وہ واش روم میں بھاگ گئی۔

"

"ہیلو ایس پی عارف۔۔۔۔۔" وہ اپنے گھر جا رہا تھا کہ راستے میں اُسکی گاڑی خراب ہو گئی ڈرائیور  
کو ٹھیک کرنے کا بول کر وہ چلتا ہوا سڑک کے ایک طرف لگی مسافر سیٹنگ پر بیٹھ گیا کہ اپنے پاس  
سے ابھرتی آواز پر چونک اٹھا۔

"پہچان تو لیا ہو گا تم نے۔۔۔۔۔" وہ اپنے چہرے سے ہڈھٹاتا اُسکی حیران آنکھوں میں دیکھنے  
لگا۔

"تمہیں کیسے بھول سکتا ہوں میں، آخر تم ہو کون۔۔۔۔۔"

"بتاؤ نگا ایس پی ابھی وقت تو آنے دو، پہلے مجھے بلوچ کا افسوس تو کر لینے دو، بہت دکھ ہوا اُسکی  
موت کا۔۔۔۔۔" اُسکے لہجے سے زرا بھی دکھ محسوس نہیں ہو رہا تھا۔

"مجھ سے کیوں افسوس کر رہے ہو اُسکے گھر والوں اور عزیزوں سے کرو۔۔۔۔۔" وہ نہ جانے  
کیوں نظریں چڑا کر بولا جس پر بُرا ہان کے لبوں پر پُر سرار مُسکراہٹ ابھری۔  
"مجھے تو تم بھی اُس کے عزیزوں میں سے لگتے ہو۔۔۔۔۔"

"میں، میرا کیا تعلق بھلا اُس سے۔۔۔۔۔" وہ سٹپٹا گیا۔

"تعلق تو بہت سے نکل آتے ہیں خیر چھوڑو اس بات کو، میں تم سے کچھ کہنے آیا تھا۔۔۔۔۔"

"کیا۔۔۔۔۔" وہ پوری طرح متوجہ ہوا۔

"تم مریم شاہ کے والدین اور اُس کے سسرال کا کیس دوبارہ اوپن کر دو۔۔۔۔۔"

"پر کیسے کوئی ثبوت تو ہے نہیں۔۔۔۔۔" اُس کے جلدی سے کہنے پر بُربان نے ایک سپاٹ نظر اُس پر ڈالی۔

"ثبوتوں کی تم فکر نہ کرو، میں نے سارے ثبوت اکٹھے کر لیے ہیں تم بس اس کیس کو ری اوپن کرو اور اس کیس کو ایس ایچ اوہ طارق کے سپرد کر دو۔۔۔۔۔"

"کیوں اُس کے سپرد کیوں۔۔۔۔۔" اُسے ناگوار گنہرا۔

"بس مجھے وہ بندہ بہت پسند ہے، تم وہی کرو جو کہا ہے، تم بارہ سال تک اس کیس پر کچھ نہیں کر سکے تو اب کیا کرو گئے۔۔۔۔۔"

"اور ہاں ایک اور بات تمہارے گوش و گنہار کر دوں، میں نے راٹھور کو ڈھونڈ لیا ہے۔۔۔۔۔" وہ اسکے ہکا بکا چہرے پر ایک نظر ڈالتا چلا گیا جبکہ وہ اپنا فق چہرہ لیے وہی بیٹھارہ گیا۔

"صاحب گاڑی ٹھیک ہو گئی۔۔۔۔۔" ڈرائیور کی آواز پر وہ اپنے چہرے پر آیا پسینہ صاف کرتا اٹھ کھڑا ہوا۔

"

"

"پر خہ بیٹا کچھ چاہیے کیا۔۔۔۔۔" وہ مریم شاہ کے لیے اپنے ہاتھ سے کافی بنانے کے لیے کچن میں آئی تو رات کا کھانا بناتی عامرہ خاتون اس سے پوچھنے لگیں۔

"وہ مجھے شاہ کے لیے کافی بنانی ہے۔۔۔۔۔"

"پر بیٹا تمہیں تو کافی بنانی نہیں آتی۔۔۔۔۔" صندل بوا حیران ہوئیں۔

"آپ مجھے بتادیں میں بنا لیتی ہوں۔۔۔۔۔" اس کے کہنے پر وہ سر ہلاتی اسے طریقہ بتانے لگیں اور پر خہ کافی بنانے لگی مگر بے دھیانی میں اُس کا ہاتھ فرائی پین سے ٹکرایا اور گرم گھی چھلک کر اُس کے ہاتھ پر گرتا ہاتھ جلا گیا اگلے لمحے ہی پر خہ کی چیخ گونجی تھی جسے باہر ہال میں بیٹھا مریم شاہ سُن کر بھاگتا ہوا کچن میں آیا جہاں وہ کُرسی پر ہاتھ کو لیے آنسو بہا رہی تھی جبکہ عامرہ خاتون اور صندل بوا بوکھلاتیں ہوئیں اُس کے جلے ہاتھ پر کچھ لگانے کے سد باب کرنے میں مصروف تھیں۔

"کیا ہوا، کیا ہوا ہے ہاتھ کو پر خہ۔۔۔۔۔" وہ بے چینی سے اُس کے ہاتھ کو دیکھنے لگا جو نہ صرف سُرخ ہو چکا تھا بلکہ اُس پر آبلہ سا بن گیا تھا۔

"پر خہ بیٹی کا ہاتھ جل گیا۔۔۔۔۔" صندل بوا نے بتایا۔

"کیسے جل گیا، آخر یہ کچن میں آئی کیا لینے۔۔۔۔۔" اُس کے چہرے پر غصہ چھلکنے لگا پر خہ کے آنسو دیکھ کر وہ کٹ کر رہ گیا۔



"ریلیکس میری جان۔۔۔۔۔" اُسکا جلاہاتھ اپنے لبوں سے لگا کر وہ اُٹھ کر برنگ ٹیوب تلاش کر کے اسکے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھ کر ٹیوب لگانے لگا۔

"چلو میرے ساتھ۔۔۔۔۔" وہ اُسے پکڑ کر اُٹھانے لگا پھر اُن دونوں کی طرف پلٹا۔

"آج کے بعد پر خہ پانی پینے بھی کچن میں آئی تو میں کسی کو معاف نہیں کرونگا۔۔۔۔۔" وہ سخت لہجے میں کہتا اُسکا ہاتھ تھامتا کمرے میں آیا اسے صوفے پر بٹھا کر ساتھ بیٹھ کر اُسکے چہرے سے آنسو صاف کرنے لگا۔

"پر خہ تم سے پہلی اور آخری دفعہ کہہ رہا ہوں آج کے بعد اگر تمہاری آنکھوں میں مجھے آنسو نظر آئے تو تمہاری جان لے لوں گا۔۔۔۔۔"

"شاہ۔۔۔۔۔" وہ اُسکی جنونیت پر حیران و پریشان ہو کر اُسے دیکھنے لگی جو گہرا سانس بھرتا خود کو کنٹرول کرنے لگا۔

"اب تو جلن محسوس نہیں ہو رہی۔۔۔۔۔" اُس کے پوچھنے پر وہ جلدی سے سر اثبات میں ہلا گئی۔

"سچ بتاؤ پر خہ اگر جلن ہو رہی ہے تو ڈاکٹر کو بلو لیتا ہوں۔۔۔۔۔"

"نہیں شاہ، مجھے اب جلن نہیں ہو رہی ہے اور ویسے بھی بس تھوڑا سا تو ہاتھ جلا تھا آپ نے زیادہ سیریس لے لیا۔۔۔۔۔"

"تو آنسو کیا خوشی میں باہر آئے تھے تمہارے، شکر کرو عامرہ خاتون اور صندل بوا تمہیں اُنکی عمر کا

لحاظ کر گیا ورنہ کوئی اور ہوتا تو اس وقت دُنیا میں نہ رہتا۔۔۔۔۔" وہ دانت پیس کر بولا تو وہ اُسکی جذباتیت پر سر تھام کر رہ گئی۔

"شاہ آپ بھی نہ، میرا خود کا دل کر رہا تھا آپ کے لیے کافی بنانے کا۔۔۔۔۔"

"کسی دن میں تمہارے پاس کھڑا ہو نگا تب بنالینا کافی، شوہر کو خوش کرنے کے اور بھی طریقے ہیں محترمہ اُن میں ہاتھ جلنے کا بھی خطرہ نہیں ہوتا اگر غور کرو تو۔۔۔۔۔" اُسکا ہاتھ پکڑ کر معنی خیز لہجے میں بولتا اُسے سٹیٹا گیا اُس کے پورے وجود میں خون گردش کرنے لگا اُسکی بڑھتی قربت سے جو اُسے قریب کرتا اپنا چہرہ اُسکے بالوں میں جھپا گیا۔

"وہ اُسامہ بھائی ٹھیک ہو گئے کیا۔۔۔۔۔" اُس کے بڑھتی شوخیوں سے گھبرا کر بول اُٹھی۔

"اس سے بہتر بات نہیں ملی تمہیں کیا اس لمحے پوچھنے کی۔۔۔۔۔" اُسے ناگوار گنہرا تھا۔

"وہ بیمار تھے نہ تو۔۔۔۔۔"

"ٹھیک ہے وہ، آئے گا یہاں ایک دو دن تک۔۔۔۔۔" وہ اُٹھ کر وارڈرب سے اپنا نائٹ ڈریس نکالنے لگا۔

"اور بُرہان بھائی، کیا وہ بھی آئیں گئے۔۔۔۔۔"

"ہاں تم سے ملنے کو بہت بے چین ہے وہ، ابھی اُسے جھٹھی نہیں ملی جب ملے گی تو آئے گا۔۔۔۔۔" اپنی شرٹ کے بٹن کھولنے لگا۔

"آپ فریش ہونے لگے ہیں۔۔۔۔۔" وہ اُسے شرٹ اتار کر نائٹ ڈریس اُٹھاتے دیکھ کر پوچھنے

لگی۔

"ہاں کیوں۔۔۔۔۔"

"ڈنر کا ٹائم ہو گیا ہے۔۔۔۔۔"

"ڈنر بھی کر لیتے ہیں پہلے فریش تو ہو لیں، ابھی تو رات کی بھی تیاری کرنی ہے۔۔۔۔۔" اُسکی طرف قدم بڑھائے جو نہ سمجھی سے دیکھ رہی تھی۔

"کیسی تیاری۔۔۔۔۔"

"ویسی جیسی کل رات کو کی تھی۔۔۔۔۔" اُسکی کمر میں ہاتھ ڈال کر اپنے نزدیک کیا اُسکا دل اُسکے کانوں میں بجنے لگا۔

"وہ میرا ہاتھ۔۔۔۔۔"

"فکر نہ کرو ہاتھ کو زرا سی بھی تکلیف نہیں آنے دوں گا اتنا تو تم رات کو جان ہی چُکی ہو کہ مریم شاہ کے لیے تم کسی نازک آگینے سے کم نہیں جسے ہاتھ لگاتے وقت مریم شاہ بھی اُسے توڑنے سے ڈرتا ہے اور پیار سے برتنا مجھ خوب آتا ہے۔۔۔۔۔۔۔" اُس کے دھیمے انداز پر وہ شرمیلی مسکان لبوں پر سجا کر آسودہ ہو کر اُس کے سینے پر سر ٹکا گئی۔

"

"

وہ کراچی سے سیدھا بلوچ ہاؤس آیا جہاں اُسے شہباز بلوچ ٹہلےتا ہوا ملا۔

[illegible]

غور سے دیکھا جو بلیک شلوار قمیض میں اپنی شاندار پیر سنالٹی کے ساتھ چھپا ہوا لگ رہا تھا۔

"ہاں آؤ جو نیچو، تمہیں پتہ چل گیا کہ بابا سائیں کو مریم شاہ نے مار دیا ہے، مجھے تم یہ بتاؤ اُس دن تم

کہاں تھے بابا سائیں اکیلے تو کہیں جاتے نہیں تھے۔۔۔۔۔"

"میں اُن کے ساتھ ہی بلوچھاؤس سے نکلا تھا مگر راستے میں مجھے کال آگئی میری اماں کی طبیعت

بہت خراب ہو گئی تھی اس لیے مجھے اُنکو لے کر کراچی جانا پڑا اور میں بلوچ سائیں سے پوچھ کر گیا

تھا۔۔۔۔۔ "اُس کے مضبوط اور متوازن لہجے پر وہ سر ہلا گیا مریم شاہ نے غور سے اُسکے

تاثرات لاجائزہ لیا جواس پر یقین کر چکا تھا۔

"اُحمق سالہ۔۔۔۔۔" وہ دل ہی دل میں مُسکرایا۔

"تمہیں جلدی بلانے کی وجہ راٹھور تھا وہ تم سے ملنا چاہتا ہے۔۔۔۔۔"

"کون راٹھور سائیں، وہ بلوچ سائیں کا دوست۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

"ہاں وہی، کال کر دی ہے میں نے بس پہنچنے والے ہیں وہ، میں کمرے میں جا رہا ہوں جب بُلایا

جائے تو آجانا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ "شہباز بلوچ کے کہنے پر اس نے سر ہلایا وہ اُسی کمرے کی طرف بڑھ

گیا جہاں خفیہ راستے سے راٹھور آتا تھا۔

"سر آپ سے راٹھور کیوں ملنا چاہتا ہے۔۔۔۔۔" گھمن کی آواز پر وہ اُسکی طرف پلٹا۔

"یہ تو مل کر ہی پتہ چلے گا، لیکن میرے خیال میں اب راٹھور کا قصہ ختم ہو جانا چاہیئے، بُرہان شاہ تک میرا میسج پہنچا دینا کیونکہ مجھے اب صرف حاکم کی تلاش ہے جس نے میری ماں کو وہاں بلوایا تھا۔۔۔" اُس کے چہرے پر کر خنگی چھلکی۔

"جی سر۔۔۔۔۔۔" گھمن چلا گیا تو کچھ دیر بعد مریم شاہ بھی اُس کمرے میں داخل ہو جہاں ایک صوفے پر شہباز بلوچ اور دوسرے پر راٹھور چہرے اور ہاتھوں پر ماسک چڑھائے بیٹھا تھا۔

"تو یہ ہے جو نیچو، بہت سُنا تھا بلوچ کے مُنہ سے اس کے بارے، بہت بہادر آدمی ہے پر اپنے سائیں کو بچا نہیں پایا مریم شاہ کے ہاتھوں۔۔۔۔۔۔۔۔"

"اگر اُس وقت ساتھ ہوتا تو بچا بھی لیتا، اب میرے فرشتوں کو تو خبر نہیں تھی کہ کچھ ایسا ہونے والا ہے۔۔۔۔۔۔" اسکا لہجہ ہر تاثر سے عاری تھا۔

"گرم خون ہے، بہت اچھا کام آئے گا ہمارے، مریم شاہ کے ساتھ کام کرتے رہے ہونہ تم تو جانتے ہو گئے وہ کن باتوں پر مات کھا سکتا ہے۔۔۔۔۔۔"

"یہ تو دینے والے کا کمال ہے کہ وہ کس طرح اور کن باتوں پر دوسروں کو مات دیتا ہے۔۔۔۔۔۔" اسکے لہجے میں جھجھبن تھی جسے راٹھور بنا محسوس کیے بولا۔

"بہت اچھے، بات تو سچ ہے، اب تمہیں یہ پتہ لگانا ہو گا کہ مریم شاہ کو کہاں اور کس جگہ مات دینا پڑے گی۔۔۔۔۔۔"

"میں کیسے یہ پتہ لگا سکتا ہوں۔۔۔۔۔۔"

[illegible]

"جی ضرور، چلتا ہوں اب میں مجھے کوئی کام ہے۔۔۔۔۔" سپاٹ انداز میں کہتا باہر نکل آیا اگلے لمحے ہی اُس نے بُرہان کو کال ملائی۔

"میں اپنا کام آج ہی ختم کر کے آرہا ہوں اب مجھے جو نیچو کی کوئی ضرورت نہیں، اور راٹھور کی آزادی اب ختم ہو جانی چاہیے ورنہ میں اُسے قتل کرنے میں ایک پل نہیں لگاؤنگا جو بھی اپنی زبان سے میری بیوی کا نام نکالے گا۔۔۔۔۔" دانت پیس کر بولتا بنا اُسکی سُنے کال بند کر گیا گھمن کو اپنے جانے کا اشارہ کرتا گاڑی کی طرف بڑھا اب اُسکا رخ نور حویلی کی طرف تھا۔

”

وہ نور حویلی آیا تو پہلا ٹاکڑا اُسکا مثل بلوچ سے ہی ہوا جسے دیکھ کر وہ صبر کے گھونٹ بھر کر رہ گیا۔

"تم کہاں تھے اتنے دن جو نیچو۔۔۔۔۔"

"کسی کام سے گیا تھا میں، بلوچ سائیں کے کمرے میں جانا ہے مجھے کیا آپ لے چلیں

گی۔۔۔۔۔۔ "وہ جلدی سے اصل مدعے پر آیا اس وقت اُسکی دلجوئی کرنے کا اُسکا کوئی موڈ نہیں تھا۔

"کیوں بابا بسائیں گے کمرے میں کیوں۔۔۔۔۔"

"اُن کے قاتل کی تلاش جاری ہے میں نے سوچا اُنکے کمرے کی تلاشی لے لوں کیا پتہ کوئی سُراغ مل جائے۔۔۔۔۔" مریم شاہ کی بات پر وہ سر ہلاتی اسے ساتھ لیے قادر بلوچ کے کمرے میں چلی آئی۔ اُس کے سامنے چند چیزوں پر غور کرتا اسکی طرف مڑی جو اسے دیکھنے میں اس قدر محو تھی کہ مریم شاہ کو اُس کے آگے چُٹکی بجانا پڑی۔

"کہاں گم ہیں آپ۔۔۔۔۔"

"آپ میں۔۔۔۔" وہ فدا ہوتی نظروں سے دیکھنے لگی مریم شاہ کے چہرے پر ناگواری کی لہر چمکی۔

"کیا آپ چائے پلوادیں گی۔۔۔۔۔"

"ہاں ضرور، آج مجھے آپ سے بہت ضروری بات کرنی ہے، میں چائے لاتی ہوں پھر میرے رُوم میں چل کر کرتے ہیں۔۔۔۔۔" کہتی ہوئی چلی گئی تو مریم شاہ نے اُسکی فضول گوئی پر سر جھٹکا اور اپنے کام میں لگ گیا اُسے حاکم کا کوئی کلو چا بیئے تھا اُس کے لیے ہی وہ یہاں تک آیا تھا بلوچ کا پورا کمرہ اُس کے لا کر زسب چیک کر لیے مگر اُسکا کوئی کلو اسکے ہاتھ نہیں لگا تھا۔

"شٹ۔۔۔۔۔" پورے کمرے پر ایک گہری نگاہ ڈالتا وہ کمرے سے نکلتا چلا گیا جب امتل بلوچ چائے لے کر آئی وہ کمرے سے کیا حویلی سے بھی نکل چکا تھا پھر کبھی نہ آنے کے لیے۔

"

"

اُسامہ اور بُرہان دونوں اُس ٹھکانے پر آئے تھے جہاں دونوں کو راٹھور کی موجودگی کی اطلاع ملی تھی اور جہاں اُسے پکڑنے میں آسانی تھی۔

"بُرہان میں اس خارجی راستے پر کھڑا ہوں تم دوسری طرف سے جاؤ تا کہ اگر وہ بھاگنے بھی لگے تو میں اُسے پکڑ لوں اور سعید پورے ٹائم پرائیک کرے گا۔۔۔۔۔" اُسامہ کے کہنے پر وہ سر ہلاتا اُس مکان کے داخلی دروازے کی طرف بڑھا جہاں راٹھور کی گاڑی کے پاس دو گاڑڈز کھڑے تھے جن کو بُرہان نے اپنی تربیت کے جوہر دکھاتے ہوئے مارچت گرایا تھا اور پھر بے آواز قدموں سے اندر کی طرف بڑھا اور دروازے کی آٹ سے راٹھور کو دیکھا جو دو بندوں کے پاس کھڑا کچھ سمجھا رہا تھا۔

"کیسے ہو ایس پی عارف راٹھور۔۔۔۔۔۔۔" اسکی آواز پر راٹھور ٹھٹھک کر مڑا اُسے اپنے سامنے دیکھ کر بھونچکا رہ گیا جو پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالتا اُس کے پاس آیا تھا۔

"تم یہاں۔۔۔۔۔۔۔"

"ہاں کیوں میرا آنا اچھا نہیں لگا۔۔۔۔۔" بُرہان کے چہرے پر بڑی جان لیوا مسکراہٹ تھی۔



"بگ برو کو دشمن کی یہ ادا زہر لگتی ہے کہ وہ اپنے دشمن سے پوری طرح واقف ہی نہیں ہوتا، خیر بگ برو کون ہے یہ تو ابھی بتا دیتا ہوں، مریم شاہ کا نام تو اچھی طرح سُن چکے ہو گئے پر افسوس اُسے

دیکھا نہیں تم نے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ "اُس کے انکشاف پر وہ ساکت ہوا۔

"تم مریم شاہ کے بھائی ہو۔۔۔۔۔"

"جی لٹل برادر ہوں میں، ابھی آئے گئے بگ برولواؤونگا آج تمہیں اُن سے۔۔۔۔۔" وہ  
مُسکرا کر بولتا راٹھور کوزہ لگا۔

!!

مریام گھرا بھی آیا تھا کہ آفس سے کال آگئی آج فارن ڈیلی گیشن کے ساتھ میٹنگ تھی وہ جانتا تھا اُسامہ یہاں نہیں اس لیے اُن سے کسی دن اور کی ڈیٹ فائنل کرنے لگا پر خہ جو اسکے پاس صوفے پر بیٹھی اُسکی باتوں کو سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی کیونکہ وہ انگلش میں بات کر رہا تھا۔

"کہیں جارہے ہیں آپ۔۔۔۔۔" اُسے وارڈرب سے کپڑے نکالتے دیکھ کر بولی۔

"ہاں اُسامہ کو ملنے جارہا ہوں۔۔۔۔۔۔۔" اُس کے بتانے پر وہ چپ ہو گئی پھر کچھ سوچتی بول

اُٹھی۔

مجھے پڑھنا ہے۔۔۔۔۔"

"کیا پڑھنا ہے۔۔۔۔" مریم کی توجہ اپنی تیاری پر تھی۔

"مجھے آگے پڑھنا ہے اور میٹرک میں ایڈمیشن لینا ہے۔۔۔۔" اُسکی بات پر مریم کے شرٹ پہننے ہاتھ رُکے۔

"یہ بیٹھے بٹھائے تمہارے زہن میں پڑھنے کا خیال کیسے آگیا۔۔۔۔۔"

"مجھے بھی انگلش سیکھنی ہے اور آپ کی طرح انگلش میں بات کرنی ہے جیسے آپ کرتے ہیں۔۔۔۔۔" وہ شاید تھوڑی دیر پہلے مریم کو فارن ڈیلر سے انگلش میں بات کرتے دیکھ کر کمپلیکس کا شکار ہونے لگی تھی۔

"اب میں تمہارے سامنے انگلش میں بات نہیں کروں گا بلکہ کوئی بھی نہیں کرے گا۔۔۔۔۔" وہ جیسے اُسکی زہنی کیفیت سمجھتے ہوئے بولا۔

"نہیں مجھے پڑھنا ہے اب کل کو جب ہمارے بچے انگلش میڈیم سکول میں پڑھیں گئے اور مجھ سے کچھ پوچھیں گئے جب مجھے انگلش نہیں آئے گی تو تب مجھے کتنی شرمندگی ہوگی شاہ۔۔۔۔۔" وہ بہت لمبا سوچ کر بیٹھی تھی مریم نے اُسکی طرف دیکھا جو بیڈ پر بیٹھی مریم کی طرف دیکھ رہی تھی۔

"ویل اگر یہ بات ہے تو ہم اپنے بچوں کو پڑھائیں گئے ہی نہیں کیونکہ جس چیز میں تمہیں شرمندگی محسوس ہو وہ کام میں کبھی ہونے نہیں دے سکتا۔۔۔۔۔" مریم کا لہجہ اب کی بار سنجیدہ تھا جس پر وہ ہونق زدہ ہو کر اسے دیکھنے لگی۔

"بلکل نہیں مجھے اپنے بچوں پر یہ ظلم نہیں ہونے دینا جو مجھ پر ہوا شاہ، بس میں نے کہہ دیا مجھے پڑھنا ہے تو بس پڑھنا ہے۔۔۔۔۔" وہ بضد ہوئی تو مریم گہرا سانس بھر کر اثبات میں ہلا گیا۔

"ٹھیک ہے اُسامہ کو بول دوں گا وہ یہاں آکر تمہیں پڑھا دیا کرے گا کیونکہ اسکے علاوہ میں کسی اور پر

اعتبار نہیں کر سکتا۔۔۔۔۔" اُسکی بات پر وہ سر نفی میں ہلا گئی۔

"نہیں مجھے آپ سے پڑھنا ہے۔۔۔۔۔" وہ بیڈ پر آلتی پالتی مارے بیٹھی اُسکی ساری توجہ اپنی طرف مبذول کروا گئی۔

"مجھ سے۔۔۔۔۔ وہ حیران ہوا تو اُس نے زور سے سر اثبات میں ہلایا۔

"تم جانتی ہو کہ میرے پاس اتنا ٹائم نہیں ہوتا دو دن بعد رات کو آتا ہوں کیسے پڑھا پاؤنگا۔۔۔۔۔"

"تو کوئی بات نہیں شاہ، آپ مجھے رات کو ہی پڑھا دیا کرنا۔۔۔۔۔" وہ مسکرا کر بولتی اُسکی گھوریوں کو نظر انداز کر گئی۔

"رات کو بہت اچھے، بالکل بھی نہیں، جو تم سوچ رہی ہو نہ نظر آ رہا مجھے۔۔۔۔۔۔۔" وہ بال بنا کر موبائل اور والٹ جیب میں رکھنے لگا۔

"نہیں مجھے آپ سے پڑھنا ہے اور وہ بھی رات کو بس فائنل ہو گیا۔۔۔۔۔" وہ ضدی لہجے میں بولی۔

"اوکے فائن، ہر چیز کا ایک معاوضہ ہوتا ہے سو تم بھی ہر رات مجھے میرا معاوضہ دے کر ہی سویا کرو گی مائے سویٹ ہارٹ۔۔۔۔۔" وہ شرارتی مسکان لبوں پر سجائے معنی خیزی سے بولتا اسے سٹپٹا گیا وہ اُسکی بات کا مطلب سمجھتی چہرے پر کشن رکھ گئی تو مریم قہقہہ لگا گیا۔

"

"تم مریم شاہ کے بھائی ہو۔۔۔۔۔"

"جی لٹل برادر ہوں میں، ابھی آئے گئے بگ بروملو اوونگا آج تمہیں اُن سے۔۔۔۔۔" وہ  
مُسکرا کر بولتا راٹھور کوز ہر لگا۔

"بلاؤ اپنے بگ بروکو، آج یہ کھیل یہی ختم کر دیتے ہیں۔۔۔۔۔" راٹھور اشتعال انگیز لہجے میں  
بھڑکا۔

"وہ بھی آجائیں گئے پہلے اپنے آدمیوں کو بولو کہ پسٹل پیچھے کریں ورنہ یہ جان سے جائیں  
گئے۔۔۔۔۔"

"کیا کرو گئے تم، اس وقت تم میرے رحم و کرم پر ہو تم کچھ نہیں کر سکتے۔۔۔۔۔۔۔"

"اوہ رینکی۔۔۔۔۔" بُرہان اُس کی کم عقلی پر محفوظ ہوا۔

"راٹھور کیا تم نے مجھے مطلب بُرہان شاہ کو اتنا بیوقوف سمجھا ہے کہ وہ یوں سانپ کے بل میں آ  
جائے گا رے میں تو مریم شاہ کا بھائی ہوں جو اپنے دشمن کو ایسی جگہ ڈستا ہے کہ وہ پانی کو بھی ترس  
جاتا ہے۔۔۔۔۔"

"اگر میں تم پر اس وقت گولی چلاؤں تو مریم شاہ کیا تمہارا باپ حسن شاہ بھی تمہیں  
آہ۔۔۔۔۔" اس کے باقی کے الفاظ اس کے مُنہ میں ہی تھے کہ مریم شاہ کے پسٹل سے نکلتی

گولی اسکے ہاتھ سے نہ صرف پسٹل نیچے گرا چکی تھی بلکہ وہ ذخمی ہاتھ پکڑتا خود بھی زمین پر گھٹنوں کے بل بیٹھا تھا سعید جو چھت سے سب دیکھ رہا تھا اُس نے جلدی سے راٹھور کے دونوں آدمیوں کو نشانہ بنایا تھا گلے لمحے وہ بھی زمیں پر تھے اُسامہ گولی کی آواز سُنتا بھاگ کر اندر گیا اندر کا منظر دیکھ کر سکون کا سانس لیتا بُرہان کے پاس آیا۔

"شکر ہے تم ٹھیک ہو۔۔۔۔۔"

"میرے ہوتے ہوئے تم دونوں کو کچھ نہیں ہو سکتا اُسامہ۔۔۔۔۔" مریم شاہ نے مضبوط لہجے میں کہا تھا۔

"جونبو، تم، تم انکے ساتھی ہو۔۔۔۔۔" راٹھور کے چہرے پر حیرانگی کے تاثرات دیکھ کر تینوں کے چہروں پر مُسکراہٹ چمکی۔

"مریم شاہ ویسے تمہارے دُشمن بہت بیوقوف ہیں یار، مجھے یہ سمجھ نہیں آتی اتنا شاطر دماغ ہونے کے باوجود یہ ہم سے دھوکہ کتنی آسانی سے کھا جاتے ہیں۔۔۔۔۔" اُسامہ مُسکرا کر بولتا کُرسی پر بیٹھ گیا مریم شاہ اور بُرہان نے بھی اپنی مُسکراتی آنکھوں سے اُس کے چہرے کی طرف دیکھا جہاں شش و پنج کے تاثرات نظر آرہے تھے۔

"کیا کہنا چاہ رہے ہو تم لوگ۔۔۔۔۔"

"بہت کچھ کہنا اور سُنانا ہے راٹھور، فلحال تو تم ہمیں مہمان نوازی کا موقع فراہم کرو تا کہ ہم اچھے سے تمہاری خدمت کر کے تمہیں بلوچ کے پاس بھیجیں۔۔۔۔۔" مریم شاہ اُس کے پاس

آیا اور رومال اُسکے مُنہ پر رکھ دیا گلے پل ہی وہ ہوش و خرد سے بیگانہ ہوتا زمین پر ڈھے گیا۔

"سعید اسے گاڑی میں ڈال کر اُسی ٹھکانے پر لے چلو، میں اور اُسامہ بھی آرہے

ہیں۔۔۔۔۔" اب وہ بُرہان کی طرف پلٹا۔

"بُرہان شاہ تم شہباز کا کام ختم کر کے واپس اسلام آباد جاؤ، اب اور زیادہ رُکنا ٹھیک نہیں ہوگا

تمہارے لیے۔۔۔۔۔"

"پر مجھے بھابھی سے ملنے شاہ پیلس جانا ہے۔۔۔۔۔"

"وہاں جانا ضروری تو نہیں۔۔۔۔۔" اُس نے آنکھیں دکھائیں۔

"ضروری ہے پھر پتہ نہیں کب چھٹی ملے، میں باقی کے بارہ گھنٹے وہاں گنہرا کرنا چاہتا

ہوں۔۔۔۔۔"

"اوکے ٹھیک ہے پر اگر تم نے کچھ بھی گڑبڑ کرنے کی کوشش کی تو تمہاری پوسٹنگ پاکستان سے

بھی باہر کروادو نگا یاد رکھنا بُرہان شاہ، چلو اُسامہ۔۔۔۔۔" اُسے وارن کرتا اُسامہ کو ساتھ چلنے

کا اشارہ کرتا آگے بڑھ گیا تو اُسامہ نے بُرہان شاہ کے لٹکے مُنہ کو دیکھ کر ہنسی دباتا اُس کے پیچھے ہو

لیا۔

"

"

"اُف کیا بتاؤں بھابھی کہ کتنی مشکل سے بھائی کو منایا ہے آپ سے ملنے کے لیے، وہ مجھے آپ سے ملنے کی اجازت نہیں دے رہے تھے۔۔۔۔۔" بُرہان شاہ پر خہ کے سامنے مریم شاہ کا کھاتہ کھول چکا تھا آخر اُسے بھی تو مریم شاہ کے ہر روب اور دبدبے سے بچنے کے لیے پر خہ کی سپورٹ چاہیے تھی جس کے تھرو وہ مریم شاہ سے اپنی ہر بات منوا سکتا تھا۔

[illegible]

"اُسامہ بھائی کو تو رہنے دیں آپ وہ تو وہی کہیں گئے جو بگ برو کہیں گئے، آپ کے شوہر نامدار جھوٹ بول رہے تھے آپ سے، میں تو کراچی میں ہی تھا ایک ماہ سے، نہیں یقیناً تو علیحدہ سے یا عامرہ خاتون سے پوچھ لیں۔۔۔۔۔۔۔۔" اُس نے چائے لاتے ہوئے عامرہ خاتون کی طرف اشارہ کیا جس پر پرہیز نے جواب طلب نظروں سے دیکھا۔

"جی پر خہ بیٹا، بُرہان بیٹا تو یہی تھے۔۔۔۔۔"

"دیکھا بھابھی، اصل میں بھائی بھلا کیوں نہیں ملنے دے رہے تھے مجھے آپ سے۔۔۔۔۔" پیزا کی پلیٹ اپنے سامنے کرتے ہوئے اُس نے سسپینس پھیلایا۔

"کیوں۔۔۔۔۔" وہ پوری طرح متوجہ ہوئی۔

"اصل میں وہ جانتے ہیں کہ میں اور آپ بچپن میں بہت اچھے دوست رہ چکے ہیں اس لیے اُنکو ڈر



ہے کہ میں آپ کو اُنکے سارے افیئرز کے بارے میں بتاؤنگا۔۔۔۔۔"

"کیا مطلب۔۔۔۔۔" اُسکی آنکھیں حیرت سے کھلیں تھیں بُرہان شاہ اپنی کامیابی پر خوش ہو رہا تھا۔

"میں آپکو بتاتا ہوں اصل میں بھائی اس وقت سی سائیڈ پر ہیں، آپکو تھوڑی دیر پہلے کال کر کے اُنہوں نے یہ کہا ہے نہ کہ وہ کسی بزنس میٹنگ میں مصروف ہیں اس لیے رات کو لیٹ آئیں گے پر سچ تو یہ ہے وہ کسی دوشیزہ کے ساتھ مصروف ہیں۔۔۔۔۔۔" بُرہان شاہ مکمل پھا پھا کُٹنی کارول پلے کر رہا تھا۔

"شاہ ایسا کیسے کر سکتے ہیں۔۔۔۔۔" وہ روہان سے لہجے میں بولی۔  
 "میں ابھی جا کر پوچھتی ہوں اُن سے۔۔۔۔۔" وہ اُٹھی تھی۔

"ارے نہیں بھابھی، ایسا نہیں کرنا۔۔۔۔۔" اُس نے جلدی سے روکا تھا اُسے پتہ تھا اگر مریم کو پتہ چل گیا کہ وہ اُسکے خلاف اُسکی بیوی کے کان بھڑ رہا ہے تو وہ اسے دُنیا کے آخری کونے میں بھیجنے سے بھی گریز نہ کرتا۔

"اگر آپ اُن کو یہ کہیں گی تو انکا سارا نزلہ مجھ پر گرے گا وہ پہلے ہی میرے خلاف ہیں بس آپ نے اتنا کرنا ہے کہ جو میں کہوں گا اُس پر عمل کرنا ہے اور بھائی کو اس بات کی بھنک بھی نہیں پڑنے دینی ورنہ وہ مجھے زندہ نہیں چھوڑیں گئے۔۔۔۔۔"

بُرہان اپنا لہجہ بُرا غمگین بنا گیا تھا پر نہ اُسکی

چلائی کو بننا سمجھے سر زور سے ہلا گئی جس پر بُرہان نے دل ہی دل میں مُسکراتے خود کو شاباش دی۔

[illegible]

!!

مریام شاہ سگریٹ کا بڑا سا کش لیتا کمرے سے نکلتے اُسامہ کی طرف متوجہ ہوا۔  
 "اُسے ہوش آ یا کہ نہیں۔۔۔۔۔"

"آگیا ہے۔۔۔۔۔" اُسامہ کے کہنے پر وہ اسکے ساتھ چلتا اُس کمرے میں آیا جہاں راٹھور کو باندھا ہوا تھا۔

"تلاشی لے لی تُم نے۔۔۔۔۔" مریم شاہ نے گُھمن سے پوچھا۔

"جی سراب کوئی ڈیوائس یا چُپ نہیں ہے اسکی باڈی پر۔۔۔۔" اُس نے جواب دیا میریام شاہ نے نظریں اُس پر ٹکائیں جو آہستہ آہستہ ہوش کی دُنیا میں آ رہا تھا۔

"ایس پی عارف راٹھور، بارہ سال تم ماسک کے پیچھے خود کو چھپا کر دُنیا سے تو اپنی اصلیت چھپاتے رہے پر افسوس اپنے دشمن مریم شاہ سے خود نہ تو جھپپا پائے اور نہ بچا پائے۔۔۔۔۔" مریم شاہ اس کے قریب کُرسی کھینچ کر اُس پر ٹک گیا۔

"تم جو نیچو تم انکے ساتھی ہو۔۔۔۔۔"

"جو نیچو نہیں مریم شاہ ہوں میں مریم شاہ۔۔۔۔۔۔۔"

"کیا۔۔۔۔۔۔۔" اُسکا منہ حیرت کی زیادتی سے کھلا۔

"ہاں وہ مریم شاہ جس نے تم لوگوں کو بتایا کہ اصلیت جھپٹانا آخر کہتے کسے ہیں، تم لوگ بارہ سال

سے جس مریم شاہ کے پیچھے بھاگتے رہے وہ تو اصل میں مریم شاہ تھا ہی نہیں اور جو تھا وہ تم لوگوں کے درمیان رہ کر تم لوگوں کی آنکھوں میں دھول جھونکتا رہا، پر افسوس کہ تم لوگ مکار تو تھے پر زہین نہیں تھے راٹھور۔۔۔۔۔۔۔"

اسکے منہ سے نکلتے انکشاف پر بھونچکا رہ گیا اُس تو پورا کمرہ گھومتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔

"اگر تم مریم شاہ ہو تو یہ۔۔۔" اُسکا اشارہ اُسامہ کی طرف تھا جو مسکرایا تھا۔

"یہ اُسامہ شاہ ہے، نیاز علی شاہ کا بیٹا۔۔۔۔۔۔۔"

"مطلب وہ مریم شاہ نہیں تھا۔۔۔۔۔۔۔" وہ چکر اکر رہ گیا تھا جس کو مریم شاہ سمجھ کر فوکس

میں رکھا تھا وہ تو تھا ہی نہیں اور جو تھا اُسے اپنے ساتھ رکھ کر خود ہی اپنے پاؤں پر کلہاڑی مارتے رہے راٹھور کی آنکھوں کے سامنے وہ سارے منظر گھومنے لگے جب وہ لوگ مریم شاہ کی چالوں میں پھنستے رہے تھے۔

"اُسکو کہتے ہیں اصل دُشمنی اصل چکر راٹھور، جو کھیل تم تینوں نے مل کو بارہ سال پہلے رچایا تھا اُسکا

آج اختتام ہو جائے گا۔۔۔۔۔۔۔" اُسامہ اسکے بے بس چہرے کی طرف دیکھ کر بولا جہاں پہ

خوف کی لہریں صاف نظر آرہی تھیں۔

[illegible]

"کیا کہنا چاہتے ہو تم۔۔۔۔۔" اُسامہ بھی جیسے اُسکی پُر سرار باتوں پر الجھا تھا۔

"جب تم لوگوں نے مجھ پر حملہ کیا تھا اُسی وقت حاکم کو پتہ چل گیا تھا کیونکہ میرے ٹائی پن پر لگا کیمرہ سب منظر اُسے دکھا چکا تھا جو کسی بھی ایمر جنسی کے لیے ہم نے لگایا تھا، اب تک یقیناً حاکم مجھے یہاں سے نکالنے کے لیے کچھ تو انتظام کر چکا ہوگا، نہیں یقین تو شاہ پیلس کال ملا کر دیکھ لو

مریام شاہ۔۔۔۔۔" اُسکے لبوں پر کمینہ مسکراہٹ چمکی جس کو دیکھ کر مریام شاہ کے مضبوط اعصاب کو بھی جھٹکا لگا تھا اُس نے ایک پتی نظر راٹھور کے معنی خیزی سے مسکراتے چہرے پر ڈالی پھر اپنا موبائل ہاتھ میں لیے بُرہان کا نمبر ملا یا مگر نور سپونس اُس نے پریشانی سے پریشانی کو مسلا اور اٹھو کھڑا ہوا اور بے چینی سے پر خہ کا نمبر ملا یا بیل جاتی سُن کر اُسکی دھڑکنیں بے اختیار بے ترتیب ہو گئیں تھیں وہ شدت سے اُسکی آواز سُننے کا خواہش مند تھا لیکن متواتر ہوتی بیل کے باوجود جب اُس نے فون نہیں اٹھایا تو اس کا دل تیزی سے ڈوب کر اُبھر اُس نے اضطراب سے اُسکا نمبر دوبارہ ملاتے ہوئے اُس نے فون کان سے لگایا مگر جب اس بار بھی اُسکی کال ریسپونڈ نہیں کی گئی تھی تو اُسکا دل بے جان ہونے لگا اس نے قہر بھری نظروں سے راٹھور کے مسکراتے چہرے کی طرف دیکھا اور پھر جیسے سارا ضبط ختم ہو گیا تھا غصے سے پاگل ہوتے ہوئے اس نے اپنا ہاتھ پوری طاقت سے راٹھور کے مسکراتے چہرے پر مارا تھا کہ اُسکا جڑ اہل کر رہ گیا تھا۔

"اگر میری بیوی یا بھائی کو ایک کھروچ بھی آئی تو یاد رکھنا راٹھور تمہاری اور حاکم کی وہ حالت کرونگا کہ تم لوگ موت بھی مانگو گئے نہ تو وہ بھی نہیں ملے گی، تم لوگوں کی بوٹیاں چیل کوؤں کو نہ کھلائیں

تو میرا نام بدل دینا ر اٹھو۔۔۔۔۔" مریم شاہ بھیچے ہوئے لہجے میں بولتا ر اٹھو کو سُن کر گیا اُسکی آنکھوں سے پھوٹتی چنگاریاں جیسے سب کچھ بھسم کر دینے والی تھیں۔

"شاہریلیکس۔۔۔۔۔" اُسامہ جو خود بھی کچھ پریشان سا ہو گیا تھا اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اسے شانت کرنا چاہتا تھا مریام شاہ گہری سانس لیتا پیچھے ہوا تھا تبھی اُس کے زہن میں ایک جھمکا ہوا۔

"اوہ شٹ۔۔۔۔۔" وہ خود کو کوس کر رہ گیا پھر جلدی سے موبائل نکال کر اُسکی ٹچ سکرین پر اُنکی چلانے لگا اگلے ہی پل اُسکے موبائل کی سکرین پر شاہ پیلس کا منظر تھا ہال میں بیٹھے بُراں شاہ اور پر خہ کو باتوں میں مصروف دیکھ کر بے اختیار اُس نے شکر کا کلمہ پڑھتے ہوئے گہری سانس بھر کر اپنے اعصاب کو ڈھیلا کیا تھا صحیح کہتے ہیں پریشانی اور غصے میں انسان کی سوچنے سمجھنے کی صلاحیت بند ہو جاتی ہے مریام شاہ کے ساتھ بھی اس وقت ایسا ہی ہوا تھا راٹھور کی باتوں پر وہ اس قدر پریشان ہوا تھا کہ اُس نے اپنی عقل کا استعمال نہیں کیا تھا یہ تک بھول گیا تھا کہ شاہ پیلس کے سارے کمرے اُسکے سیل فون سے کونیکٹڈ تھے۔

"کیا ہوا مریم۔۔۔۔۔" اُسامہ اسکے قریب آیا مریم نے سکرین اُسکی آنکھوں کے سامنے کی جس کو دیکھ کر وہ بھی ریلیکس ہوا تھا یہ سارا منظر دیکھتا رہا ٹھور کچھ حیران ہوا تھا کہ تھوڑی دیر پہلے مریم شاہ کس قدر تپ رہا تھا اور اب پُر سکون تھا۔

"تم اس کا منہ کھولنے کی کوشش کرو میں بُرہان سے بات کر کے آتا ہوں، ایک پل کے لیے تو اس نے مجھے میری موت سے ملوایا تھا میں اب دوبارہ ایسا کوئی چانس نہیں لینا چاہتا

اُسامہ۔۔۔۔۔ "اُسامہ کو کہتا وہ باہر آیا جہاں اُس نے بُرہان کا نمبر ملا یا تو دوسری نیل پر ہی کال ریسیو ہو گئی۔

"بگ برو میں واش روم میں تھا، ابھی آپکی مسڈ کا لزدیکھیں خیر ہے۔۔۔۔۔ "بُرہان کے پوچھنے پر مریم شاہ نے اُسے سب بتا دیا۔

"بھائی آپ شاہ پیلس کی فکر نہ کریں، میرے ہوتے یہاں کا کوئی پتہ نہیں ہلا سکتا۔۔۔۔۔ "بُرہان فوری اپنی ڈیوٹی پر آیا تھا۔

"مجھے تمہاری بھی فکر ہے بُرہان اس لیے جو کہہ رہا ہوں وہ کرو، میرے خیال کے مطابق حاکم کو ابھی تک نہیں پتہ چلا ہو گا کہ راٹھورا غواہو گیا ہے اس لیے ہم پلان کے مطابق ہی چلیں گئے پراگر اُسے خبر ہو چکی ہے تو وہ شاہ پیلس پر ایک ضرور کرے گا مقصد پر خہ تک رسائی تاکہ وہ ہمارے ہاتھ باندھ سکے اور ایسا ہم کبھی نہیں کر سکتے اس لیے تم زرا چو نکنا ہو کر رہنا اگر کوئی ایسی سچو نشن آتی ہے کہ تمہیں باہر نکلا پڑے تو پر خہ کو سیف روم میں لاک کر لینا اور ایسا کرنے سے پہلے اُسے بیہوش کر لینا میں نہیں چاہتا اُسے کچھ بھی پتہ چلے یا وہ ڈر جائے۔۔۔۔۔۔۔"

"جی بھائی آپ فکر نہ کرے۔۔۔۔۔۔۔"

"شہباز کا کیا بنا۔۔۔۔۔۔۔" مریم نے پوچھا۔

"وہ ہی ایکسیڈنٹ اوور ڈرننگ کرنے کی وجہ سے پولیس اور میڈیا کے مطابق۔۔۔۔۔۔۔ "بُرہان نے معصومیت سے کہا جس پر مریم شاہ مسکرا دیا۔



"او کے پھر خیال رکھنا اپنا۔۔۔۔۔" مریم نے فون بند کرنا چاہا۔

"اور بھابھی کا۔۔۔۔۔۔۔" وہ شرارت سے بولا۔

"مجھے پورا یقین ہے پر خہ کے دو بھائی ایسے ہیں جو اپنی جان پر کھیل کر اُسکی حفاظت کریں گئے۔۔۔۔۔۔۔" مریم نے کہتے ہوئے کال بند کر دی۔

"

آخر کار وہ لوگ اپنے پلان میں کامیاب ہو گئے تھے راٹھور کو اپنی باتوں میں اُلجھا کر وہ اُسے حاکم کو کال کرنے میں راضی کروا چکے تھے۔

"کر و کال حاکم کو اور اُسے بولو اُسی جگہ ملنے آئے، ہم گارنٹی دیتے ہیں تمہیں آزاد کر دیں گئے۔۔۔۔۔۔۔" اُسامہ نے راٹھور کا موبائل اُسکی طرف بڑھایا جسے ہچکچاتے ہوئے تھام کر اس نے حاکم کا نمبر ملا یا تھا۔

"ہاں بولو راٹھور، کہاں ہوا بھی نیوز سنی شہباز کا ایکسیڈنٹ ہو گیا۔۔۔۔۔۔۔" سپیکر لاؤڈ ہونے کی وجہ سے جہاں راٹھور اس نیوز پر چونکا تھا وہی اُسامہ اور مریم شاہ مُسکرائے تھے انکی مُسکراہٹ دیکھ کر راٹھور کو سب سمجھ آنے لگی اُسے سانس لینا دشوار لگنے لگا۔

"اچھا، میں نے نہیں دیکھی اصل میں مجھے تم سے ملنا ہے حاکم، مریم شاہ کا کچھ کرنا پڑے گا، مجھے لگتا اس کے پیچھے بھی وہ ہے۔۔۔۔۔۔۔"



"ٹھیک کہہ رہے ہو تم، آجاؤ اُسی سکول میں آدھے گھنٹے تک۔۔۔۔۔" حاکم کے کہنے پر اُسامہ نے اُسکے ہاتھ سے موبائل لے کر بند کر دیا۔

"گڈ۔۔۔۔۔" اُسامہ نے سراہا۔

"اب مجھے ان زنجیروں سے نکالو، اب وہاں جانا نہیں۔۔۔۔۔" راٹھور نے اپنے بندھے وجود کی طرف اشارہ کیا جس پر وہ دونوں معنی خیز سے ہنس دیئے۔

"تمہیں کس نے کہا کہ تم بھی ہمارے ساتھ جاؤ گئے۔۔۔۔۔" اُسامہ کی بات پر وہ آنکھیں  
بھاڑے انکودیکھنے لگا۔

"کیا مطلب، میں نہیں جاؤنگا پر مجھے آزاد کرنے کا وعدہ کیا تھا تم دونوں نے۔۔۔۔۔۔"

"آزاد تو کریں گئے اس قید سے بھی اور اس دُنیا کی قید سے بھی۔۔۔۔۔۔" مریم اس کے قریب آ کر اسکے کندھے پر ہاتھ رکھتا اسکی طرف جُھکا۔

"جہاں تک وعدے کی بات تو وہ تم نے میری ماما سے بھی کیا تھا کہ اگر وہ تمہارے پاس آئیں گی تو تم اُنکی مدد کرو گئے بلوچ کے خلاف اور بدلے میں کیا کیا تم نے، اُنکی جان لے لی، تم تو پاپا کے وجاہت انکل کے دوست تھے نہ پھر بھی تم نے دھوکہ دیا اُنکو، تو اب ہم سے رحم کی اپیل کیوں۔۔۔۔۔۔" مریم نے کہتے ہوئے سعید اور گکھمن کو وہاں سے جانے کا کہا اور اُسامہ کی طرف پلٹا۔

"مجھے اُسکی موت یادگار بنانی ہے اُسامہ شاہ۔۔۔۔۔" مریام کی بات پر اُسامہ مُسکراتے ہوئے اُٹھا اور اگلے پل گھمن کے ساتھ ایک سیاہ رنگت والا آدمی کمرے میں داخل ہوا جو شکل سے ہی وحشی لگ رہا تھا۔

"اس کے اتنے ٹکڑے کرو کہ کوئی گن بھی نہ پائے۔۔۔۔۔" مریام نے نفرت انگیز لہجے میں اُس آدمی سے کہا جبکہ راٹھور کا رنگ لٹھے کی مانند سفید ہو چکا تھا۔

"دیکھو میں نے حاکم کو وہاں بلوایا، میں معافی مانگ لیتا ہوں اگر کہو تو پوری دنیا کے سامنے پر مجھے مت مارنا میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔" وہ گر گرانے لگا۔

"چھوٹے چھوٹے بچے، ساحل یاد ہے تمہیں چھ سال کا بچہ، کیا اُس پر رحم کھایا تھا تم لوگوں نے، نہیں نہ تو اب کس بات کا اوویلا اس لیے خاموشی سے اپنی موت کو انجوائے کرو تم۔۔۔۔۔۔۔۔۔" مریام کہتے ہوئے اُسامہ کو اشارہ کیا تھا۔

"پانچ منٹ ہیں تمہارے پاس اُسامہ۔۔۔۔۔" مریام شاہ نے گھڑی پر ایک نگاہ ڈالی اُسامہ نے اُس آدمی کو اشارہ کیا جس کے ہاتھ میں کچھ ساز و سامان تھا اُس نے لکڑی کا ٹٹنے والے اوزار نکالے تھے کہ پورا کمرہ راٹھور کی چیخوں سے گونج اُٹھا تھا جن کو سُنتا مریام شاہ باہر نکل آیا جبکہ اُسکی چیخوں میں اب درد بھری آہ پکار کا اضافہ بھی ہو گیا تھا جو آہستہ آہستہ بند ہو گئیں تھیں جس کا مطلب تھا کہ بُرائی کرنے والا اپنے انجام کو پہنچ چکا تھا۔

"

"

"کہاں رہ گیا یہ بلوچ۔۔۔۔۔" حاکم اپنی گھڑی کی طرف دیکھتا دوبارہ ٹہلنے لگا تبھی دروازہ کھلا  
تھا اور کوئی اندر داخل ہوا تھا۔

"تم کون ہو۔۔۔۔۔" وہ آنے والے کی طرف دیکھ کر چوڑا تھا جبکہ مریم شاہ بھی علی آفندی  
جو کہ نہ صرف ایم این اے تھا بلکہ فلاحی ٹرسٹ کا اوئیر بھی تھا اُسے دیکھ کر حیرت زدہ رہ گیا مریم  
شاہ کی جیکٹ پر لگی چُپ کی مدد سے باہر کھڑا اُسامہ اور شاہ پیلس میں موجود بُرہان بھی اپنے موبائل  
کی سکرین میں نظر آتے علی آفندی کو دیکھ کر حیران ہوا تھا۔

"یہ حاکم تھا، یہ تو حسن انکل کا نہ صرف دوست تھا بلکہ وجاہت انکل کا بزنس پارٹنر بھی تھا اور اُس  
رات یہ بھی مدعو تھا اس فنکشن پر۔۔۔۔۔" اُسامہ کی حیران کن آواز دونوں نے سُنی تھی  
مگر جواب نہیں دیا تھا۔

"بتا نہیں رہے کون ہو تم۔۔۔۔۔"

"سمجھ نہیں آرہا کیا کہوں، حاکم کہوں جو نہ صرف قاتل ہے بلکہ سمگلر اور عورتوں کا بیوپاری بھی  
ہے یا علی آفندی کہوں جو سیاست میں غریبوں کی مدد کا نعرہ لگا کر آیا اور ایک ایسی فلاحی تنظیم کا اوئیر  
ہے جس میں ہزاروں یتیم بچوں اور بیوہ عورتوں کی دیکھ بھال کی جاتی ہے۔۔۔۔۔"

"کون، کون ہو تم، اصغر، خرم کہاں مر گئے ہو تم لوگ۔۔۔۔۔" وہ اپنے بندوں کو بلانے لگا مگر

وہ ہوتے تو آتے نہ وہ تو نہ آئے مگر اُسامہ آ گیا تھا۔

"اوہ تو مریم شاہ، یہ سب تمہارا پلان تھا، کہاں ہے راٹھور۔۔۔۔۔" وہ اُسامہ کی طرف دیکھ کر جیسے سب سمجھ گیا۔

"وہ اس وقت بلوچ کے ساتھ بیٹھامیٹنگ کر رہا ہے۔۔۔۔" اُسامہ کی بات پر حاکم نے سوالیہ نگاہوں سے دیکھا۔

"فکر نہ کرو تمہیں بھی اُن کے پاس بھیجنے ہی ہم یہاں آئے ہیں۔۔۔۔۔" مریام شاہ نے کہتے ہوئے اُس کی دونوں ٹانگوں اور بازوؤں پر نشانہ کسنا تھا جو بلبلا تاہوا زمین پر گھٹنے ٹیک گیا تھا۔

"حاکم تم نے تو دل ہی توڑ دیا میرا، سچی پوچھو تو اب مجھے ان ٹرسٹ والوں پر بھی اعتبار نہیں رہا، اُوپر سے اتنے ماہان آدمی اور اندر سے اتنی گھٹیا شکل، افسوس تم نے یہ سب وجاہت بلوچ کو پیچھے ہٹانے کے لیے کیا کیونکہ بارہ سال پہلے تم اُسکی جگہ وزیر قانون بننا چاہتے تھے تاکہ تمہیں اپنے دو نمبر کاموں میں کوئی رکاوٹ محسوس نہ ہو اور جب اس بات کی تمہارے بزنس پارٹنر پلس دوست وجاہت بلوچ کو خبر ہوئی تو اس سے پہلے کہ وہ تم تک جاتا یا کوئی ایکشن لیتا تم نے بلوچ اور راٹھور کے ساتھ مل کر سارا کام ہی ختم کر دیا واہ بہت اچھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔" مریم شاہ نقطے سے نقطہ جوڑتا جیسے اصل کہانی تک جا پہنچا تھا۔

"ہاں ٹھیک کہہ رہے ہو تم، مریام شاہ کی ماں بھی تمہاری طرح بہت سمجھدار تھی اُسے بھی سب پتہ لگ گیا تھا، وہ بھی پریس کا نفرنس میں سب اوپن کرنا چاہتی تھی اس لیے بہانے سے اُسے بلایا

اور ڈرایا دھمکایا مگر جب وہ نہیں مانی تو آخر کار ہمیں اُسے جلانا پڑا تاکہ آہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ "اُسکی اگلی بات مُنہ میں ہی تھی کہ مریم شاہ نے اُس کے وجود پر گولیوں کی برسات کر دی تھی۔

"مریم یہ کیا، اسے کیوں مارا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔" جب تک اُسامہ نے اسے آکر روکا حاکم پتھر کا ہو چُکا تھا اُسکا بے جان وجود زمین پر پڑا تھا۔

[illegible][illegible]

!!

!!

حاکم کی لاش کو سمندر میں پھینکوا کر وہ دونوں شاہ پیلے آئے جہاں صندل بوا اور عامرہ خاتون ڈنر لگا رہی تھیں اور برہان شاہ ٹی وی لاؤنج میں بیٹھا ٹی وی دیکھ رہا تھا۔

"کیسے ہوینگ مین۔۔۔۔۔" اُسامہ نے اُس کے بالوں کو بکھیرا تھا اور ساتھ صوفے پر ٹک گیا جب مریم شاہ اُس کے قریب آیا تو بُرہان کھڑا ہوتا بے اختیار اُسکے گلے لگا تھا۔

"ارے فوجی ہو کر اتنا چھوٹا دل بُرہان شاہ۔۔۔۔۔" مریم نے پیار سے اُسکا پیٹ تھپتھپایا تھا مُسکراتے ہوئے اُسکے سر کو چُوما تھا۔

"بُرہان شاہ بچے ہی ہو یا رُتم تو۔۔۔۔۔" اُسامہ چڑانے لگا جس پر بُرہان اور اُسامہ کو آپس میں الجھتا چھوڑ کر وہ پر خہ کی تلاش میں ادھر ادھر دیکھنے لگا جہاں وہ اُسے کمرے سے نکلتی دکھائی دی وہ محبت پاش نظروں سے اُسکی طرف دیکھنے لگا جو اسے بُری طرح انکور کرتی اُسامہ اور بُرہان کی طرف متوجہ تھی۔

"اُسامہ بھائی اور بُرہان بھائی ڈنر لگ گیا ہے چلیں۔۔۔۔۔" وہ اُنکو بولتی واپسی کو مڑی تو مریم شاہ نے حیرانگی سے دیکھا جو بنا اسکی طرف دیکھے کسی بھی خوشی کا اظہار کیے بغیر بنا اسے کھانے کا کہنے وہ واپس مڑ گئی تھی۔

بُرہان نے مریم شاہ کے حیران چہرے کی طرف دیکھ کر اپنی مُسکراہٹ دبائی تھی اور پھر مریم شاہ کی حیرانگی تب دُور ہوئی تھی جب مریم نے پر خہ کو بلایا تھا اور وہ سب اُگل گئی تھی۔

"آپ نے مجھ سے جھوٹ بولا تھا شاہ، آپ کسی میٹنگ میں نہیں بلکہ سی سائیڈ پر اپنی کسی گرل فرینڈ کے ساتھ تھے۔۔۔۔۔"

"واٹ یہ کیا بکواس ہے۔۔۔۔۔" وہ غصے میں آیا۔

"آپ نے مجھ سے۔۔۔۔۔"

"پر خہ مجھے بس یہ بتاؤ کہ یہ بکواس تم سے کی کس نے۔۔۔۔۔۔۔" وہ کرخت لہجے میں بولا تو  
پر خہ سہم کر پیچھے ہٹی۔

"بُرہان بھائی نے۔۔۔۔۔۔۔"

"اُسکی تو میں۔۔۔۔۔۔۔" دانت پیس کر بولتا وہ چُپ ہو کر گہرا سانس بھر کر بولا۔

"وہ کمینہ تم سے جھوٹ بول رہا تھا بھلا میں۔۔۔۔۔۔۔"

"آپ نے بھی تو جھوٹ بولا کہ بُرہان اسلام آباد میں ہے بلکہ وہ تو کراچی میں  
تھا۔۔۔۔۔۔۔" پر خہ کے کہنے پر مریم شاہ کی غصے سے رگیں تن گئیں وہ مٹھیاں بھینچتا  
کمرے سے نکلتا سیدھا اُس کے پاس آیا جو اس کے تیور دیکھ کر اُسامہ کے پیچھے چھپا تھا۔  
"پیچھے ہٹ جاؤ اُسامہ ورنہ ایک لگاؤ دوں گا میں۔۔۔۔۔۔۔"

"ہوا کیا ہے مجھے بھی تو پتہ چلے۔۔۔۔۔۔۔" اُسامہ اسے اشتعال میں دیکھ کر حیرانگی سے بولا۔

"دکھادی اس خبیث نے اپنی اوقات، پتہ نہیں کونسے جھوٹ بولے ہیں پر خہ کے  
سامنے۔۔۔۔۔۔۔" مریم کے سخت لہجے پر اُسامہ نے بمشکل اپنی مُسکراہٹ چھپانا چاہی تھی مگر  
مریم شاہ سے جھپ نہ سکی۔

"پتہ ہے مجھے تم دونوں کا تم دونوں ہی میری اور پر خہ کی لڑائیاں کروانے کی کوششوں میں ہو پر  
میں ایسا ہونے نہیں دوں گا، تم دونوں کو شاہ پیلس سے دُور نہ رکھا تو پھر کہنا، ابھی کہہ رہا تھا مجھے اپنے

ساتھ رکھو، اسے ساتھ رکھوں جس نے کچھ گھنٹے میں میری بیوی کی نظر میں مجھے جھوٹا اور فلرٹی بنا دیا ہے کہ وہ مجھ سے بات نہیں کر رہی اگر یہ یہاں رہتا تو وہ میری شکل بھی دیکھنا نہیں چاہے گی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ "مریم شاہ نے تیز نظروں سے اُسے دیکھا تھا۔

[illegible]

"تم بھی حد کرتے ہو بُرہان کیا ضرورت تھی ایسا کرنے کی۔۔۔۔۔" اُسامہ نے بھی لتاڑا۔

"میں تو بس انجوائے کر رہا تھا دوسرا بھابھی کو اپنا سپورٹربنانے کی کوشش کر رہا تھا مگر مجھے کیا پتہ کہ

بھابھی پیٹ کی اتنی ہلکی ثابت ہو گئی وہ جلد ہی سب بتا دیں گی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ "برہان کی دُہائی پر

جہاں اُسامہ نے اُسے گھورا تھا وہی پر خہ بھی اپنے بیوقوف بنانے پر سکت ہوئی۔

[illegible]

"اوہ شٹ۔۔۔۔۔۔" پورا آدھا گھنٹہ اُسے پر خہ کو منانے میں لگ گیا تھا۔

!!

پرخہ کمرے میں آئی جہاں مریم شاہ شترٹ اُتارتا و اش روم کی طرف جارہا تھا۔

"شاہ۔۔۔۔۔" ہاتھوں کو مسلطی شرمندگی سے وہ سر نہ اٹھایا رہی تھی۔

"کیا اپنے بھائی سے کچھ اور سُن آئی ہو جس کا جواب چاہیے مجھ سے۔۔۔۔۔" اُس نے طنز کے تیر

برسائے تھے جس پر پر خہ کی آنکھوں سے ٹپ ٹپ پانی برساتا تھا جسکو دیکھ کر مریم شاہ کا دل سارا



غصہ ہوا ہو گیا تھا۔

"پر خہ میری جان یہ کیا پاگل پن ہے۔۔۔۔۔۔" وہ اُس کے قریب آتا اُسکے آنسو صاف کرنے لگا۔

"آپ ناراض ہیں نہ شاہ، مجھ سے غلطی ہو گئی میں۔۔۔۔۔۔"

"ارے کس نے کہا میں ناراض ہوں جسٹ چل یار، بُرہان نے بس مذاق کیا تھا، یہی تو میں سمجھنا چاہ رہا تھا تمہیں۔۔۔۔۔۔" پیار سے اُسے اپنے ساتھ لگایا تھا۔

"مجھے لگا آپ کسی اور کے ساتھ، اتنے دن تو گھر سے غائب رہتے ہیں شاہ۔۔۔۔۔۔"

"ایسا کبھی سوچنا بھی مت پر خہ کے مریم تمہارے سوا کسی اور کو نظر بھر کر دیکھے گا بھی، جہاں تک اتنے دن غائب رہنے کی بات ہے تو وہ بھی آج سے کینسل، اب صبح جایا کرونگا اور شام کو واپس۔۔۔۔۔۔" مریم نے اُسے خوش کر دیا تھا۔

"پھر مجھے گھمانے بھی لے کر چلیں گئے۔۔۔۔۔۔" وہ اُسکے سینے سے سر اٹھا کر بولی۔

"بلکل، پاکستان کیا پاکستان سے باہر بھی اور دوسری سب سے اسپیشل بات ہمارا ولیمہ بھی ہو گا اگلے ماہ۔۔۔۔۔۔"

"کیا ولیمہ۔۔۔۔۔۔" وہ حیران ہوئی۔

"ہاں کچھ مصروفیت کی وجہ سے ہم اپنا ولیمہ میں کر پائے مگر اب تو کر سکتے ہیں نہ تاکہ سب کو پتہ چلے کہ مریم شاہ بھی اب شادی شدہ ہو چکا ہے اور گرلز مجھ سے دُور رہیں۔۔۔۔۔۔" آخر میں

وہ اسے چھیڑنے لگا جس پر وہ اُسے گھورنے لگی۔

"شاہ آپ بھی نہ، اچھا پھر میں شاپنگ لسٹ بناؤں۔۔۔۔۔" وہ ایکسائیٹڈ ہونے لگی تھی۔

"لسٹ بھی بنالینا، پہلے مجھے تو خوش کرتی جاؤ۔۔۔۔۔" مریم کی بات پر وہ نہ سمجھی سے

اُسے دیکھنے لگی مگر اُسکی آنکھوں کی والہانہ چمک پر پلکیں رُخساروں پر لرز کر جھک گئیں۔

"شاہ آپ شاور لینے لگے تھے نہ۔۔۔۔۔" وہ اُسکی گرفت سے نکلنے کی کوشش کرنے لگی مگر بے

سود۔

"ارادہ بدلنے میں کب دیر لگتی ہے مائے سویٹ ہارٹ۔۔۔۔۔" مریم شاہ نے اُس کے بالوں کو

کھلا چھوڑا اگر مریم شاہ اور پر خہ کی کسی بات پر پسند نہیں ملتی تھی تو وہ مریم شاہ کو اسکے کھلے بال پسند تھے جبکہ پر خہ کو اپنے کھلے بالوں سے چڑ تھی۔

"شاہ۔۔۔۔۔" پر خہ نے اُس کے بنا شرٹ کے سینے پر ہاتھ رکھ کر کسی بھی گستاخی سے روکنا چاہا

تھا مگر مریم شاہ اُسے اپنے احصار میں لیتا ایک لطیف سی شرارت کر گیا تھا اُسکے پورے بدن پر جیسے کرنٹ سادوڑ گیا تھا۔

"اب تو ہر رات میری ہوگی مسز۔۔۔۔۔" اُسکا چہرہ اپنے قریب کر کے کان میں سرگوشی کی تو

مارے حیا کہ پر خہ سُرخ پڑ گئی جو اسے اپنی گرفت میں لیے ہی بیڈ کی طرف بڑھا تھا اُسکی خمار آلود

سرگوشیوں پر وہ اُس کے سینے میں ہی مَنہ جُھپا گئی جو اس کی پیشانی چومتا اُس کے ہونٹوں پر قائم

محبت بھری مُسکان کو چُرانے لگا تھا اور آسمان پر چمکتا چاند جیسے شرماتا ہوا اپنا رخ موڑ گیا تھا۔

ختم شدہ